



مؤلفان این رساله و سید شجاعت علی قادی

میرزا پیشنگ کلبی، ایم - اسرار و دیگران

© 1988 by the author. All rights reserved.

جملہ حقوقِ اشاعت بحقِ ناشر محفوظ ہیں

•

سال طبع _____ ۱۹۸۸ء
تعداد _____ ایک ہزار

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم ایے جناح روڈ کراچی

© 1988 by the author. All rights reserved.



تقدیم

اسلام ایک مکمل دین ہے جسکی تعلیمات قیامت تک انسانیت کی رہبری و رہنمائی کرتی رہیں گی۔ اس میں ہر شے کا کام کی سیرابی کا انتظام ہے۔ یہ بے قرار روحوں کا قرار، مضطرب نفوس کا چین، اور بے نواؤں کی مدد و نوبہ جاننا ہے، ناقصوں کی تکمیل اور کاملوں کو بام عروج تک پہنچانے کا کھیل ہے۔ حیات انسانی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جسکی ضروریات و مقتضیات کا جواب اسلامی تعلیمات میں موجود نہیں۔ اللہ کا یہ کامل دین اپنی اس جامعیت کی وجہ سے ایک جتنا جانتا معجزہ ہے۔ اسکی ہمہ گیری اور آفاقیت خلاق فطرت کے عطا کردہ ان اصولوں اور کلیوں کی رہن منت ہے۔ جو انسانی فطرت کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، اور کیوں نہ ہو بہ آخر انسانی فطرت کا علم اس کے خالق سے زائد اور کس کو ہو سکتا ہے۔

فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ
ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ -

ترجمہ :- یہ اللہ کی وہ فطرۃ ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے
خدا کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی درست دین ہے۔

سلسلہ نبوت و وحی، ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ اب علمائے امت ہر دور کے جدید مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں حل کرتے رہیں گے۔ انہی کلیات کے لظن سے جزئیات و تفصیل ظاہر ہوتی رہیں گی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار کے مژدہ جانفزا، نے امت مسلمہ کو کتاب



گو اور راستباز ہوتے ہیں اس لئے بلا خوف لومۃ لاکم اپنے اپنے اجتہاد کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر بحث و مباحثہ شروع ہوتا ہے اور بعض حضرات اپنی پہلی رائے سے نئے دلائل یا شرح صدر کی بنیاد پر رجوع کر لیتے ہیں اور اس رجوع میں انکی جلا شان اور مرتبہ علمی کبھی حائل نہیں ہوتا۔ اس کی بہترین مثال حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے اجتہاد کی کارنامے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شاگردوں نے اپنے استاد سے بہت سے مسائل میں اختلاف کیا اور اس طرح وہ کسی بے ادبی گستاخی یا بے دینی کے مرتکب نہ ہوئے پھر ایسا بھی ہوا کہ استاد نے اپنی پہلی رائے سے رجوع کیا اور اس میں کسی قسم کی کوئی خفت و ندامت محسوس نہ کی۔ امام شافعیؒ نے بہت سے مسائل میں تین مختلف اوقات میں تین مختلف آپیش کیں۔ اور ظاہر ہے کہ جو عمل امام کے کسی ایسے قول سے لیا گیا تھا جس سے خود امام نے بعد میں رجوع کر لیا تھا عا دت سے پائے گا۔ اسکی واضح مثال یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شرائع میں احکام مختلف صورتوں میں رہے ہیں۔ بعد کے احکام نے پہلی شریعتوں کے احکام کو منسوخ کر دیا۔ مگر وہ کہ جنہوں نے ناسخ پر یا منسوخ پر عمل کیا دونوں حق پر ہیں۔ خود ہماری شریعت میں اسکی کئی مثالیں ہیں۔ دیکھئے ابتدا اسلام میں نماز کی حالت میں لوگ ایک دوسرے سے بات چیت کرتے رہتے تھے اور انکی نماز نہیں ٹوٹی تھی۔ پھر کلام کوناقص صلوٰۃ قرار دیا گیا تو پہلے لوگوں کی نمازیں باطل ہوئیں؟ ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ دین خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت کا نام ہے وہ جو وقت جو حکم ارشاد فرمائیں وہ واجب التعمیل ہے اور علماء مجتہدین اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں۔ انکو جس وقت کسی بھی مسئلہ کا ادراک حاصل ہوتا ہے وہ بیان فرماتے ہیں اور حق وہی ہوتا ہے۔ تا وقتیکہ کوئی اور مستحکم دلیل اسکو بدل نہ دے۔ یہ منحقر گفتگو اسلام کے شرعی

نظام پر اس لئے کی گئی ہے۔ تاکہ عوام فقہاء و مجتہدین کے اختلاف رحکم وہ اپنی

شرائط کے ساتھ ہوں) کو دین سے بیزاری کا بہانہ نہ بنائیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "اخلاف امتی رحمتہ" کے بموجب، اسکو اپنے حق میں رحمت اور آسانی کا باعث خیال کریں۔

سواد اعظم | حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سواد اعظم کی پیروی کرو۔ یعنی مسلمانوں کی اس جماعت کی جو ہر دور

میں اکثریت میں رہی ہو، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا گمراہی پر اجتماع و اتفاق ممکن نہیں، قرآن کریم میں بھی یہی مضمون ارشاد ہوا ہے۔
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ لَوْلَا أَنَّهُ مَاتُوا لَوَلَّىٰ - اور جو مومنین کی راہ کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کرے گا تو ہم اس کو اس کی پسندیدہ راہ پر چلا دیں گے۔ اسلامی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ ہر دور میں اہلسنت و جماعت اکثریت میں رہے، فقہاء اربعہ یعنی ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ۔ اہلسنت ہی سے تھے اور انکی پیروی پر گویا امت مسلمہ کا اجتماع و اتفاق ہو چکا ہے۔ پس عافیت کی راہ، مسلک اہل سنت و جماعت ہی ہے اس کتاب کے بارے میں چند معروضات پر توجہ دینا ضروری ہے۔

۱۔ ایک دراز عرصہ سے معاشرہ میں کئی نئے سوال ابھرے ہیں۔ ہمارے

اکثر علماء نے ان کے سلسلہ میں توقف کیا، اور بعض نے کچھ فرمایا بھی

تو اسکی تشبیر نہ ہو سکی۔ فقیر نے اپنی، اسالہ (جو بہت کم ہے) فتویٰ لکھا

کی زندگی میں ایسے مسائل کو لکھا کیا اور ان پر غور کیا۔ دوسرے علماء سے

رجوع بھی کیا۔ اس کا جو کچھ نتیجہ نکلا وہ اس کتاب میں ذکر کر دیا ہے،

ایسے مسائل جو کسی کتاب میں مصرح نہیں ہیں یا کم از کم میری نگاہ میں

نہیں ہیں، انکو میں نے اس کتاب میں اپنے حوالے سے لکھا ہے۔ اور

حاشیہ پر "مصنف" لکھ دیا ہے، یہ میری اپنی تحقیق و جستجو ہے۔ اگر آپ

اس سے اتفاق کریں تو عمل فرمائیں ورنہ اتنا حسن ظن ضرور رکھیں کہ

.....

فقیر نے نیک نیتی سے اپنی پوری کوشش سے یہی کچھ سمجھا ہے۔ اگر کوئی بزرگ، فقیہ اہلسنت اس کے خلاف کوئی رائے رکھتے ہوں اور اس پر دلائل بھی ہوں، ایسے دلائل جن سے مجھے شرح صدر حاصل ہو جائے تو میں اپنے قول سے رجوع کرنے میں خوشی محسوس کروں گا،

۲۔ کتاب میں اس امر کا خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے کہ فقہی مسائل کو محض کتب فقہ کے حوالے سے نہ لکھا جائے۔ بلکہ قرآن و سنت کا حوالہ بھی دیا جائے، تاکہ لوگوں میں یہ بدگمانی پیدا نہ ہو کہ ہم قرآن و سنت چھوڑ کر زید و بکر کے قول پر عمل کرتے ہیں۔

۳۔ حوالوں میں بہ نظر اختصار عبارات نقل نہیں کی ہیں، صرف کتابوں کے نام اور صفحات درج کئے ہیں۔ بعض جگہ اس خیال سے صفحہ نمبر نہیں دیا ہے کہ وہ حوالہ ایک متعین باب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے باسانی مل سکتا ہے۔

۴۔ چونکہ کتاب کو عام فہم رکھنا تھا اس لئے اس میں دلائل کا حصہ حذف ہے۔

۵۔ پوری کوشش اس امر کی کی گئی ہے کہ ہر معاملے میں زائد سے زائد مسائل جمع ہو جائیں اور کتاب کی ضخامت بھی نہ بڑھنے پائے تاکہ پڑھنے والے کی جیب پر بوجھ نہ پڑے۔

۶۔ میں اہل علم سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس کتاب میں جہاں کہیں مجھ سے کوئی لغزش ہوئی ہو اس پر مطلع فرمائیں، نیز جو مسائل اس میں درج ہوتارہ گئے ہوں انکی نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

۷۔ یہ کتاب کا پہلا حصہ ہے۔ باقی حصص لکھ رہا ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام آپ کے تعاون کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ لہذا تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اس کتاب کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْقُرْآنَ عَلَیْهِ السُّورَةَ الْمَوْجِزَةَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْقُرْآنَ عَلَیْهِ السُّورَةَ الْمَوْجِزَةَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْقُرْآنَ عَلَیْهِ السُّورَةَ الْمَوْجِزَةَ

۸۔ عربی کتابوں کی مکمل عبارات اس لئے نقل نہیں کی ہیں کہ ایک عام قاری کے لئے انکے نقل کرنے کا فائدہ نہیں، البتہ اہل علم اگر اصل کتب کی طرف مراجعت چاہیں تو فٹ نوٹ پر حوالہ موجود ہے، کہیں کہیں صفحات کا حوالہ موجود ہے اور کہیں محض کتاب کا نام یہ سمجھتے ہوئے لکھ دیا ہے کہ اہل علم کے لئے کسی مسئلہ کا اس کے متعلق باب میں تلاش کر لینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ صحاح ستہ کے حوالہ جات عام طور پر اصح المطابع کراچی کی مطبوعہ کتب کے ہیں۔

۹۔ قارئین سے گزارش ہے کہ ان کے ذہن میں اس دور کا جو بھی نیا مسئلہ ہو یا انکے ذہن میں کوئی الجھن ہو تو فقیر کو لکھ بھیجیں تاکہ کتاب ثانی میں جو دوسرے حصے کے طور پر تصنیف کے مراحل میں ہے اسے شامل کیا جاسکے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دست برداء ہوں کہ وہ اپنے پیارے حبیب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتنا کے طفیل مجھ بے بضاعت کی اس حقیر کوشش کو باوقار بنا کر قبول عام و نفع تام کی دولت عطا فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا
ومولانا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

فقط سید شجاعت علی قادری

مفتی اہلسنت کراچی

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْقُرْآنَ عَلَیْهِ السُّورَةَ الْمَوْجِزَةَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْقُرْآنَ عَلَیْهِ السُّورَةَ الْمَوْجِزَةَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْقُرْآنَ عَلَیْهِ السُّورَةَ الْمَوْجِزَةَ

حرف اولیں

برادر محترم مفتی سید شجاعت علی صاحب قادری زید مجدہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس نوعمری میں جہاں درس و تدریس، تحریر و تقریر فتویٰ نویسی اور عربی کتب کے تراجم میں ملکہ مرحمت فرمایا۔ وہیں پرقسام ازل نے موصوف کو تصنیف و تالیف کا ذوق لطیف بھی عطا فرمایا ہے برادر گرامی قدر اکابر اہلسنت سے اپنی بعض کتب پر خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں موصوف کی مندرجہ ذیل تراجم و تصانیف احقر کے علم میں ہیں۔ (۱) ترجمہ تفسیر مظہری (۲) ترجمہ مواہب اللدنیہ (۳) ترجمہ شرح الصدور (۴) ترجمہ الخیرات الحسان (۵) ترجمہ کتاب الشفاء شیخ الرئیس کے بعض حصے (۶) انشاء العربیہ کے چار حصے عربی اردو (۷) رسالہ ختم نبوت کا اردو سے عربی ترجمہ (۸) ایک رسالہ عربی میں ختم نبوت پر (۹) اسلام میں مرتد کی سزا۔ (۱۰) اسلام کا معاشی نظام (۱۱) عقائد و اعمال (۱۲) تین طلاقیں (۱۳) سورہ نبی اسرائیل کا ترجمہ و تفسیر اور اسی کے ساتھ سیرت رسول اکرم (۱۴) فقہ اہلسنت۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مختصر رسائل میں جن کا ذکر احقر خوف طوالت کی وجہ سے چھوڑتا ہے۔

ارباب دانش و بنیاد کی نظر میں کسی مصنف کا کمال اور تصنیف کی خوبی یہ ہے کہ تحریر نہ اتنی طویل ہو کہ ذوق مطالعہ پر گراں ہو اور نہ اس قدر مختصر کہ مفہوم واضح نہ ہو سکے بلکہ حضور اکرم مصباح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان کو پیش نظر رکھیں۔ خیر الکلام ما قل و دل بہر اور عزیز کی تصنیفات و تالیفات میں یہ ہی رنگ نظر آتا ہے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد میں کسی تامل کے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ فاضل جلیل مفتی اہلسنت علامہ سید شجاعت علی صاحب قادری زید مجدہ نے فقہ اہلسنت کے ذریعہ اجاب اہلسنت کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمادی جو وہ چاہتے تھے۔ اسکولز اور کالجز کے طلبہ میں خاص طور پر اس چیز کو شدت سے محسوس کیا جاتا رہا ہے کہ کوئی ایسی کتاب منظر عام پر آئے جو متوسط بھی ہو اور عام فہم بھی نیز انداز بیان بھی سائنٹفک ہو یعنی وقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کے جدید تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہو۔ عزیز محترم کیونکہ ماشاء اللہ خود بھی علوم قدیمہ و جدیدہ سے واقف اور ایک کالج میں لیکچرار کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی درس و تدریس میں بھی اچھا ملکہ رکھتے ہیں۔ اور کتاب و سنت پر بھی انکی نظر وسیع ہے۔ اس لئے یہ کتاب مطلوبہ معیار پر بلوری اترتی ہے،

مفتی صاحب نے متذکرہ بالا کتاب (یعنی فقہ اہلسنت) کے حصہ اول میں ایمانیات، طہارت اور عبادات ہی پر روشنی نہیں ڈالی بلکہ روزمرہ کی زندگی میں کام آنے والی باتوں کو بھی عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ یہ کتاب صرف اردو خواں طبقہ کے لئے ہی نہیں بلکہ علمائے کرام کے لئے بھی مفید ثابت ہوگی اور طلبہ کی ایک دیرینہ ضرورت کو بھی پورا کرے گی۔

انشاء اللہ العزیز اس کے بعد جلد ہی دوسرا حصہ بھی منظر عام پر لانے کی کوشش کی جائے گی جو روزے، زکوٰۃ اور حج پر مشتمل ہوگا۔
آخر میں احقر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو مولائے کریم اپنے فضل و کرم سے خواص و عوام کے لئے مفید عام فرمائے۔
(آئینہ شمس آئینہ)

احقر

جمیل احمد نعیمی غفرلہ القوی

ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔ خطیب

سبز مسجد صرافہ بازار، سابق ناظم اعلیٰ مرکزی

جماعت اہلسنت پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



فہرست مضامین

حصہ ایمانیات

- ۱۷ نیت کی اہمیت _____
- ۱۸ خدا ایک ہے _____
- ۱۹ اللہ قدیم ہے اور ہمیشہ رہے گا _____
- ۱۹ اللہ زندہ ہے _____
- ۱۹ وہ ہر چیز پر قادر ہے _____
- ۲۰ وہ ارادہ فرماتا ہے _____
- ۲۰ اللہ علم والا ہے _____
- ۲۰ وہ سننے والا ہے _____
- ۲۱ وہ دیکھنے والا ہے _____
- ۲۱ اللہ بولنے والا ہے _____
- ۲۱ وہ پیدا کرنے والا ہے _____
- ۲۱ وہ کسی کا محتاج نہیں _____
- ۲۲ وہ جسم و جسمانیات سے پاک ہے _____
- ۲۳ اس کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں اور نہ زمانہ ہے وہ حلول سے پاک ہے _____
- ۲۴ اس کی ذات لافانی اور غیر متغیر ہے _____
- ۲۴ نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اسکی کوئی اولاد ہے _____
- ۲۵ اسپر کوئی چیز لازم نہیں _____



اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا

۲۵

خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا

۲۶

اللہ کے نام

۲۶

نبی یا رسول

۲۸

سچے نبی کی دلیل

۲۹

محبزد

۲۹

مقام نبوت

۳۰

ختم نبوت

۳۳

مقام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

۳۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق امت پر

۳۵

فرشتوں کا ذکر

۳۸

عالم برزخ

۴۰

قبر میں عذاب و ثواب

۴۱

منکر و نیکر

۴۳

روح کا مرنے کے بعد جسم سے تعلق

۴۴

قبر کا عذاب و ثواب

۴۵

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

۴۵

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

۴۵

علامات قیامت

۴۶

قیامت کا ذکر

۴۶

علامات قیامت

۴۷

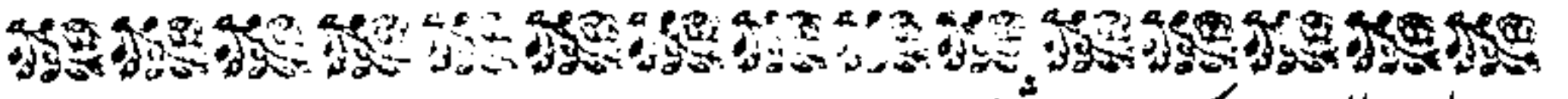
دھواں

۴۸

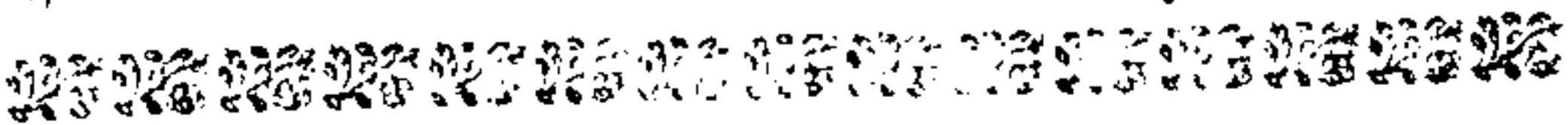
دجال

۴۸

علامات قیامت



- ۵۰ عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ شخصیت
- ۵۱ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا
- ۵۸ نزول مسیح
- ۶۱ امام مہدی
- ۶۱ حلیہ مبارک
- ۶۱ بیعت
- ۶۱ دیگر علامات
- ۶۲ مہدی کے بارے میں عقیدہ
- ۶۲ یا جوج ماجوج
- ۶۲ شفاعت کا بیان
- ۶۵ حقیقت شفاعت
- ۶۶ شفاعت اور کفارہ میں فرق
- ۶۸ حساب
- ۷۰ بے حساب جنت میں جانے والے
- ۷۱ قیامت کے دن کی مقدار
- ۷۱ حوض کوثر
- ۷۲ جنت کی صفات
- ۷۴ دیدار خداوندی
- ۷۸ دوزخ کا بیان
- ۸۱ طہارت کا بیان
- ۸۱ وضوء
- ۸۱ وضوء کے فرائض
- ۸۲ وضوء کی سنتیں اور مستحبات



وضوء کے ضروری مسائل

۸۱

۸۵ وضوء کب ٹوٹ جاتا ہے

۸۶ غسل کا بیان

۸۶ غسل فرض کے مسائل

۸۸ غسل کی سنتیں

۸۹ غسل کب فرض ہوتا ہے

۹۰ غسل کی دوسری قسمیں

۹۱ پانی کے مسائل

۹۲ پانی کے ناپاک ہونے کی صورتیں

۹۱ وہ صورتیں جن میں تھوڑا سا پانی نکال دینا کافی ہے

۹۲ مرا ہوا جانور کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے

۹۲ کنویں سے پانی نکالنے کا طریقہ

۹۵ جاری پانی کا بیان

۹۶ بڑے حوض کے پانی کا حکم

۹۷ وہ پانی جس سے وضو اور غسل جائز ہے اور وہ جس سے ناجائز ہے

۹۷ استعمال کئے ہوئے پانی کا حکم

۹۸ انسان اور جانور کی جھوٹی چیزوں کا حکم

۹۹ تیمم کا بیان

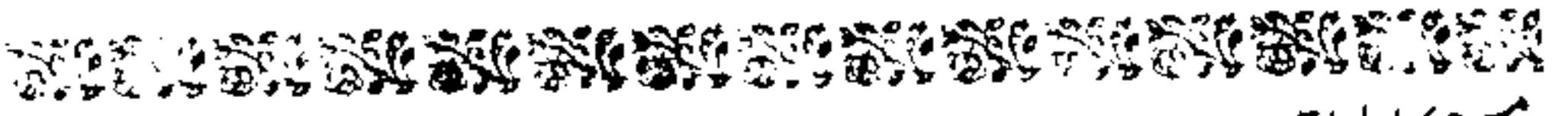
۱۰۱ تیمم کے طریقے

۱۰۲ تیمم کی سنتوں کا بیان

۱۰۳ کس چیز سے تیمم کیا جائے

۱۰۳ وہ چیزیں جن سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے

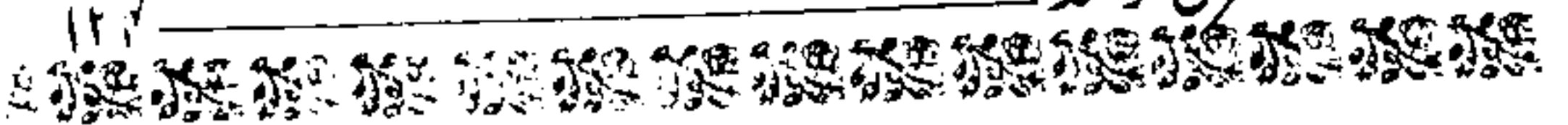
۱۰۴ موزوں پر مسح کا بیان



۱۰۲	مسح کا طریقہ
۱۰۵	وہ چیزیں جن سے مسح ٹوٹ جاتا ہے
۱۰۵	اعضائے وضو کے مسح کا بیان
۱۰۶	حیض کا بیان (ماہواری)
۱۰۶	نفاس کا بیان
۱۰۹	حیض و نفاس کے احکام شرعیہ
۱۱۰	استحاضہ کا بیان
۱۱۱	نجاستیں اور ان کے احکام
۱۱۱	نجاست غلیظہ کا حکم
۱۱۲	پیڑول اور مٹی کے تیل کا حکم
۱۱۲	ناپاک چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ
۱۱۶	استنجا کا ذکر

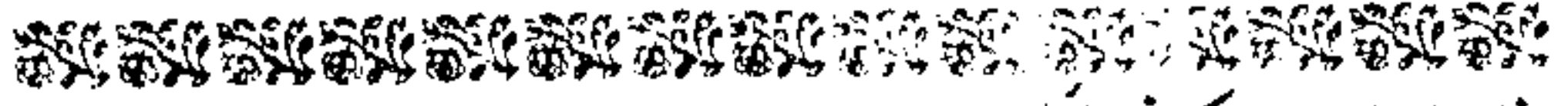
حصہ عبادات

۱۱۹	عبادت کا جاہلانہ تصور
۱۲۰	عبادت کا راہبانہ تصور
۱۲۰	عبادت کا اسلامی تصور
۱۲۱	نماز کا بیان
۱۱۱	احساس بندگی
۱۲۲	اہمیت فرض
۱۲۲	تعمیر سیرت
۱۲۳	نفس پر کنٹرول
۱۲۲	نماز کے معاشرتی فوائد

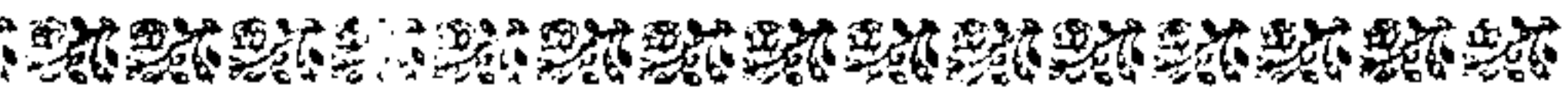


۱۲۷	قرآن اور نماز
۱۲۵	پانچ نمازوں کا ثبوت قرآن سے
۱۲۸	نماز خشوع و خضوع سے ادا کی جائے
۱۲۹	احادیث اور نماز
۱۲۹	نماز کی اہمیت
۱۳۰	نمازوں کے اوقات
۱۳۰	احادیث اور نمازوں کے اوقات
۱۳۲	چاند، مریخ وغیرہ پر نماز
۱۳۳	جن ممالک میں بعض نمازوں کے اوقات نہ ہوں وہاں نماز کا حکم
۱۳۴	مکروہ اور حرام اوقات
۱۳۵	اذان دینے کے فضائل
۱۳۶	اذان کے کلمات
۱۳۷	موذن کے صفات
۱۳۹	اذان بذریعہ ٹیپ ریکارڈر
۱۳۹	اقامت کا بیان
۱۴۰	ایک ہی مسجد میں دو بار اذان
۱۴۱	جواب اذان
۱۴۲	اذان کے بعد کی دعاء
۱۴۲	انگوٹھا چومنے کا مسئلہ
۱۴۳	تشویب
۱۴۴	موذن کی تنخواہ
۱۴۴	نماز کے فرائض
۱۴۴	تکبیر تحریمیہ

۱۲۵	_____	رفع یدین کرنا
۱۲۵	_____	قیام
۱۲۵	_____	قرآت
۱۲۶	_____	رکوع
۱۲۶	_____	سجدہ
۱۲۷	_____	نعدہ اخیرہ
۱۲۷	_____	خروج بصلعم
۱۲۷	_____	ترتیب ذرائع
۱۲۷	_____	نماز کے واجبات
۱۲۹	_____	چند اہم مسائل
۱۵۰	_____	نماز کی سنتیں
۱۵۰	_____	لاؤڈ اسپیکر کا استعمال
۱۵۲	_____	ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ
۱۵۲	_____	تشاء
۱۵۲	_____	تشہد
۱۵۵	_____	نماز میں سلام کے مسائل
۱۵۶	_____	نماز کے مستحبات
۱۵۶	_____	نماز کے بعد ذکر و دعاء
۱۵۷	_____	نماز میں قرآت کے اہم مسائل
۱۵۸	_____	نماز میں قرآت کے مسنون طریقے
۱۵۹	_____	قرآن پڑھنے کے آداب
۱۶۰	_____	قرآت میں غلطی کے احکام
۱۶۱	_____	امامت



۱۶۲	نماز باجماعت کے فضائل
۱۶۲	جماعت کے احکام
۱۶۶	عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت
۱۶۷	ضروری مسئلہ
۱۶۷	صفت سیدھی کرنے کا حکم
۱۶۸	مقتدی کی چار اقسام
۱۶۹	پانچ چیزیں اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے
۱۶۹	چار چیزیں اگر امام کرے تو مقتدی ساتھ نہ دے
۱۷۰	نو چیزیں اگر امام نہ کرے تو مقتدی اسکی پیروی نہ کرے
۱۷۰	رکعات میں امام اور مقتدیوں کا اختلاف
۱۷۰	نماز میں بے وضو ہونے کے احکام
۱۷۱	خلیفہ کرنے کے احکام
۱۷۱	مفسدات نماز
۱۷۲	نماز کے مکروہات تحریمی کا بیان
۱۷۶	نماز کے مکروہات تنزیہی کا بیان
۱۷۸	وتر
۱۷۸	دعائے قنوت
۱۷۹	دعائے قنوت کے مسائل
۱۷۹	سنن مؤکدہ
۱۷۹	سنن مؤکدہ کی تعداد
۱۸۰	چند مسائل
۱۸۰	سنن غیر مؤکدہ
۱۸۱	صلوٰۃ اوابین

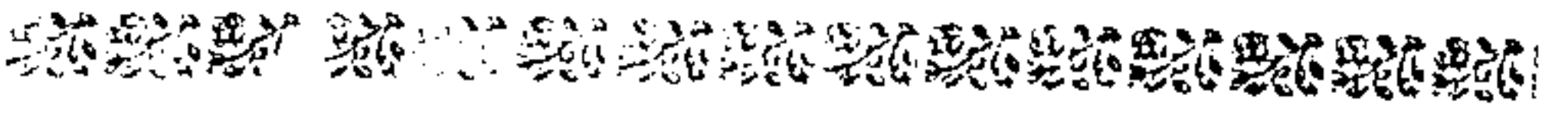


۱۸۱	ریل گاڑی پر نماز کا حکم
۱۸۳	تحتیۃ المسجد
۱۸۳	تحتیۃ الوضوء
۱۸۳	نماز اشراق
۱۸۳	نماز چاشت
۱۸۳	نماز سفر
۱۸۳	نماز سفر واپسی
۱۸۳	نماز تہجد
۱۸۳	شب بیداری
۱۸۳	نماز استخارہ
۱۸۵	نماز تسبیح
۱۸۶	نماز حاجت
۱۸۶	نماز توبہ
۱۸۷	نوافل کی جماعت
۱۸۷	نماز تراویح
۱۸۷	وقت
۱۸۷	تعداد رکعات
۱۸۸	تسبیح تراویح
۱۸۹	دتر کی جماعت
۱۹۰	شبنیہ
۱۹۰	نماز کی قضا کے مسائل
۱۹۱	قضاء عمری

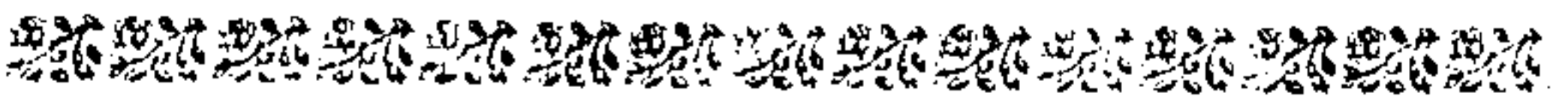
۱۹۱	نیت قضاء عمری
۱۹۲	نماز کا فدیہ
۱۹۲	سجدہ سہو کے مسائل
۱۹۵	حالت مرض میں نماز
۱۱۷	سجدہ تلاوت کے احکام
۱۹۸	حالت سفر میں نماز
۱۹۹	مسافت سفر
۲۰۱	سفر کے چند مسائل
۲۰۲	وطن اصلی
۲۰۲	وطن اقامت
۲۰۲	نماز جمعہ
۲۰۲	جمعہ کے دن کی فضیلت
۱۰۳	مقبولیت کی گھڑی
۲۰۲	جمعہ کے دن مرنے والا
۲۰۲	نماز ترک کرنے پر وعید
۲۰۲	غسل جمعہ
۲۰۲	نماز جمعہ کو جلد آنے کی فضیلت
۲۰۵	گردن پھلانگنے کی ممانعت
۲۰۵	خطبے کے وقت کلام کی ممانعت
۲۰۵	جمعہ کی نماز کہاں ہو سکتی ہے
۲۰۶	جمعہ کی پہلی شرط
۲۰۶	نماز جمعہ کس پر واجب ہے

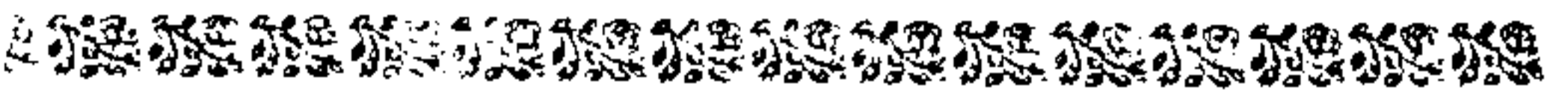
۲۰۶	_____	جمعہ کی دوسری شرط
۲۰۷	_____	جمعہ کی تیسری شرط
۲۰۷	_____	جمعہ کی چوتھی شرط
۲۰۷	_____	جمعہ کا خطبہ
۲۰۸	_____	آداب خطبہ
۲۰۸	_____	جمعہ کی پانچویں شرط
۲۰۸	_____	جمعہ کی چھٹی شرط
۲۰۹	_____	جمعہ کی اذانیں
۲۱۰	_____	عید کا بیان
۲۱۰	_____	عید کے مستحبات
۲۱۱	_____	نماز عیدین کی ترکیب
۲۱۲	_____	تکبیرات تشریحی
۲۱۳	_____	مصائب کے وقت نماز
۲۱۳	_____	موت اور اس کے متعلقات کا بیان
۲۱۴	_____	سکرات کے وقت
۲۱۵	_____	میت کا غسل
۲۱۸	_____	کفن کا بیان
۲۱۹	_____	جنازہ اٹھانے کا بیان
۲۲۰	_____	نماز جنازہ
۲۲۱	_____	نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے
۲۲۲	_____	نماز جنازہ کی ترکیب
۲۲۲	_____	نماز جنازہ کی نیت

۲۲۲	بچہ کے لئے دعاء
۲۲۵	قبر اور دین کا بیان
۲۲۶	متفرق مسائل
۲۲۷	پختہ قبر بنانا اور کتبہ لکھنا۔
۲۲۹	موت کے بعد شرعی احکام۔ ایصالِ ثواب
۲۳۱	مالی عبادات کا ثواب مردے کو پہنچاتا ہے۔
۲۳۲	زیارت قبور کا بیان
۲۳۲	زیارت قبور کا طریقہ
۲۳۲	ادرا دو وظائف
۲۳۲	حاکم کی ناراضگی سے نجات
۲۳۲	امراضِ قلب کے لئے
۲۳۲	بدخوابی کے لئے
۲۳۵	عام امراض کے لئے
۲۳۶	علم میں ترقی اور ذہن میں کشادگی کے لئے
۱۳۵	ہر مصیبت کے لئے
۲۳۵	گشدرہ کے لئے
۲۳۵	ادائے قرض، خوشحالی اور حصولِ عزت کے لئے
۲۳۶	برائے اولاد صالح
۲۳۶	کشادگی رزق کے لئے
۲۳۶	گشدرہ چیز کی باریابی
۲۳۶	شیطان اور چور کو دور رکھنے کا وظیفہ



حصہ ایمانیات





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

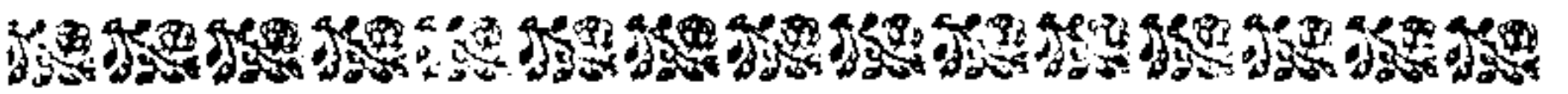
الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی امام الاولین
والآخرین خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
الی یوم الدین ھ

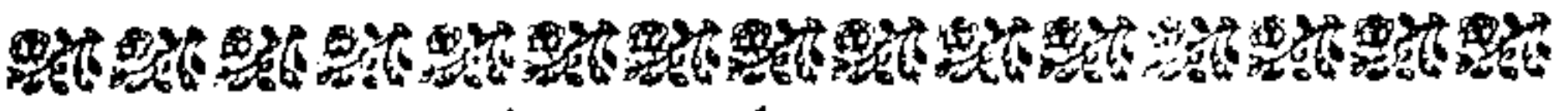
نیت

کوئی نیکی اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک ایمان نہ ہو، کافر اور غیر مسلم اگر
کوئی نیک کام کرتے ہیں تو انکو اس کا بدلہ دنیا میں ملجائے تو ملجائے مگر آخرت میں نہیں
ملیگا۔ بلکہ اگر کوئی صاحب ایمان بھی کوئی نیک کام اللہ اور یوم آخرت کے تصور کے بغیر
کرے تو ثواب نہیں ملے گا۔ ایک مشہور حدیث ہے "انما الاعمال بالنیات"
اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ یعنی اعمال کا ثواب اسی وقت ملیگا جبکہ انسان
بہ نیت ثواب اس کام کو کرے۔ مثلاً ایک شخص نماز محلہ والوں کو دکھانے کے لئے
پڑھتا ہے اور دوسرا شخص اس لئے کہ میں اپنے معبود اللہ کی عبادت کر رہا ہوں اب
دونوں شخص نماز ایک ہی طریقہ سے پڑھیں گے، ثنا، حمد، قرأت، تسبیح، تحمید وغیرہ
سب یکساں ہونگی۔ قیام، رکوع، سجد بھی ویسا ہی ہوگا، لیکن پہلے نمازی کیلئے قرآن
میں ہلاکت کی خبر ہے اور دوسرے کیلئے کامیابی اور کامرانی کا اعلان ہے؛ وجہ ظاہر ہے کہ
پہلا شخص نماز ایمانی تقاضا کے مطابق نہیں پڑھ رہا ہے اور دوسرا ایمانی تقاضا کے

بہ الماعون۔ قرآن ۸ پ

لہ بخاری





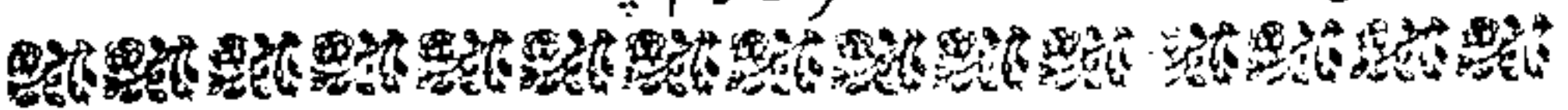
مطابق پڑھ رہا ہے، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم جو کام کریں ایمانی تقاضوں کے مطابق کریں اور اس میں ثواب کا تصور رکھیں، اسی چیز کو حدیث میں "ایمان و اعتساب کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے" اب ضروری ہے کہ اس ایمان کی حقیقت بیان کی جائے جس سے ہمارے اقوال و اعمال نتیجہ خیز ثابت ہوں اور ہم مستحق اجر و ثواب بنیں۔

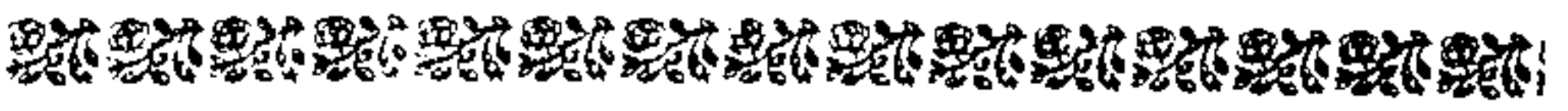
(۱)

خدا ایک ہے

سب سے پہلی چیز جو ایمانیات کی بنیاد ہے، خدا کو ایک تسلیم کرنا ہے، یہ اتنی اہم چیز ہے کہ ہر نبی نے اپنی تبلیغ کی ابتداء اسی اعلان سے کی، کہ "خدا ایک ہے" قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا، قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کہہ دیجئے اللہ ایک ہے۔ اللہ کے موجود ہونے پر تو دنیا کے تقریباً تمام انسانوں کا اتفاق ہے، یہ علیحدہ چیز ہے کہ کوئی اُسے کسی نام سے پکارتا ہے تو کوئی کسی سے، کوئی ایک مانتا ہے اور کوئی کئی ایک جو لوگ خدا کا انکار کرتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی بالادست طاقت کو تسلیم ہی کرتے ہیں، پھر بھی معمولی عقل رکھنے والا انسان سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک گھر کا نظم و نسق بغیر گھر والے کے نہیں چل سکتا، شہر کا نظام بغیر منتظم کے درست نہیں رہ سکتا، ایک ملک، چلانے والے کے بغیر نہیں چل سکتا تو پھر پوری دنیا کا نظام خود بخود کیونکر چل سکتا ہے؟ اور اُسکا ایک ہونا بھی ظاہر ہے، آپ ذرا اپنے گھر کے نظام میں غور کریں، کبھی میز کرسی ایک کونے میں ہوتی ہے الماری دوسرے کونے میں ہوتی ہے، چار پائیاں کہیں ہوتی ہیں، اور پھر کبھی یہ ترتیب بالکل بدلی ہوئی نظر آتی ہے، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ گھر کے چلانے میں کسی رائیس شامل ہو جاتی ہیں۔ کم از کم میاں بیوی کی سہی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی ایک کی مرضی کے

لسہ بخاری سے الاخلاق - قرآن کریم سے





مطابق کام ہوتا ہے کبھی دوسرے کی، کبھی اختلاف انا شدید ہو جاتا ہے کہ وہ کام ہی نہیں ہوتا، اور کبھی اتفاق رائے بھی ہو جاتا ہے۔ بہر حال جب منتظم ایک سے دو ہوتے ہیں تو انتظام میں اختلاف اور گڑبڑ ضرور واقع ہو جاتی ہے، لیکن جب ہم اس خاکدانِ عالم کے نظام کو دیکھتے ہیں تو اس میں حیرت انگیز یکسانیت پاتے ہیں اور ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک ہی منتظم کے زیر انتظام چل رہا ہے اور وہ اللہ جل جلالہ ہے۔

اللہ قدیم ہے اور ابد تک رہے گا

اللہ ہمیشہ سے ہے، اور ہمیشہ رہے گا، وہی اول ہے اور وہی آخر۔ قرآن کریم

میں ہے:-

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۗ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے، اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اللہ زندہ ہے

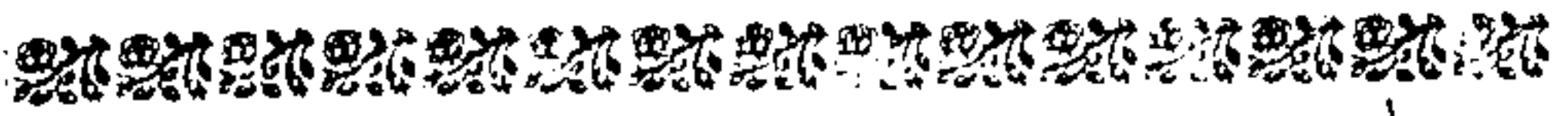
وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، اگر وہ مردہ ہوتا تو اس عالم کو کون چلاتا، قرآن کریم میں ہے: "اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ" اللہ ہے، اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کار ساز عالم ہے۔

اللہ ہر چیز پر قادر ہے

اگر وہ قادر نہ ہوتا تو یہ عالم کیسے وجود میں آتا، وہ موجود کو معدوم، معدوم کو موجود، آسمان کو زمین، زمین کو آسمان، کافر کو ولی، ولی کو کافر، فقیر کو بادشاہ، بادشاہ کو فقیر کر سکتا ہے، وہ کسی چیز سے عاجز نہیں، قرآن کریم

لَهُ الْحَدِيدَ آيَاتٌ ۚ ۝۲۵۵ البقرہ آیت ۲۵۵





میں ہے، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور چونکہ محال شئی نہیں اس لئے وہ خارج از قدرت ہے، مثلاً کذب باری وغیرہ عیبوب نقائص،

اللہ ارادہ فرماتا ہے

یعنی اس میں ارادہ کی صفت ہے، جب وہ ارادہ کرتا ہے تو چیز وجود میں آتی ہے اس کے ارادہ کے بغیر نہیں، وقرآن کریم میں ہے: "فَعَالٌ لِّمَآ یُرِیدُ" جو وہ چاہتا ہے اسکو کرنے والا ہے۔ اس کائنات کا حسن و جمال بلا ارادہ کیسے ہو سکتا ہے، ہر چیز میں ان گنت حکمتیں خدا کے ارادہ سے ہی ہیں،

اللہ علم والا ہے

یعنی اسکو ہر چیز کی خبر ہمیشہ سے ہے، جو ہو چکا ہے، جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا، ان سب کا علم اس کو ہمیشہ سے حاصل ہے، اگر کسی کے دل میں کوئی دوسو سو بھی پیدا ہو تو وہ اس کے علم میں ہے، وقرآن کریم میں ہے: "وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسُّوْۤسُ بِهٖ نَفْسُہٗ" اور تم جانتے ہیں کہ اسکا نفس اس میں کیا دوسو سو پیدا کرتا ہے۔

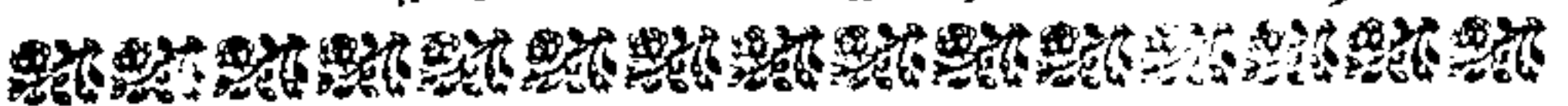
اگر وہ ہمارے حالات کو نہ جاننے والا ہوتا تو ہماری حاجت دانی کیونکر کرتا، اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ اللہ ہر چیز کو جانتے والا ہے۔

یہ عقیدہ غلط ہے کہ اللہ کو بندہ کے کام کر لینے کے بعد علم ہوتا ہے،

وہ سننے والا ہے

وہ ہر ایک کی سنتا ہے ہمہ وقت سنتا ہے، ساتویں زمین میں ایک

۱۔ الفرقان آیت ۲۰ ۲۔ البروج آیت ۱۶ ۳۔ ق آیت ۱۴





چیونٹی بھی بولے تو وہ سُن لیتا ہے، دل کی دھڑکنوں کو اور نبض کی حرکتوں کو سنتا ہے، وہ آہستہ اور بلند آوازیں دونوں یکساں سنتا ہے، قرآنِ کریم میں ہے، **وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ** ۵۔ اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے،
وہ دیکھنے والا ہے

وہ اُجالے، اندھیرے، ظاہر اور باطن سب کو ملاحظہ فرماتا ہے، قرآنِ کریم میں ہے، **إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ** ۵۔ اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے،
اللہ بولنے والا ہے

وہ جو حکم چاہتا ہے دیتا ہے، جس چیز سے چاہتا ہے منع کرتا ہے، وہ اپنے نبیوں سے ہم کلام ہوا ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے۔ **وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا** اور اللہ نے موسیٰ سے خصوصی کلام کیا۔ اسی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام سے اللہ نے مختلف طریقوں سے کلام کیا۔ اب وحی منقطع ہے۔
وہ پیدا کرنے والا ہے

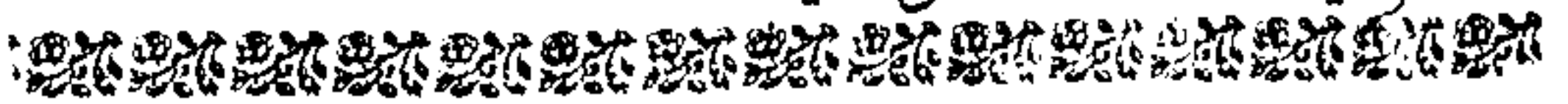
مارنا، جلانا، رزق دینا نہ دینا، اور دوسرے کام اسی صفت کے ماتحت آجاتے ہیں،

نوٹ:-

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ صفات جو اللہ میں پائی جاتی ہیں ہماری صفات سے اور ان کی حقیقت سے سراسر مختلف ہیں، اس کا سننا ہمارے سننے سے اس کا دیکھنا ہمارے دیکھنے سے بالکل مختلف ہے، یہی حال دوسری صفات کا ہے،
وہ کسی کا محتاج نہیں

جس طرح اللہ اچھی صفات سے متصف ہے اسی طرح وہ بُری صفات سے

۱۔ البقرہ۔ آیت ۲۲۲ ۲۔ الحج۔ آیت ۷۶



پاک بھی ہے، اللہ کسی کا محتاج نہیں سب اسی کی طرف محتاج ہیں، قرآن کریم میں ہے، **يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ غَنِيٌّ** الْحَمِيدُ۔ اے لوگو! تم سب اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز، تعریف کیا ہوا ہے =

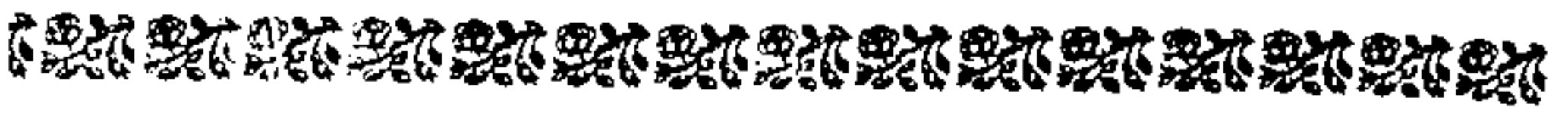
وہ جسم و جسمانیات سے پاک ہے

اللہ کا جسم نہیں، اس کی شکل و صورت نہیں، اس کا نہ کوئی رنگ ہے نہ بو، یعنی جسم اور اس کے تقاضوں سے پاک ہے، یہ سب مخلوق کی صفات ہیں بعض جاہل کہتے ہیں "خدا پیر یا رسول کی شکل میں ہے" یہ سخت گمراہی ہے ایسا نہیں کہنا چاہئے، وہ کھانے پینے، سونے اونگھنے سے پاک ہے، ہم اسکو دنیا کی کسی چیز کے مشابہ بھی قرار نہیں دے سکتے ہیں، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ اسکی مثل کوئی چیز نہیں، اگر قرآن و حدیث میں اللہ کے لئے کوئی لفظ اس قسم کا آیا ہے جس سے ظاہر ہو کہ اس کا جسم ہے تو علماء کے نزدیک اس کے ظاہری

قرآن میں اللہ نے، چہرہ، ہاتھ، نفس اور آنکھ کا جو ذکر کیا ہے یہ سب اس کی صفات ہیں یہ نہ کہا جائے کہ ید سے مراد قدرت یا نعمت ہے، کیونکہ اس طرح صفت کا باطل کرنا لازم آتا ہے اور یہ قدریہ اور معتزلہ کا قول ہے، ید تو صفت بلا کیف ہے =

فقہ اکبر میں ہے، فما ذکر اللہ فی القرآن من ذکر الوجه والید والنفس والعین فہولہ صفات ولا یقال ان یدہ قدرتہا ونعمتہ لان فیہ ابطال الصفة وهو قول اهل القدا والاعتزال ولكن یدہ صفة بلا کیف انتہی (فقہ اکبر)

امام مالک، احمد، شافعی اور جمہور محدثین کا یہی مسلک ہے۔ - منہ ۱۲



معنی مراد نہیں، مثلاً یُدُّ اللہ، اللہ کا ہاتھ، اب اس سے ہاتھ مراد نہیں —
اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ متشابہات ہیں یعنی ان کے حقیقی معنی
اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں لہذا لازم ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں و حقیقت
کو اللہ کے سپرد کریں۔

اس کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں

کسی مکان یا جگہ میں وہ چیز ہوتی ہے جس کا جسم ہو جب وہ جسم سے پاک ہے
تو مکان سے بھی پاک ہے، یعنی وہ کسی ایک جگہ میں مقید نہیں، اس کے باوجود
اس کی تجلیات سے ہر گوشہ معمور ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ اور
وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو، تمام کائنات اُس کے سامنے ایک ذرہ
سے بھی کم ہے تو اس میں وہ کیوں کر سما سکتا ہے؟

اس کے لئے کوئی زمانہ نہیں

جب زمانہ نہیں تھا تو بھی وہ تھا اور جب زمانہ نہ ہوگا تب بھی وہ رہے گا،
وہ زمانہ کی طرف محتاج نہیں،
وہ حلول سے پاک ہے

حلول سے مراد کسی چیز کا دوسری چیز میں داخل ہو جانا ہے، اللہ کسی چیز
میں حلول نہیں کرتا، کسی بت، انسان، جن، فرشتے، درخت، پتھر یا جانور
وغیرہ میں وہ حلول نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی حلول کرتا ہے، بعض لوگ
کہتے ہیں کہ اللہ کا ولی اللہ میں اس طرح گم ہو جاتا ہے جیسے برف پانی میں یا قطرہ
دریا میں، یا یہ کہ اولیاء اللہ اور اللہ ایک ہی ہیں، صاف کافرانہ باتیں ہیں (معاذ اللہ)



بعض ناواقف لوگ جو نماز روزہ بھی صحیح معنی میں ادا نہیں کر سکتے، فنا فی اللہ

اور بقا باللہ کی باتیں کر کے گمراہ ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ اللہ کے صریح احکام ماننے کی کوشش کرے فرائض سنن و نوافل ادا کرے جب ان مقامات سے بخیریت گذر جائے اور شرعی ممنوعات سے مستقل بچتا رہے تو اصطلاحات صوفیہ کے معانی سمجھنے سمجھانے کی ضرورت نہ۔۔۔۔۔ رہیگی بلکہ خود ہی منکشف ہو جائیں گے۔

اس کی ذات لافانی اور غیر متغیر ہے

اس کی ذات ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگی، ایسے فنا نہیں، اگر فانی ہوتا تو خدا کیوں ہوتا؟ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے، نہ وہ بچہ تھا نہ جوان ہے اور نہ بوڑھا ہوگا، صحت و مرض سے بالاتر ہے، 'كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا وَجْهَهُ' اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

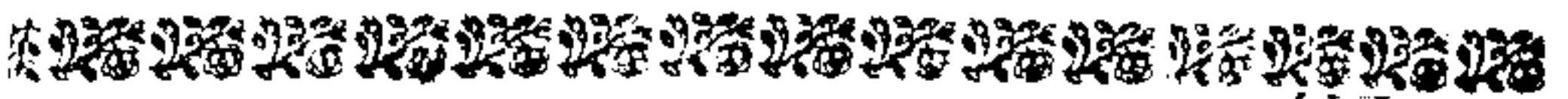
نہ وہ کسی کی اولاد۔۔۔ ہے نہ اس کی اولاد ہے

اللہ کسی کی اولاد نہیں اور اس کی اولاد نہیں، اگر ایسا ہوتا تو باپ بیٹوں میں مشابہت اور مجانست ہوتی ہے، اللہ اور اس کے باپ اور بیٹوں میں بھی صورت ہوتی جو اس کی ذات کے لئے ممکن نہیں، عیسائی اسی لئے کافر ہوئے کہ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا،۔۔۔۔۔ اس کی بیوی بھی نہیں، 'وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةً'

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ = نہ تو اس نے جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔

۱۔ عنکبوت - آیت ۸۸

بعض ناواقف لوگ جو نماز روزہ بھی صحیح معنی میں ادا نہیں کر سکتے، فنا فی اللہ



اس پر کوئی چیز لازم نہیں

اللہ کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں، اس کی مرضی ہے جو چاہے کرے، اس پر کوئی چیز لازم نہیں۔

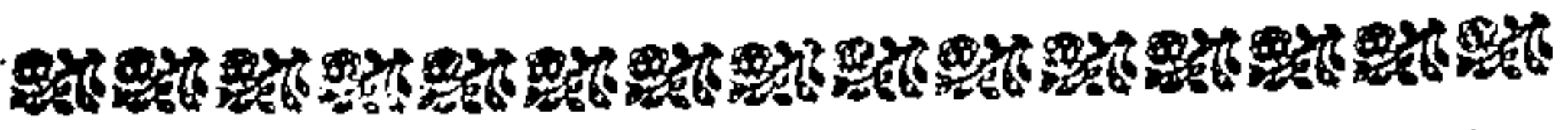
اس کے حکم کو کوئی نہیں ٹال سکتا

اس کا فیصلہ قطعی ہے جسے نہ کوئی روک دے اور نہ روکنے والا، دُعا سے اللہ کا حکم ٹالا نہیں جاتا ہے بلکہ دعا کرنا بھی اللہ کے حکم ہی کی تعمیل ہے، اسی کا فرمان ہے۔ **رَأْدُعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ**۔ تم مجھ سے دُعا کر دین تمہاری دعا قبول کروں گا۔

کوئی ولی یا رسول یا فرشتہ بھی اللہ کے حکم کو ٹال نہیں سکتا، ایسا کہنا یا سوچنا ان بزرگوں کی توہین ہے، یہ تو سب سے زائد اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں، تو یہ کیسی اطاعت کہ آقا کے احکام کو ٹالیں یا اسکی مصلحتوں میں دخل اندازی کریں، یہاں اللہ کا اُپنر ٹرا فضل ہے جب یہ دعائیں یا التجائیں کرتے ہیں تو اللہ اپنے فضل سے قبول فرماتا ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ خدا کا یہ تصور تو ذہن سے بالاتر ہے ہم اس کو سوچ بھی نہیں سکتے، تو یہ درست ہے، اگر خدا ہمارے ذہنوں میں آجاتا تو وہ خدا نہ ہوتا اور نہ اسکی ذات و صفات بتانے کیلئے اس کے نبی اور رسول آتے، بلکہ ہر شخص خدا کا ایک تصور اپنے ذہن میں قائم کر لیتا، خدا تو ہماری عقل و خرد کا خالق ہے، وہ ہماری عقل میں کیونکر سما سکتا ہے، اگر وہ عقل میں سما جائے تو وہ عقل کو پیدا کرنے والا خدا نہ ہوگا بلکہ عقل کا پیدا کیا ہوا خدا ہوگا، بلاشبہ وہ عقل و خرد اور ہوش و حواس کی گرفت سے بالاتر ہے۔

۱۔ المؤمن - آیت - ۶۰





خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا

ہماری آنکھیں عادتاً صرف انہی چیزوں کو دیکھتی ہیں جو رنگ والی ہوں، مگر خدا کوئی رنگین شے نہیں، اسلئے ہماری آنکھیں اس کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔ قرآن میں ہے،
 لَا تَدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ =
 آنکھیں اس کو نہیں دیکھتی ہیں وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے اور وہ لطیف و خبردار ہے
 موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر دیدارِ الہی کا مطالبہ کیا تھا۔ مگر اللہ نے فرمادیا، اے
 موسیٰ تم مجھ کو نہ دیکھ سکو گے، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے تھوڑی سی بجلی طور پر ڈالی تو
 طور سہمہ ہو گیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے، دنیاوی زندگی میں سر کی آنکھوں
 سے اللہ کا دیدار صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات
 ہوا اللہ نے آپ کی نگاہ میں یہ قوت رکھی تھی کہ وہ خدا کا دیدار کر سکے، چنانچہ قرآن کریم
 میں ہے کہ آپ نے اللہ کا دیدار اس طرح کیا: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى =
 نگاہ نہ تو ٹیڑھی ہوئی اور نہ اُس نے سرکش کی۔

مومنین جنت میں اللہ کا دیدار اس طرح کریں گے جیسے چودھویں کی رات کو چاند
 دیکھتے ہیں، اور سب سے بڑی نعمت دیدارِ الہی کی ہوگی، جو جتنا صالح ہوگا اس کو اتنا ہی زائد
 دیدار نصیب ہوگا، یہ دیدار اس لئے ممکن ہوگا کہ وہاں آنکھوں میں اتنی قوت عطا کر دی
 جائیگی کہ وہ دیدارِ الہی کی مستعمل ہو سکیں۔

اللہ کے نام

اللہ تعالیٰ کو انھیں ناموں سے یاد کرنا چاہئے جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں،

لہ الانعام - آیت = ۱۴، لہ النجم - آیت = ۱۷، انکہ سترون ربکم یوم القیامت
 کما ترون / القمر لیلۃ البدن،



یا جو ان ناموں کا صحیح ترجمہ ہو مثلاً لفظ "خدا" یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام میں اللہ کو جن ناموں سے پکارا جاتا ہے ان سے احتراز کیا جانا چاہیے کیونکہ وہ نام اللہ کی بعض ایسی صفات پر دلالت کرتے ہیں جو اہل اسلام کے نزدیک اللہ کے لئے ثابت نہیں مثلاً یہود کہتے ہیں "یہوواہ" ایرانی کہتے ہیں "ایزد" ہندو، نارائن "بھگوان" پریشور وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں، یوں تو اللہ تعالیٰ کے بہت نام ہیں، مگر احادیث صحیحہ میں ننانوے (۹۹) نام آئے ہیں جو اللہ کی مختلف صفات پر دلالت کرتے ہیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُوَ اللّٰهُ	الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ	الرَّحْمٰنُ
الرَّحِیْمُ	الْمَلِکُ	السَّلَامُ
الْمُرْمِنُ	الْمُهَیْمِنُ	الْجَبَّارُ
الْمُتَّکَبِّرُ	الْخَالِیْقُ	الْمُصَوِّرُ
الْغَفَّارُ	الْقَهَّارُ	السَّرَّازُ
الْفَتَّاحُ	الْعَلِیْمُ	الْبَاسِطُ
الْخَافِضُ	السَّرَّافِعُ	الْمُذِلُّ
السَّمِیْعُ	الْبَصِیْرُ	الْعَدْلُ
اللطیفُ	الْخَبِیْرُ	الْعَظِیْمُ
الْغَفُوْرُ	الشَّکُوْرُ	الْکَبِیْرُ
الْحَفِیْظُ	الْمُقِیْتُ	الْجَلِیْلُ
الْکَرِیْمُ	السَّرِیْبُ	الْوَاسِعُ
الْحَکِیْمُ	الْوَدُوْدُ	الْبَاعِثُ
الشَّهِیْدُ	الْحَقُّ	الْقَوِیُّ

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِٖ الطَّيِّبِیْنَ

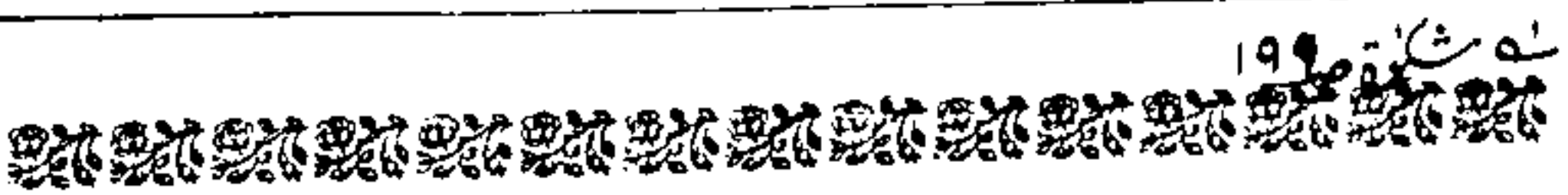


الْمُحَصِّنُ	الْحَمِيدُ	الْوَلِيُّ	الْمَتِينُ
الْمُهَيْتُ	الْمُحْيِي	الْمُعِيدُ	الْمُبْدِي
الْمَاجِدُ	الْوَاجِدُ	الْقَيُّومُ	الْحَيُّ
الْقَادِرُ	الصَّمَدُ	الْأَحَدُ	الْوَاحِدُ
الْأَقَلُّ	الْمُؤَخَّرُ	الْمُقَدَّمُ	الْمُقْتَدِرُ
الْوَالِي	الْبَاطِنُ	الظَّاهِرُ	الْأَخِرُ
الْمُنْتَقِمُ	الثَّرَابُ	السَّبْرُ	الْمُتَعَالِ
ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ	مَالِكُ الْمَلِكِ	السَّرُوفُ	الْعَفْرُ
الْمَانِعُ	الْغَنِيُّ	الْجَامِعُ	الْمُقْسِطُ
الْهَادِي	النُّورُ	الْبَاقِعُ	الضَّائِرُ
الرَّشِيدُ	الْوَارِثُ	النَّبَاتِيُّ	الْبَدِيعُ
حَبْلَ جَلَالِهِ وَعَمَّ نَوَالِهِ			الصَّبُورُ

ان ناموں کے پڑھنے کی فضیلت
 حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں، جو انہیں
 پڑھے گا جنت میں داخل ہوگا۔^{۹۹}

نبی یا رسول

انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کی مرضی کے کام کرے اور جن کاموں سے اللہ ناخوش ہے ان سے بچے، لیکن ہر شخص کو اللہ کی پسند و ناپسند کا علم کیسے ہوگا اللہ نے ہماری اس مشکل کو اس طرح حل کیا کہ اس نے ہماری طرف اپنے نبی اور رسول بھیجے۔



نبی اس کے معنی ہیں خبر رکھنے والا یا خبر دینے والا، بہر حال اللہ کا نبی اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی خبریں رکھتا ہے اور ان ہی خبروں کو دوسروں تک پہنچاتا ہے، نبی کو کوئی نئی کتاب یا نئی شریعت دیکر نہیں بھیجا جاتا ہے بلکہ وہ پہلے رسول کی شریعت ہی کی تبلیغ کرتا ہے۔

رسول رسول کے معنی ہیں، پیغام پہنچانے والا، رسول نئی شریعت اور نئی کتاب لیکر آتا ہے، ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے جبکہ ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔

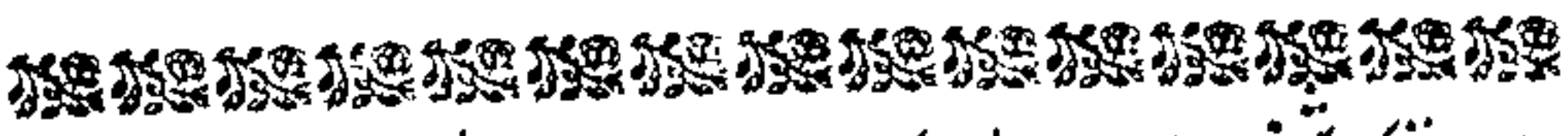
سچے نبی کی دلیل

اب تو کسی مدعی نبوت سے دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا ہے کہ محمد ﷺ میرے آخری نبی ہیں، لہذا اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ قرآن کا منکر ہوگا اور کافر ہو جائے گا اور جو اس کو مانے گا وہ بھی۔ قرآن کریم میں ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ، محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، اور لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، لیکن جو انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تو ان کو اللہ نے معجزہ عطا فرمایا، معجزہ مختلف قسموں کا ہوتا ہے۔

معجزہ

معجزہ عربی زبان میں عاجز کر دینے والی چیز کو کہتے ہیں، جب لوگ نبی کا انکار کرتے تو نبی کوئی ایسا کام کر کے دکھاتا جس سے اس کے زمانہ کے لوگ عاجز ہو جاتے تھے اور کسی طرح بھی اس جیسا کام کرنے پر قادر نہیں ہوتے تھے، اس

لہ الاحزاب - آیت - ۴۰



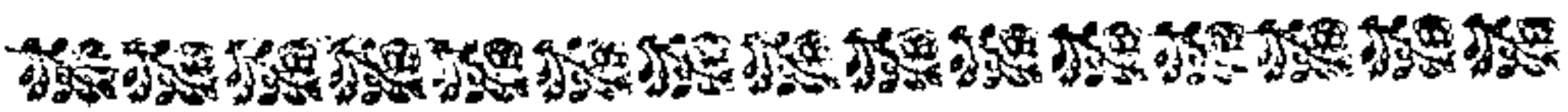
پتہ چل جانا کہ یہ شخص خاص اللہ کا بھیجا ہوا ہے جبھی تو اللہ نے اس کے ہاتھ پر ایسی چیز ظاہر کی ہے جس سے ہم عاجز ہیں، مثلاً صالح علیہ السلام نے دعا کی تو پہاڑ سے ایک اونٹنی نکل آئی، جو ایک دن میں بستی کا تمام پانی پی جاتی تھی، اور انا دودھ دیتی تھی کہ تمام بستی والے اس سے شکم سیر ہو جاتے تھے، اور موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر لاکھی ماری تو اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے تھے اور ہمارے حضور ﷺ کو اللہ نے دوسرے معجزات کے ساتھ ہی قرآن بھی عطا فرمایا کہ اس جیسی کتاب تو کیا اس کی ایک چھوٹی سوت جیسی سوت بھی آج تک کوئی نہ بنا سکا، جن لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے انکے ہاتھ پر کوئی کام حیرت انگیز صادر ہی نہیں ہوا اور نہ اللہ کی مخلوق مغالطہ میں پڑ جاتی، بلکہ ثبوت کے جھوٹے دعوے دار ہمیشہ ذلیل و خوار ہوئے۔

مقام نبوت

(ہر نبی چھوٹے بڑے گناہ سے پاک تھا)

ہر نبی تصدراً صغیرہ و کبیرہ گناہ سے پاک تھا، نبوت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی، ہاں صغیرہ گناہ سہواً نبوت کے بعد صادر ہونا ممکن ہے بشرطیکہ

وتجاوز الصغائر سہواً بلا تفاق، هذا مذهب اکثر الاشاعرة و اکثر المعتزلة،
 كذا في شرح المواقف وبعض المشائخ على المنع فدعوى الاتفاق محل النظر وقال القاضي
 عياض ذهب طائفة من محققى الفقهاء والمتكلمين الى العصمة عن الصغائر
 كالعصمة من الكبائر للاختلاف فى الصغائر واشكال تمايزها عن الكبائر ولان
 المعلوم من السلف الاقتداء بكل ما صدر عن النبى صلى الله عليه وسلم والاحتجاج به -
 (نبراس ص ۲۵۳)



وہ گناہ صغیرہ حسرت پر دلالت نہ کر رہا ہو، لیکن محققین فقہاء و متکلمین کے نزدیک نبی سے گناہ صغیرہ بھی سرزد نہیں ہوتا، کیونکہ گناہ صغیرہ کی تعریف میں خود اختلاف ہے، کسے صغیرہ کہیں اور کسے کبیرہ، پھر بزرگوں سے یہی منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جو کچھ بھی کیا انھوں نے اس کی تقلید کی اور اس کی پیروی کی، انبیاء کی عصمت اہل حق کے نزدیک قرآن، حدیث اور اجماع امت سے بھی ثابت ہے اور دلائل عقلیہ سے بھی، یہاں صرف ایک دلیل پیش کی جاتی ہے جو شرعی بھی اور عقلی بھی قرآن میں ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا
نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوهُ ۗ | اور خدا کا رسول تم کو جو کچھ بھی دے وہ لو اور
جس سے بھی روکے اُس سے تم رُک جاؤ۔

اس میں رسول کی اتباع کا ہر کام میں حکم دیا ہے، اب رسول معصیت اور گناہ کا کام کرتا تو اس میں بھی اتباع لازم ہوتی اور یہ سراسر غلط ہے۔

۲۔ جو چیزیں اللہ نے نبی کو تبلیغ کے لئے دی ہیں، ان میں نبی سے سہرو و نسیان بھی

ممکن نہیں۔

۳۔ خدا کے نبی ایسے ہر مرض سے پاک تھے جس سے لوگ نفرت کھاتے ہیں، البتہ بخار در دسرد وغیرہ میں مبتلا ہوئے،

۴۔ اللہ نے اپنے تمام نبیوں کو ایسی چیزوں کا علم عطا فرمایا جو دوسرے لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہیں وہ ان کو نہ تو اپنے حواس سے معلوم کر سکتے ہیں اور نہ عقل سے، اللہ نے اپنے نبی کو یہ چیزیں بذریعہ وحی بتائیں، قرآن میں ہے:-

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ
غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ
مَنْ تَرَىٰ سُوْلٍ = | وہ (اللہ) غیب کا جاننے والا ہے، تو
وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا
ہے مگر اسکو کہ جسکو پسند کرے یعنی رسول،

چنانچہ احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سے

۱۔ سورۃ الحشر ۱۰۱ سورۃ الجن

۲۔ سورۃ الجن ۱۰۱ سورۃ الجن

کائنات پیدا ہوئی ہے اور جب تک رہیگی بلکہ اس کے بعد کے واقعات بھی لوگوں کو بتائے،

اسی کو علم غیب کہتے ہیں۔

۵۔ نبی کی تعظیم فرض ہے اور اس کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے۔

۶۔ تمام نبیوں پر جو ہمارے حضور ﷺ سے پہلے آچکے ہیں ایمان لانا فرض

ہے، خواہ ہم ان کے نام جانتے ہوں یا نہ، بعض روایات میں انکی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی گئی ہے، کم و بیش بھی ہو سکتے ہیں۔

۷۔ قرآن میں مندرجہ ذیل نبیوں کا ذکر ہے:-

(۱) آدم (۲) نوح (۳) ابراہیم (۴) اسماعیل (۵) اسحاق (۶) یعقوب (۷) یوسف

(۸) موسیٰ (۹) ہارون (۱۰) شعیب (۱۱) لوط (۱۲) ہود (۱۳) داؤد (۱۴) سلیمان

(۱۵) ایسا (۱۶) الیسع (۱۷) یحییٰ (۱۸) عیسیٰ (۱۹) یونس (۲۰) ادریس

(۲۱) ذوالکفل (۲۲) صالح (۲۳) ایوب علیہم الصلوٰۃ والسلام (۲۴) حضرت

خاتم النبیین محمد ﷺ

۸۔ سب نبیوں میں افضل حضرت خاتم النبیین ﷺ ہیں پھر حضرت

ابراہیم علیہ السلام پھر موسیٰ علیہ السلام، پھر عیسیٰ علیہ السلام، پھر نوح علیہ السلام

یہ سب الوالعزم رسول ہوئے۔ یہ حضرات خدا کی تمام مخلوق سے افضل ہیں،

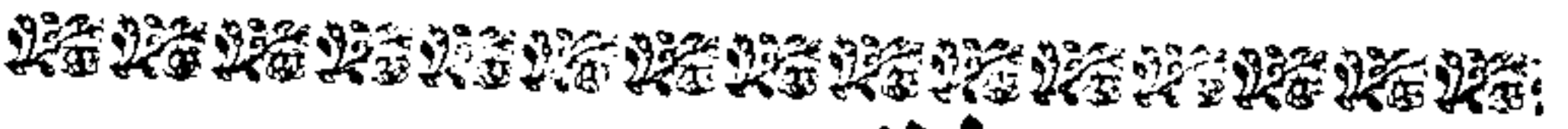
۹۔ تمام نبی خدا کے یہاں بھی باعزت ہیں، اور ان کو خدا کی بارگاہ میں چوڑھے چار

کی مثل قرار دینا کلمہ کفر ہے۔

۱۰۔ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں،

اور ان کی زندگی شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ ہے۔

کائنات پیدا ہوئی ہے اور جب تک رہیگی بلکہ اس کے بعد کے واقعات بھی لوگوں کو بتائے،



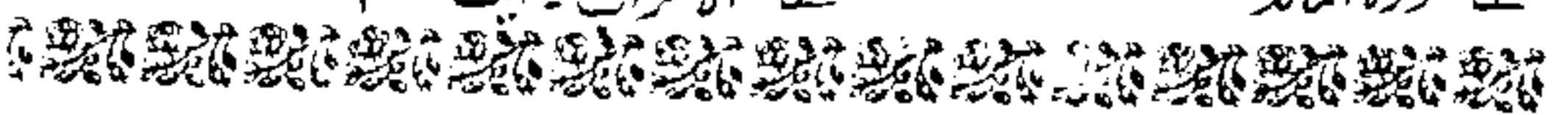
ختم نبوت

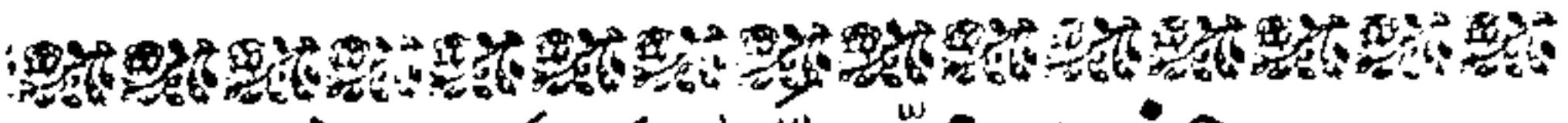
ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا میں جو کمال بھی ہے اسکی کوئی نہ کوئی انتہا ضرور ہے، نبوت بھی ایک کمال ہے، اس کا سلسلہ کہیں نہ کہیں ضرور ختم ہونا تھا، چنانچہ وہ ہمارے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام سے انسانیت کا آغاز فرمایا اور انہی سے نبوت کا آغاز کیا، ہر نبی کو اللہ نے تھوڑی تھوڑی ہدایات دیکر دنیا میں بھیجا، تاکہ لوگ آہستہ آہستہ ان کمالات کو حاصل کر لیں جو انسانیت کیلئے مقدر کئے گئے ہیں۔ ہر بعد والا رسول پہلے رسول سے کچھ نہ کچھ زائد لیکر آیا۔ یہاں تک کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے، آپ پر ۲۳ سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ احکام کو نازل کیا گیا، اور جب یہ احکام مکمل ہوئے تو ارشاد فرمایا:

<p>آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین منتخب کر کے میں راضی ہوا۔</p>	<p>الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا</p>
--	--

جب دین مکمل ہو گیا اور اللہ کی نعمت پوری ہو گئی تو اب کسی نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اب تو صرف اسی نعمت کو زائد سے زائد لوگوں تک پہنچانا ہے، اس کے لئے علماء فقہار اور اولیا کافی ہیں۔ پھر دوسری جگہ صراحت سے ارشاد فرمایا:

<p>محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔</p>	<p>مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَأَخْتَمَ النَّبِيِّينَ</p>
---	--





حضرت محمد ﷺ کا مقام

آپ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا مقام پہچان کر آپ کو مانا جائے۔ اس مختصر کتاب میں نہ تو آپ کی سیرت کا بیان مقصود ہے اور نہ ہی آپ کے اخلاق حمیدہ کی تفصیل، اس وقت ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ بحیثیت مسلمان آپ کے بارے میں ہم کیا عقیدہ رکھیں۔

رَسُولُ اللَّهِ | آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ پر وحی فرمائی اور جو کچھ آپ نے کیا اور کہا اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ ہی کے حکم سے فرمایا۔ قرآن میں ہے :-

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ
اور وہ اپنے نفس کی خواہش سے نہیں بولتے وہ تو صرف وحی ہے جو انکی طرف آتی ہے۔

مقامِ خاتم النبیین ﷺ

عَبْدُ اللَّهِ | آپ تمام کمالات کے باوجود اللہ کے بندے ہی تھے اس کے بیٹے، یا اُس کے شریک نہیں تھے، آپ میں اللہ کی صفات میں سے کوئی صفت نہیں تھی۔ یعنی جس طرح وہ صفت اللہ کے لئے ثابت ہے۔

أَفْضَلُ الرُّسُلِ | آپ تمام رسولوں سے افضل ہیں، ہر کمال جو کسی نبی یا رسول کو دیا گیا تھا وہ آپ میں اکمل طریقہ پر موجود تھا

رِسَالَتِهِ | آپ کی رسالت عرب و عجم اور پوری دنیا کے لئے قیامت تک جاری و ساری ہے، قرآن میں ہے :-

لَهُ الْبُحْرَانُ - آیت :-

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ
 عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ
 نَذِيرًا

یا برکت ہے وہ خدا جس نے اپنے بند
 (محمد ﷺ) پر قرآن نازل کیا
 تاکہ وہ تمام جہانوں کو اسکا ڈر سنائیں۔

- (۱) آپ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔
- (۲) آپ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں
- (۳) آپ اللہ کے حبیب ہیں۔
- (۴) اللہ نے آپ کو معراج کرائی اور اپنا دیدار عطا کیا۔
- (۵) آپ نے اللہ کا کلام بلا واسطہ سنا۔
- (۶) قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت آپ ہی کریں گے آپ کے بعد دوسرے کریں گے۔
- (۷) ان کے علاوہ بھی آپ کے بہت خصائص ہیں۔

نبی کریم (ﷺ) کے حقوق امت پر

- (۱) آپ کی اطاعت ہر حال میں فرض ہے، اور آپ کے جو ارشادات ہیں مومن کو چاہیے انھیں اس طرح ماننے کہ دل میں تنگی تک پیدا نہ ہو، جب آپ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے تو حکم تھا کہ اگر آپ کسی کو پکاریں اور وہ نماز میں بھی ہو تو فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور اس آٹنا میں راستہ چلنے، اور آپ سے گفتگو کرنیکی وجہ سے اس کی نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا بلکہ جہاں سے نماز چھوڑ کر آیا تھا پھر وہیں سے شروع کر دے۔
- (۲) آپ کی محبت دل میں ہر چیز سے زائد ہونی چاہیے۔ اس وقت تک ایمان

لے اللہ تان۔ آیت = اللہ یہ محبت رسول ہی کافی کہ جنگ بدر میں ابو عبیدہ نے اپنے کافر

باپ کو قتل کر دیا۔ ابن ہشام۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قتل کر دیا۔ ابن ہشام۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کامل نہ ہو گا جب تک کہ آپ کی محبت دنیا کی ہر محبت سے زیادہ نہ ہو۔
 (۳) آپ کی تعظیم، اللہ کے بعد آپ ہی کا مرتبہ ہے، ہر وہ طریقہ جو تعظیم کا ممکن ہو وہ ختیا
 کیا جائے (سوائے عبادت کے) آپ کی تعظیم جس طرح آپ کی حیات ظاہری
 میں فرض تھی اب بھی فرض ہے، سورہ حجرات شریف میں اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ
 اپنے حبیب علیہ السلام کی بارگاہ کے آداب تعلیم کئے ہیں فرمایا،
 اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے
 ڈرنے رہو، یقیناً اللہ جاننے اور سننے والا ہے۔

اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز پر بلند نہ کرو، اور جس طرح
 آپس میں ایک دوسرے سے آواز بلند کلام کرتے ہو نبی سے آواز بلند کلام
 نہ کرو، ورنہ تمہارے اعمال رائیگاں چلے جائینگے اور تمکو پتہ بھی نہ چلیگا۔
 وہ لوگ جو بارگاہ رسالت میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اللہ نے
 ان کے دلوں کو پرستہ کاری کے لئے چابخ لیا ہے، ان کے لئے مغفرت
 اور بڑا اجر ہے۔

وہ لوگ جو آپکو حجر دوں کر پیچھے سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر نا سمجھ ہیں
 اور اگر وہ اتنی دیر صبر کر لیتے کہ آپ از خود ہی تشریف لے آتے تو یہ انکے
 حق میں بہتر موتا اور اللہ مغفرت کرنے والا ہر بان ہے۔

ان آیات کے علاوہ قرآن میں کئی آیات اور بھی ہیں جن سے مقام رسالت کی عظمت
 کا حال معلوم ہوتا ہے۔

(۴) جب آپ کا اسم گرامی لینا ہو یا سننے کا موقع ہو تو از حد عجز و انکساری کا مظاہرہ

کر دیا۔ عبد اللہ نے آپ سے اجازت چاہی کہ اپنے باپ ابی کو قتل کر دیں، مگر آپ نے منع
 کر دیا۔ (اصابہ) مصعب بن عمیر نے اپنے سگے بھائی کو قتل کر دیا۔ نسیم الریاض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کرنا چاہیے اور نام لیتے ہی یا سنتے ہی درود پاک پڑھنا واجب ہے۔

۵۔ آپ کے اہل بیت صحابہ اور تمام متعلقین سے محبت کرنی چاہیے۔

۶۔ آپ کی طرف جو چیز بھی منسوب ہو واجب التعظیم ہے۔ اگر خدا نخواستہ نسبت

غلط ہے تو ہمیں بہر حال ثواب ملے گا۔ گناہ غلط نسبت کرنے والے کے سر ہوگا۔

۷۔ آپ کا ذکر پورے ادب و احترام سے ہو کہ صاف پتہ چل جائے کہ یہ کسی بادشاہ

شاعر، ادیب اور ہیرو کا نام نہیں لیا جا رہا ہے بلکہ اللہ کے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی ہے۔

۸۔ آپ کی تعظیم کی کوئی حد نہیں اگر کچھ ہے تو وہ ہے جو ایک شاعر نے ان اشعار

میں بیان کی ہے۔

دَعَا مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَىٰ فِيهِمْ نَبِيِّهِمْ

وَاحْكُم بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتِكِم

جو عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کہا وہ چھوڑ کر تصور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو تعریف چاہو سو کرو

وَالنُّسْبُ إِلَىٰ ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ سُكْرٍ

وَالنُّسْبُ إِلَىٰ قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

اور آپ کی ذات سے جو عظمت و شرافت چاہو سو منسوب کرو۔

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ كَيْسَ لَكَ

حَدٌّ فَيُعْرَبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کی کوئی حد نہیں ہے جسے کوئی

بولنے والا منہ سے ادا کر سکے۔

۹۔ جو شخص آپ کے کسی قول و فعل کو نظر حقارت دیکھے وہ کافر ہے۔

لہ نصیذہ بردہ ابو صیری

Marfat.com

۱۰۔ آپ کے کسی قول و فعل پر تنقید کرنا بلکہ آپ کے لباس کھانے پینے وغیرہ پر بھی تنقید کرنا مومن کی شان نہیں۔

فرشتوں کا ذکر

اللہ تعالیٰ کے پیغامات بندوں تک پہنچانے والے فرشتے ہی ہیں۔ عام طور پر اللہ اور بندے کا تعلق اسی نورانی مخلوق کے ذریعے سے قائم ہوتا ہے اس لئے ان پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

۱۔ فرشتوں میں مذکر و مؤنث نہیں۔

۲۔ فرشتے نورانی مخلوق ہیں۔ اللہ کے حکم سے جو شکل چاہیں اختیار کر لیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام عام طور پر ایک صحابی وحیہ کلی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آیا کرتے تھے۔

۳۔ فرشتوں کی کل تعداد نہیں بتائی گئی ہے بلکہ قرآن میں ہے،

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

اور تیرے رب کے لشکر کو وہی (اللہ) جانتا ہے۔

لشکر سے مراد فرشتے ہیں۔

۴۔ فرشتوں کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے۔ بعض لوگ اپنے دشمن کو

دیکھ کر کہتے ہیں ”لویہ عزرائیل آگیا“ یہ سخت گستاخانہ جملہ ہے۔

۵۔ فرشتوں کا صریح انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ کوئی مخلوق نہیں بلکہ بھلائی کی

قوت سے کنایہ ہے، کفر یہ باتیں ہیں۔ فرشتے حقیقی وجود رکھتے ہیں۔

.....

۶۔ فرشتوں سے نہ عمداً کوئی گناہ ہوتا ہے نہ سہواً وہ حکم الہی کی نجات

کچھ نہیں کرتے۔

۷۔ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے مختلف فرشتوں کو مختلف

کاموں پر مقرر کیا ہے۔

۱۔ وحی لانا :- یہ جبریل علیہ السلام کا کام تھا، یہ سب فرشتوں میں افضل ہیں

۲۔ پانی برسانا :- میکائیل علیہ السلام کا کام ہے۔

۳۔ روح قبض کرنا :- عزرائیل علیہ السلام کا کام ہے۔ کچھ فرشتے انکے ماتحت ہیں

۴۔ صور بھونکنا :- یہ اسرافیل علیہ السلام کا کام ہے۔

۵۔ روزی پہنچانا۔

۶۔ پیٹ میں بچہ کی صوت بنانا۔

۷۔ انسانی بدن میں تصرف کرنا۔

۸۔ انسان کی اس کے دشمنوں سے حفاظت کرنا، خاص طور پر پوشیدہ دشمنوں

سے مثلاً جن و شیاطین سے۔

۹۔ ذکر الہی کی مجالس میں حاضری دیکر ذاکرین کے حق میں گواہی دینا۔

۱۰۔ نیکی بدی لکھنا، ان فرشتوں کو کراما کا تبین کہتے ہیں۔ یہ ہمہ وقت انسان

کے دائیں بائیں رہتے ہیں۔

امتیوں کا درود و سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچانا۔

۱۱۔ مردوں سے سوال کرنا، ان فرشتوں کا نام منکر نکیر ہے۔

مشرکین و قسم کے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں۔ ایک تو وہ جن کا وجود جسمانی

اور ظاہری ہے۔ مثلاً آگ، دریا، درخت، جانور وغیرہ اور دوسرے وہ جو پوشیدہ

ہیں ان ان دیکھی قوتوں کو مشرکوں نے دیوتا اور خدا کی اولاد قرار دیا تھا۔ مشرکین

ملکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح مادی بت پاش پاش کئے اسی طرح غیر مادی چیزوں کے معبود ہونے کی یا الوہیت میں شریک ہونے کی نفی کر دی اور صاف صاف بتا دیا کہ فرشتے خدا کی مخلوق ہیں۔ اس کے تابع فرمان ہیں، بلکہ اللہ نے ان کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں اور یہ حکم الہی کو بجالائے تو یہ کس قدر نادانی ہے کہ وہ مخلوق جو انسان کے لئے جھکی اس کو انسان لائق پرستش سمجھے۔ فرشتوں کی مذکورہ صفات بتا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کی جڑ کاٹ دی۔

عالم برزخ

برزخ کے معنی ہیں درمیانی چیز۔ مسلمانوں کے نزدیک دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے۔ اس عالم میں اچھے لوگوں پر انعام الہی ہوتا ہے اور بُرے لوگوں پر عذاب الہی ہوتا ہے۔ اس کا نام تو قرآن میں مذکور نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ حساب کتاب سے قبل بھی لوگوں کو مرنے کے بعد راحت درج ہوتا ہے، اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا کیوں کہ یہ تو مناسب نہ تھا کہ ہر شخص کا حساب مختلف زمانوں میں ہو۔ کسی کا پہلی صدی میں کسی کا دوسری میں اور کسی کا تیسری میں دعویٰ ہذا القیاس یہ چیز خدا کی بڑی عدالت کے شایانِ شان نہیں۔ شان تو یہی ہے کہ تمام مخلوق کا حساب ایک ساتھ ہی ہو تو ہر ایک دوسرے کے نتائج سے باخبر ہو اور یہ بھی ممکن نہیں کہ نیکی اور بدی کرنے والے ایک مدت دراز تک اپنے نیک و بد اعمال کے نتائج سے محروم انتظار حسرتیں

رہیں لہذا اللہ نے ایک درمیانی عالم پیدا فرمادیا اور اسی کا نام برزخ ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۗ

وہ صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور قیامت کے دن دکھا جائے گا کہ آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔ اس آیت میں جس عذاب کا ذکر ہے وہ مرنے کے بعد قیامت سے پہلے کا عذاب ہے۔ اسی طرح راحت کا ذکر بھی قرآن میں ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا حَوَّنَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۗ

اور وہ لوگ جو راہ خدا میں قتل کر دیئے گئے تم ہرگز ان کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس اور اللہ نے ان کو جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اس سے خوش ہیں، اور وہ ان لوگوں سے خوش ہوتے ہیں جو کہ ابھی تک ان سے نہیں ملے ہیں کہ ان پر نہ تو ڈر ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے

قبر میں عذاب و ثواب

قبر سے مراد یہاں صرف وہ جگہ ہی نہیں جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا

۱۷ سورۃ المؤمن ۱۷ آل عمران ۱۷۱

۱۷ سورۃ المؤمن ۱۷ آل عمران ۱۷۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہے بلکہ مرنے کے بعد کا عالم ہے۔ مردہ قبر میں ہو یا آگ میں جلا کر اس کی خاک دریا برد کر دی جائے یا کوئی جانور اس کو کھا جائے بہر حال اس کے اجزاء ضرور ہوں گے خواہ وہ کتنے ہی باریک یا کتنے ہی منشر اور پھیلے ہوئے کیوں نہ ہوں۔ اب وہ اجزاء جہاں کہیں بھی ہوں گے خواہ وہ کتنے ہی باریک ہوں اللہ وہیں ان کو عذاب و ثواب پہنچائے گا اور وہ اس پر نادر ہے۔ شرعی اصطلاحات میں قبر سے مراد مرنے کے بعد قیامت سے پہلے کا عالم ہوتا ہے۔ اب چند احادیث عذاب قبر اور ثواب قبر سے متعلق ملاحظہ ہوں۔

۱۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کی سواری پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ یکایک سواری ڈرنے اور بدسنے لگی۔۔۔ وہاں چند قبریں تھیں آپ نے دریافت فرمایا کہ ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے؟ کسی نے عرض کی میں جانتا ہوں، آپ نے فرمایا یہ کس زمانہ کے لوگوں کی قبریں ہیں؟ اس نے عرض کی یہ زمانہ تیرگی کے لوگوں کی قبریں ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے خوف نہ ہوتا کہ تم مردے کو دفنانا چھوڑ دو گے تو میں تم کو وہ عذاب سنواتا جو ان مردوں کو ہو رہا ہے اور جسے میں سن رہا ہوں۔ پھر آپ نے ہماری طرف رخ کر کے فرمایا کہ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ ہم نے کہا اے اللہ ہم عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی پناہ مانگو، ظاہر اور باطن فتنوں سے، ہم نے کہا اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں ظاہر اور باطن فتنوں سے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی پناہ مانگو و جہاں کے فتنہ سے۔ ہم نے کہا اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں و جہاں کے فتنہ سے۔

۱۔ مسلم شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

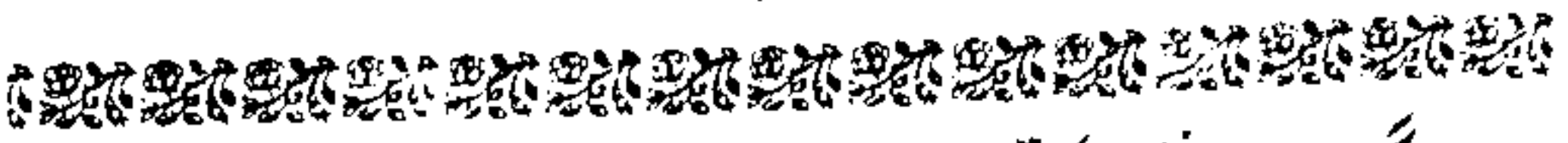
ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں دفناتے ہیں تو اس کے پاس سیاہ

مُنکرو نکر

رنگ کے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں ایک منکر اور دوسرے نو نکر کہتے ہیں۔ وہ مردے سے دریافت کرتے ہیں "تو ان کے بارے میں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا کہتا تھا؟ وہ کہے گا، وہ تو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدًا لَا شَرِيْكَ لَدُوْا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ تب وہ کہیں گے میں تو پہلے ہی معلوم تھا کہ تو یہی جواب دے گا۔ اس وقت آسمان کے دروازے کی، میرے بندے نے بیچ کہا اس کیلئے جنت کا پھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کیلئے جنت کی کھڑکی کھول دو۔ جنت کی خوشبو اس کی طرف آتی ہے گی اور حدنگاہ تک اس کی تیر بڑھادی جائے گی۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو دلہن کی طرح سو جا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ پہلے بائیں طرف جہنم کی کھڑکی کھولی جائے گی جس سے گرم ہوا میں اور سخت بدبو میں آئیں گی، پھر اس کو بند کر دیا جائے گا اس کے بعد دائیں طرف کی کھڑکی کو کھول کر کہا جائے گا کہ اگر تو ان سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب نہ دیتا تو تیرے لیٹے وہ جہنم تھا اور اب یہ جنت ہے، اور یہ اس لئے کہا جائے گا تاکہ اسے عذابِ الہی سے نجات کی خوشی اور نعمت کی قدر معلوم ہو۔ اور کافر کیلئے پہلے جنت کی کھڑکی کھولی جائے گی تاکہ اس کی خوشبو، ٹھنڈک اور نعمتوں کو دیکھے پھر اس کو بند کر دیا جائے گا اور دوزخ کی کھڑکی کھول دی جائے گی تاکہ جنت نہ ملنے کی حسرت اور جہنم میں جانے کی تکلیف دونوں ہوں۔

لے ترمذی نے یا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مردے کی قبر میں تشریف لے جائینگے یا یہ کہ آپ کے اور مردے کے درمیان چھوڑا گیا دینے جائیں گے اور ہر مردہ آپ کو اس طرح دیکھے گا جس طرح بیک وقت بلوگ چاند کو دیکھتے ہیں کیونکہ اس عالم میں ان حجابات کا ہونا ضروری نہیں زیادہ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ خود تشریف لائیں گے کیونکہ لفظ هذا کا دقار یہی ہے۔



اگر مردہ منافق ہوگا تو ہر سوال کے جواب میں کہے گا ، ہا ہا ، ہا ہا لَا اَدْرِی
 كُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا قَوْلُ اَنْفُسِ اَنْفُسٍ! مجھے معلوم نہیں ، میں تو کچھ
 لوگوں کو کہتے سنا تھا وہی کہتا تھا۔ اس وقت ایک ندا آئے گی یہ جھوٹا ہے۔ اس کیلئے آگ کا
 بستہ بچھاؤ اسے آگ ہی کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف دروازہ کھول دو ، چنانچہ اس کی لپٹیں
 اور گرمی اس کو پہنچے گی۔ اس کو غلاب دینے کیلئے دو فرشتے مقرر ہوں گے۔ یہ نہ تو سنتے ہونگے
 اور نہ دیکھتے ہوں گے ، ان کے پاس لوہے کا ایسا گرنہ ہوگا اگر اس کو پہاڑ پر مار دیا جائے تو
 وہ مٹی ہو جائے ، اس شخص کو مسلسل اس گرنے سے مارا جائے گا۔ سانپ اور بچھو علیحدہ اس کو
 تکلیف دیں گے ، اس کے برے کام پر ظاہری نشکوں میں آکر اس کو ایذا دیتے رہیں گے۔
 قبر مردہ کو دباتی ہے اس کو ضعتہ قبر کہتے ہیں۔ مسلمان کو اس طرح دباتی ہے
 جیسے ماں اپنے بچے کو محبت سے چٹالیتی ہے اور کافر ہے تو اس کو اس طرح دبائیگی کہ ادھر کی لپٹیاں
 ادھر کی ادھر نکل آتی ہیں۔

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی روح کا تعلق
 اس کے جسم سے یعنی جسم کے ذرات سے باقی رہتا
 ہے ، اس لئے مردہ قبر پر آنے والے کو پہچانتا

روح کا مرنے کے بعد
 جسم سے تعلق

اور اس کی بات کو سنا ہے۔ پھر مسلمان کی روح کہیں مقید نہیں ہوتی ہے بلکہ حسبِ منشاء
 آجا سکتی ہے۔ حدیث میں ہے۔

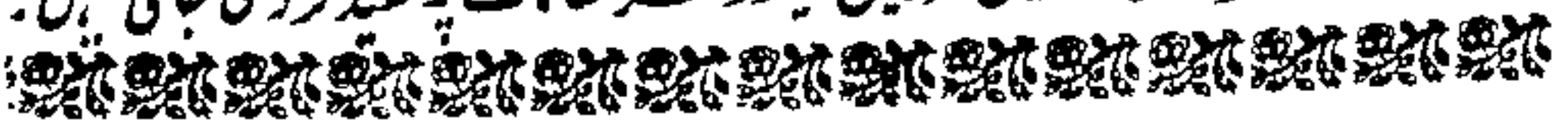
اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ مِنْ مِخْلَى سَرَّبَهُ يَسْرَحُ حَيْثُ شَاءَ

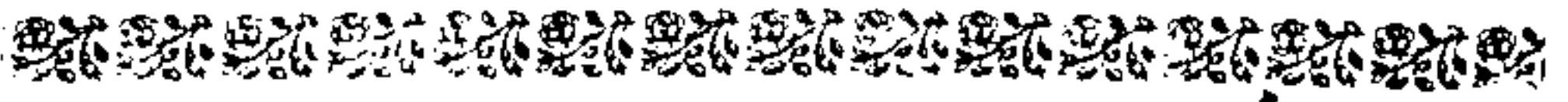
جب مومن مرجاتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے۔ جہاں چاہے آئے جائے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

”روح کیلئے دور و نزدیک سب یکساں ہے“

البتہ کافروں کی رو میں ”رجین یا دوسکرمفات پر مقید کر دی جاتی ہیں۔





قبر کا عذاب و ثواب | جسم خواہ جل جائے، گل جائے یا سڑ جائے بہر حال اس کے اجزائے اصلیہ ضرور باقی رہتے ہیں اور موت کے بعد

روح انسانی۔۔۔۔۔ کا تعلق ایک خاص نوعیت سے ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کتنے ہی منتشر و متفرق کیوں نہ ہو۔ قبر میں جو تکلیف و راحت ہوگی وہ روح اور جسم دونوں کو ہوگی، ایک کو نہیں۔ اس لئے کہ نیک و بد کام کے وقت دونوں ہی شریک تھے، مردہ قبر میں ہو یا نہ ہو، کہیں ہو بہر حال اللہ اس سے پوری طرح واقف ہے اس لئے اس کو عذاب و ثواب دینے میں ملے گا۔

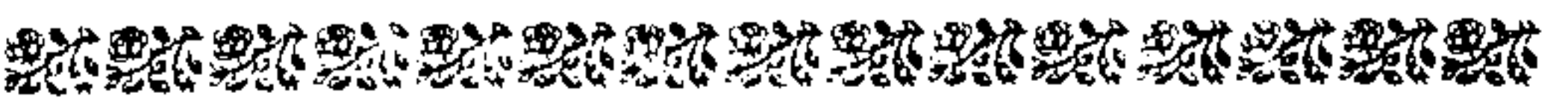
انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں | انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کے کھلنے

کو حرام قرار دیا ہے یہی حال شہدا کا ہے۔ اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے بدرجہا بلند ہے۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا | مسلمان کیلئے یہ عقیدہ بھی رکھنا ضروری ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان

کے اجزائے اصلیہ میں روح کو واپس فرمائے گا، دنیا میں جو روح جس جسم میں تھی اسی جسم میں واپس کی جائے گی یہ نہیں کہ دوسرے جسم میں داخل کی جائے۔ کیوں کہ یہ بات عدل و عقل کے خلاف ہے کہ گناہ کوئی جسم کرے اور سزا کوئی اور بھگتے، اجزائے اصلیہ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ اجزاء ہیں جو انسان کے موٹے اور دبے ہونے کے وقت برقرار رہتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

ثُمَّ أَنْتُمْ فِي يَوْمٍ تُبْعَثُونَ ﴿۱۶﴾ پھر تم بلاشبہ قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔



ابن بن سنان جو کہ فرمایا۔ ایک دن رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پرانی ٹہری اٹھا لایا اور کہنے لگا: بھلا اس کو کون دوبارہ زندہ کر سکتا ہے؟ اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اس کہہ دیں۔

يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ إِنَّهُ لَهُ كُوْنٌ رَءِيسٌ ۚ

گا جس نے اسے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔

سب سے پہلے ہمارے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قبر شریف سے نکلیں گے۔ آپ کا ایک ہاتھ ابو بکر کے کاندھے پر اور دوسرا عمرؓ کے کاندھے پر ہوگا۔

علاماتِ قیامت

۱۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی بہت سی نشانیاں بیان فرمائی ہیں لیکن ان نشانیوں میں تین خصوصیات ہیں۔

۱۔ مبہم ہیں۔ یعنی ان میں سے اکثر مختلف معانی اور مخنثات توجیہات کا احتمال رکھتی ہیں اور غالباً یہ اس لئے ہوا کہ لوگ ہمہ وقت توبہ و استغفار میں مشغول رہیں اور قیامت کیلئے تیار رہیں۔

۲۔ ان نشانیوں میں تاریخ نہیں بتائی گئی ہے کہ فلاں نشانی کے ظہور کے کتنے دن یا کتنے گھنٹے بعد کیا ہوگا اور اگر کہیں دنوں کا ذکر بھی ہے تو وہ دن ان دنوں سے مختلف ہے لہذا قیامت کے وقت کا ٹھیک ٹھیک تعین ان نشانیوں سے ممکن نہیں۔ البتہ یہ نادمہ ضرور ہے کہ جب بھی مذکورہ علامات میں سے کوئی علامت ظاہر ہو جائے انسان کو توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔ قرآن میں ہے۔

لے سورہ یس

لے الصواعق المحرقة

اللَّهُ يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَدْعُوْنَهُ كَمَا يَسْتَجِيبُ الْمَدْعُوْنَ ۚ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالنُّجُومُ سَقَطَتْ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالنُّجُومُ السَّقَطَتْ

قیامت قریب ہوگی اور چاند شق ہو گیا ،

اب شق قمر کے واقعہ کو صدیاں گزر چکی ہیں مگر تا حال قیامت نہیں آئی کیوں کہ اللہ کے نزدیک قرب کی مقدار وہ نہیں ہے جو ہم سمجھتے ہیں۔ اسی طرح دوسری نشانیوں کا حال ہے کہ اگر ان میں کوئی ظاہر ہو تو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اب ہفتہ عشرہ میں ہی قیامت آنے والی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ۔

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ^۱ میں اور قیامت ان دو کی طرح بھیجے گئے ہیں

پھر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اپنی انگشت شہادت اور برابر والی انگلی ملا کر لوگوں کو دکھائی۔ لیکن چودہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی ابھی تک قیامت نہیں آئی اس کی وجہ وہی ہے جو میں نے عرض کی۔

قیامت کا ذکر

قیامت کا ذکر مسنون ہے ، قرآن میں جا بجا قیامت کا ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قیامت کا ذکر فرماتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم اتنا روتے کہ ان کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھیں اور خود صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں بیٹھ کر قیامت کا ذکر فرماتے تھے لیکن یہ حکل مسلمان ذکر قیامت سے بچتے ہیں کہ کہیں دل پر اثر ہو ہی نہ جائے۔

حذیفہ بن اسید غفاریؓ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم بیٹھے ہوئے

علامات قیامت

قیامت کا ذکر کر رہے تھے ، اتنے میں رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم

تشریف لے آئے ، آپ نے دریافت فرمایا ، کیا ذکر کر رہے ہو ، ہم نے عرض کی ، قیامت کا ذکر کر

۱۔ اقتربت - آیت - ۱۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالنُّجُومُ سَقَطَتْ

ہے ہیں۔ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہ آئیگی جب تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔

۱۔ دھواں

۲۔ دجال

۳۔ دابہ

۴۔ آفتاب کا مغرب سے نکلنا۔

۵۔ عیسیٰ ابن مریم کا نازل ہونا ۶۔ یاجوج و ماجوج

۷۔ ایک خسف مشرق میں ۸۔ ایک خسف مغرب میں۔

۹۔ ایک خسف جزیرۃ العرب میں ۱۰۔ پھر سب سے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلے

گی جو لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی، ایک روایت میں ہے کہ ایک آگ عدن کے گڑھے سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف لے جائیگی، اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ہوا چلے گی جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی۔ لہذا اب ہم ان نشانیوں کی قدسے تشریح کرتے ہیں

۱۔ دھواں طیبی نے کہا کہ اس دھوئیں کا ذکر سورہ دخان میں ہے۔

يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ

جس دن آسمان واضح دھواں لائے گا

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس دھوئیں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا دھواں ہوگا کہ مشرق و مغرب کے درمیان کو بھر دے گا۔ چالیس دن اور چالیس رات رہے گا۔ مومن پر اس دھوئیں سے زکام کی سی کیفیت طاری ہو جائے گی، اور کافروں پر مدہوشی طاری ہو جائے گی۔

یہ عین ممکن ہے کہ قرب قیامت میں کوئی ایسی گیس پھیل جائے جس سے یہ کیفیات پیدا ہوں۔ یا کسی بم سے یہ صورتحال پیدا ہو جائے،

دجال | دجال دجل سے بنا ہے۔ جس کے معنی ملانے اور دھوکہ دینے کے ہیں۔ یہ بھی حق کو

یہاں ایک خاص دجال کا ذکر ہے جس کی صفات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ احادیث میں تیس اور دجالوں کا ذکر ہے غرض کہ اس دجال معین کے علاوہ بہت دجال ہوئے اور ہوں گے اور ہر ایک نبوت کا مدعی ہوگا۔ بخاری ۱۰۵۵۔ مسلم شریف

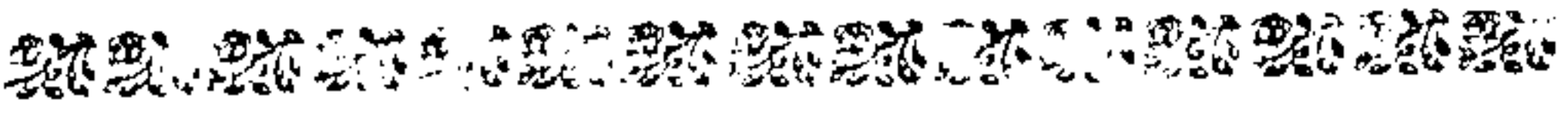
یہاں ایک خاص دجال کا ذکر ہے جس کی صفات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ احادیث میں تیس اور دجالوں کا ذکر ہے غرض کہ اس دجال معین کے علاوہ بہت دجال ہوئے اور ہوں گے اور ہر ایک نبوت کا مدعی ہوگا۔ بخاری ۱۰۵۵۔ مسلم شریف

باطل سملائے گا اور مکرو فریب کریگا اس لئے اس کو دجال کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بھی دیگر انبیاء علیہ السلام نے اپنی اپنی امتوں کو دجال کے فریب سے ڈرایا ہے۔ اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے البتہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے یہ یہودی النسل ہوگا۔ کانا ہوگا بندوں کے امتحان کیلئے اللہ اس کو بندوں پر مسلط کر دے گا۔ اس سے عجیب و غریب کمالات ظاہر ہوں گے۔ جنہیں دیکھ کر ان فتنہ میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ ایک شخص سے کہے گا اگر میں قبر سے مردوں کو زندہ کر دوں تو کیا تو مجھ پر ایمان لائے گا؟ وہ شخص کہے گا ہاں۔ یہ شیطانوں کو حکم دے گا وہ مردوں کی شکل اختیار کر کے حاضر ہو جائیں گے۔ جو اس پر ایمان لائے گا عیش عشرت کی زندگی گزائے گا اور جو اس سے کفر کرے گا وہ شدید قحط میں مبتلا ہو جائے گا۔

نواس بن سمان کی طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ عبدالعزی بن قطن کا ہمشکل ہوگا یہ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ خزاعہ کا ایک بادشاہ تھا اگر تم میں سے کوئی اس کو پلے تو اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے کہ یہ اس کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔ یہ شام و عراق کے درمیان ریگستانی علاقہ سے نکلے گا، وہ وائیں بائیں بڑی تیزی سے فساد پھیلائے گا۔ تم اس زمانہ میں ثابت قدم رہنا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ زمین پر کتنی مدت ہے گا؟ آپ نے فرمایا چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ ایک دن ایک ماہ کی طرح ہوگا ایک دن جمعہ کی طرح ہوگا، اور باقی دن عام ایام کی طرح ہوں گے۔ وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انکو اپنے آپلن کی دعوت دے گا تو وہ ایمان لے آئیں گے پھر وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا۔ پھر وہ زمین کو سبزہ اگانے کا حکم دے گا تو سبزہ اگاے گی۔ ان کے جانور موٹے تازے ہو جائیں گے اور خوب دودھ دیں گے پھر ایک قوم کے پاس آکرے ایمان کی دعوت دے گا، لیکن وہ انکار کرے گی۔ یہ قوم قحط میں

بخاری و بنی اس ۵۸۵ ط ترمذی و مشکوٰۃ ص ۴۴

بشاری و بنی اس ۵۸۵ ط ترمذی و مشکوٰۃ ص ۴۴



مبتلا ہو جائے گی، میدان میں سے گزے گا تو زمین کو حکم دے گا کہ اپنے خزانے نکال دے چنانچہ زمین کے خزانے ہمدی کی مکیوں کی طرح اس کے پیچھے چلیں گے۔ پھر ایک شخص کو دیکھے گا جو تروتازہ نوجوان ہوگا اس کو اپنی تلوار سے دو ٹکڑے کرے گا پھر اس کو پکارے گا تو وہ مسکراتا ہوا اٹھ کر اس کے پاس آجائے گا۔ اسی اثناء میں عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور اس کو لہر شام کے ایک پہاڑ کا نام ہے، کے دروازے پر قتل کر دیں گے۔ ابو ہریرہ کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ وہ کانا ہوگا۔ اس کے ساتھ جنت اور جہنم کی طرح کوئی چیز ہوگی جسے وہ جنت کہے گا اور حقیقت جہنم ہوگا۔ مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مومن پڑھے گا لہ

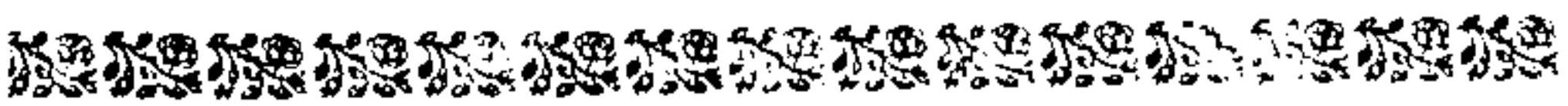
دجال مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر نبی اور رسول ہیں۔ قرآن کریم میں ان کا ذکر بڑی تفصیل سے ہے۔ اللہ نے ان کو نہ صرف یہ کہ معجزات عطا کیے بلکہ وہ خود سراپا معجزہ تھے۔ قرآن کریم نے ان کے بارے میں بتایا کہ۔

۳۔ عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ شخصیت

آپ کو بغیر باپ کے کنواری مریم علیہا السلام سے اس طرح پیدا کیا گیا کہ جبریل علیہ السلام نے مریم پر ایک پھونک ماری۔ بس وہ حاملہ ہو گئیں۔

دجال کے بارے میں وارد شدہ احادیث حدیث تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے فرمایا کہ ”خروج دجال کی حدیثیں متواتر ہیں۔ ہمزاس ۵۸۵ اس واقعہ کے محض تعجب خیز ہونے کی بنا پر اس کا انکار کرنا معقول نہیں۔ حضرت خلیفہ ابو ہریرہ۔ عمران بن حصین عبداللہ بن عمر، انس، نواس بن سمان، ابوسعید خدری، ام شریک ابو بکر، فاطمہ بنت متین رضی اللہ عنہم اس کے راویوں میں سے ہیں۔“



جابر و بد بخت بندہ نہیں بنایا اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس

دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

۷۔ ابھی عیسیٰ علیہ السلام نے ہی تھے کہ عینب کی خبریں بتانے لگے۔ وہ یہ بتا دیا کرتے تھے لوگوں نے کیا کھایا ہے اور کیا چھپا کر رکھا ہے^۱

۸۔ وہ مٹی سے پرند کی شکل بنا کر اس میں پھونک مانتے تھے تو وہ بحکم الہی پرند بن کر اڑ جاتی تھی۔^۲

۹۔ ماورزاد انڈھوں، کوڑھیوں اور لا علاج مریضوں کو ایک پھونک مار کر بھلا چنگا کر دیتے تھے۔^۳

۱۰۔ حتیٰ کہ مردوں کو بھی بحکم الہی زندہ کر دیا کرتے تھے۔^۴

عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں پیدا ہوئے تقریباً تیس سال کی عمر میں تبلیغی کام شروع کیا۔ یہودیوں نے جو ظاہر پرست تھے اور جو دین کا مفہوم محض ظاہری شریعت کی پابندی جانتے تھے آپ کی مخالفت کی، بہر حال کچھ دھوبی اور پھیرے آپ پر ایمان لے گئے۔ آپ ۲۹ برس میں آسمان پر تشریف لے گئے۔

عیسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے مختلف الزامات لگا کر آپ کو گرفتار کر دیا، مگر عدالت نے آپ کو ہر طرح بے قصور پایا۔ لیکن یہودی بار بار قتل کا مطالبہ دہرتے رہے۔ انہ مانہ میں دم تھی کہ ہر عید پر حاکم وقت قوم کے مطالبہ پر قوم کی خوشی

عیسیٰ علیہ السلام
کا آسمان پر اٹھایا جانا

کی خاطر ایک ایسے شخص کو آزاد کر دینا تھا جس کو قتل کے عہدے کا فیصلہ ہو چکا ہوتا تھا۔ اس مرتبہ ایک ڈاکو قاتل "برابا" واجب القتل تھا۔ حاکم وقت نے قوم سے دریافت کیا کہ اگر تم کہو تو میں تمہاری خوشنودی کیلئے برا کو آزاد کروں اور اگر کہو تو عیسیٰ کو آزاد کروں۔ حاکم کا خیال تھا کہ قوم برا با جیسے قاتل کی بہ نسبت معصوم عیسیٰ کو چھوڑ دینے پر راضی ہو جائے گی لیکن قوم کی بد بختی بہت بڑھ چکی

۱۔ آل عمران - آیت ۴۹، ۲۔ آل عمران - آیت ۴۹، ۳۔ آل عمران - آیت ۴۹

تھی وہ چلا کر بوسے، برابر کو آزاد کر دو، عیسیٰ کو مصلوب کر دو۔ اب مرس کی انجیل کا بیان ہے کہ عیسیٰ کو سولی دے دی گئی اور ان کو ایک پہاڑی پر دفن کر دیا گیا مگر تین دن بعد ان کی قبر خالی پائی گئی۔ پھر وہ کچھ لوگوں کو محسوس طور پر نظر آئے۔ لوگوں نے انہیں چھو کر دیکھا اور انہیں بھنی ہوئی مچھلی کا قند دیا جو انہوں نے کھایا۔^{۱۵}

اس سلسلہ میں تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی نہیں دی جا سکی بلکہ ان کے شبہ میں انہی سے ملتی جلتی صورت کے دوسرے شخص کو مصلوب کر دیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے بحفاظت اٹھایا اور وہ اب بھی زندہ ہیں اور قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ اس سلسلہ میں قرآن کا واضح بیان یہ ہے۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ
وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ
اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا
اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۗ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ
وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۗ^{۱۶}

اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا، حالانکہ نہ تو انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ہی سولی دی، اور لیکن ان کیلئے شبہ پیدا کر دیا گیا، اور یقیناً وہ لوگ جو ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں بلاشبہ ان کی طرف سے شک میں ہیں۔ ان کو اس کا کچھ علم نہیں، سولے گمان کے پیچھے لگنے کے، اور انہوں نے انکو یقیناً قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھایا، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

ان آیات کو بار بار پڑھیے اور بغور ملاحظہ کیجئے، ان الفاظ پر توجہ دیجئے جو استعمال

۱۵- ۱۶- آیت ۱۵

۱۷- ۱۸- آیت ۱۷

کئے گئے ہیں، پھر تصریحات دیکھئے۔ پھر خود ہی فیسا کیجئے کہ حیاتِ مسیح کے باسے میں شک و شبہ کی گنجائش کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ مندرجہ ذیل امور پر خصوصی توجہ دیجئے۔

۱۔ سلسلہ کلام یہ ہے کہ اللہ نے یہود کے دلوں کو سبز مہر کر دیا، ان کے مومن ہونے کی توقع اب فضول ہے۔ خدا کا یہ عظیم غضب ان پر اب کیوں نازل ہوا؟ اس کی چند وجوہات مذکورہ آیت سے قبل بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ خدا کے عہد کو توڑنا۔ ۲۔ اللہ کے نبیوں کو قتل کرنا۔ ۳۔ کفر کرنا۔ ۴۔ مریم پر بہتانِ عظیم بانڈھنا۔ ۵۔ اور یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابنِ مریم کو قتل کر دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ عیسیٰ مقتول یا مصلوب ہوئے اور اللہ کی طرف زندہ نہیں اٹھائے گئے تو خطرہ ہے کہ خدا کی طرف سے اس کے دل پر کفر کی مہر نہ لگ جائے۔ ۲۔ مسیح کی طبعی موت کا کوئی قائل نہ تھا۔ کچھ لوگ ان کے قتل اور کچھ ان کے مصلوب ہونے کا قول کرتے تھے، اللہ نے بلخ انداز میں قتل و صلب کی نفی کر دی، اور صرف نشی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مثبت طریقہ اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھایا۔

۳۷۔ لفظ "یقیناً" قرآن میں صرف اسی جگہ استعمال ہوا ہے جو حیاتِ مسیح کے عقیدہ کو یقینی طور پر پیش کرتا ہے۔

۳۔ سب سے بڑی بات یہ کہ جو لوگ وفاتِ مسیح کا قول کرتے ہیں اور قرآن کے مقابلہ میں آتے ہیں ان کے پاس کوئی یقینی دلیل ہے جب کہ مسیح کا زمانہ تاریخ کی گرفت سے آزاد، صرف نجومیوں کے زائچے کھینچنے سے کیا ہوتا ہے، ایک مسلمان کیلئے مسیح کی شخصیت سے متعارف ہونے کا کوئی ذریعہ قرآن سے زائد نہیں اور قرآن کا بیان آپ ملاحظہ کر چکے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہاں وضاحت کی گئی ہے کہ مسیح کے باسے میں اختلاف کرنے والے "ظن" کی پیروی کرتے ہیں۔ انہیں علم نہیں۔ بس ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ قرآن سے ہٹ کر اس مسئلہ پر نہ سوچے اگر کسی کے پاس قرآن کے برابر کوئی مضبوط دلیل ہو تو پیش کرے۔



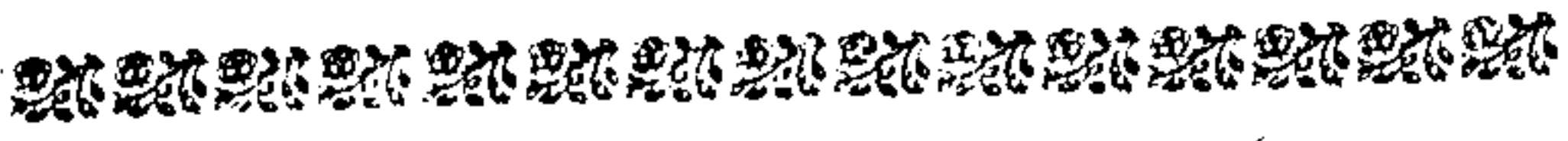
۵۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنی اللہ نے مسیح کو اٹھایا ، سوال یہ ہے کہ آخر مسیح کس چیز کا اٹھا تھا۔ کیا مسیح کی روح کا ، یا صرف مسیح کے جسم کا ، یا روح اور جسم دونوں کا ؟ دنیا جانتی ہے کہ مسیح روح اور جسم کے مجموعہ سے عبارت ہے اور اللہ کے کلام میں اسی کے اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔

۶۔ قرآن حکیم کا انداز پر از حکمت ہے۔ اس میں جب کسی مضمون کو ختم کیا جاتا ہے تو عام طور پر مقطع کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جو سابقہ مضمون کو ثابت کرتی ہے مثلاً اگر کہیں لوگوں کو توبہ و استغفار کا حکم ہے تو آیت کا اختتام یوں ہوتا ہے۔ "وَكَانَ اللّٰهُ تَوَّابًا رَّحِيمًا" اور اللہ توبہ قبول کرنے والا ، رحم فرمانے والا ہے۔ اب اس جملہ کا سابقہ مضمون سے ربط نظر ہے۔ لیکن اگر یوں ہوتا کہ "وَكَانَ اللّٰهُ جَبَّارًا مُّنتَقِمًا" اور اللہ جبار ، بدلہ لینے والا ہے تو مناسبت نہ ہوتی۔ اسی حکیمانہ انداز کو ذہن میں رکھتے ہوئے زیر بحث آیت پر غور کیجئے۔ چونکہ یہاں ایک حیرت انگیز واقعہ مذکور ہوا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے غلبہ اور حکمت کا ذکر کیا جس میں یہ اشارہ ہے کہ جس نے اللہ کو غالب اور حکیم مان لیا وہ عیسیٰ کے بارے میں نہ صرف یہ کہ قرآنی بیان کو بلا چپکلا ہٹ قبول کرنے کا بلکہ اس میں منکرانہ تعجب بھی نہ کرے گا۔

۷۔ ان تمام دلائل سے ہٹ کر ذرا سوچئے کہ مسیح کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کا انکار آخر کس بنیاد پر ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہو سکا ہے اس کی بنیادیں دو ہیں۔
۱۔ یہ بات بعید از عقل ہے ، اور یہ کہ ایسا کہنے سے غیر مذاہب والے اسلام کا مذاق اڑائیں گے۔

۲۔ اپنی نبوت کیلئے راہ نکالنا۔

جہاں تک بعید از عقل ہونے کا معاملہ ہے تو مسیح کا صرف زندہ اٹھایا جانا ہی بعید از عقل نہیں بلکہ ان کی پیدائش ، ان کا جھولے میں کلام اور دوسری تمام چیزیں جو بیان ہوئیں سب ہی بعید از عقل ہیں۔ پس کہاں کہاں اور کیا کیا تاویلات کی جائیں گی۔ اور صرف ایک

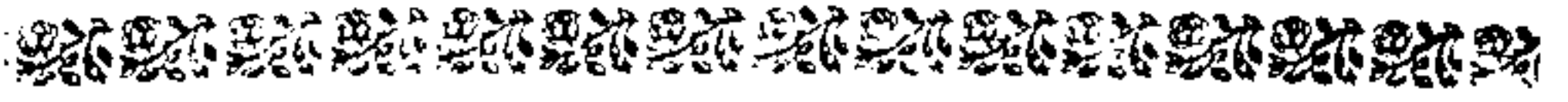


مسح کا معاملہ ہی نہیں بلکہ قرآن مجید میں لاتعداد واقعات انسانی عقل کیلئے کھلا چیلنج ہیں۔ اور یہی چیزیں درحقیقت قادرِ مطلق خدا کی عظمت و جبروت کا اعلان کرتی ہیں، اور انہی چیزوں کا رسولِ معصوم کی تعلیم سے مان لینا ایمان ہے۔ یہی بات کہ غیر مذاہب کے لوگ مذاقِ اڑائیں گے تو اس سلسلہ میں میری درد مندانہ گزارش پر ضرور غور فرمائیں۔

۱۔ اگر ہم دوسروں کے مذاق اڑانے کے ڈر سے مسلمانوں کے چودہ سو سالہ مسلمہ عقائد کو جو قرآن و حدیث کی تصریحات سے ثابت ہیں ٹھکرا دیں تو ممکن ہے کہ ہمیں دوسرے لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے، مگر ان مسلمانوں کا کیا بنے گا جو ہر لحاظ سے ہم سے بہتر و بزرگ تھے اور انہی کے پرفخر کارناموں سے آج ہم سیہ کاروں کا بھرم قائم ہے؟

۲۔ ہندوستان میں چند مشہور ہستیاں گذری ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی بہت خدمت کی مگر جب انہوں نے غیر مسلموں کے طعنوں سے ڈر کر اسلام میں اکثر و بیونت کی اور غیر مسلموں کی حسبِ منشا اسلام کی تعبیر کی تو کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ایسا کرنے سے کتنی تعداد میں غیر مسلم مشرفِ اسلام ہوئے۔ ان کو سوائے اس کے کچھ حاصل نہ ہوا کہ انہوں نے اپنے مسلمان کو خود بھی گالیاں دیں اور غیروں سے بھی دلوائیں اور پوری امت مسلمہ میں تشلک و تیزذب کو ہوا دی۔ اگر کوئی شخص بہتر ڈاکٹر ہے تو کیا ضروری ہے کہ وہ بہتر وکیل بھی ہو، اور اگر کوئی بہتر وکیل ہے تو کیا ضروری ہے کہ وہ اعلیٰ قسم کا ڈاکٹر بھی ہو۔ اسی طرح کوئی شخص اعلیٰ مدرس اور سیاستدان ہو تو کیا ضروری ہے کہ وہ بہترین فقیہ اور محدث بھی ہو۔ اسی طرح وہ تمام لوگ جنہوں نے اسلام کو دوسرے مذاہب کے پیروکاروں سے متاثر ہو کر تبدیل کرنے کی کوشش کی وہ باوصف اچھے ادیب، مفکر، سیاستدان، قومی خادم ہونے کے "علم دین" میں راسخ نہ تھے، ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ ان لوگوں نے خلوص نیت سے کیا ہو، مگر ہمیں تو نتائج سے سروکار ہے۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ ان حضرات کی تحریکات سے بجائے اس کے کہ غیر مسلم اسلام میں داخل رتے، ہو یا یہ کہ جو مسلمان تھے ان کی بنیادیں بھی ہل کر رہ گئیں لہذا یہ حضرات اسلام کے نادان





دوست سے زائد کچھ بھی ثابت نہ ہوئے۔

ان ہمدردانِ قوم کے برعکس سرزمین ہند میں جو کچھ اسلام پھیلا وہ خواجہ معین الدین اجمیری علی بخش، جویری، زکریا ملتانی، موسیٰ پاک شہید اور دیگر بزرگانِ دین کی مساعی جلیلہ سے پھیلا ہے اور اسلام کی وہی تعبیر درست سے جو ان حضرات نے پیش کی۔

حق تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَبَيِّنَ لَهُمْ

اور آپ سے یہود اور نصاریٰ اس وقت تک ہرگز بھی راضی نہ ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے دین کو قبول نہ کر لیں۔

پس محترم قارئین! سوچنے کا یہ انداز مراسر غلط ہے کہ ہم اسلام کی وہ تعبیر کریں جس سے یہود و نصاریٰ راضی ہو جائیں۔ وہ تو اس وقت راضی ہوں گے جب آپ ان کے دین میں داخل ہو جائیں۔

یہ ایک تفصیل طلب مضمون ہے جس کو ہم جتہ جتہ بیان کریں گے۔ یہاں ان چند معروضات کو ذہن میں رکھا جائے۔

۲۔ دوسری بنیاد یعنی اپنی نبوت کی راہ نکالنا، تو وہ بھی غلط ہے کیونکہ نبوت کی راہ کسی طرح نہیں نکل سکتی قرآن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا، جس کے معنی آخری نبی کے ہیں اور امت مسلمہ کا عمل بھی اس پر ہے۔ ابو بکر صدیق نے اور اسو غنی سے جنگ کی۔ ان دونوں نے حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو جس کے پیرو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں، امت مسلمہ نے ٹھکر ادیا اور آج مسلمانوں کا کوئی فرقہ اسے مسلمان نہیں مانتا۔ پاکستان کی عدالتوں تک سے ان کے کفر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب اس کے ماننے والے غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے پاکستان میں رہتے ہیں

لہ البقرہ آیت ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴

اور تمام مسلمان معاشرتی طور پر ان سے منع میں۔ ان کا ذبیحہ اور ان کے ہاں بیابان شادی بھی نہیں کرتے بلکہ معلوم ہونے پر ان کے گھر کا پکا ہوا کھانے کے بھی احتراز کرتے ہیں۔

میں نے کئی مرتبہ قادیانیوں سے مناظرہ کیا، اور الحمد للہ ہر مرتبہ انہیں لا جواب کر دیا لہذا ایک سوال دنیائے قادیانیت پر اب بھی قائم ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے ایک قادیانی مبلغ سے دریافت کیا کہ تم مرزا کو نبی کیوں مانتے ہو؟ کہنے لگے کہ اللہ نے فرمایا ہے ہر قوم کے لئے نبی ہوتا ہے اور ہر زمانے کیلئے نبی ہوتا ہے اس لئے ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ میں نے کہا اب تو مرزا صاحب سدھار گئے۔ اب اس زمانہ میں جو لوگ نبوت کے دعوے کر رہے ہیں تم ان کو کیوں نہیں مانتے ہو؟ اب خاموش ہو گئے۔ میں نے ان سے مزید کہا کہ دو صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تم آخری نبی نہیں مانتے ہو تو پھر مرزا کے بعد نبی کیوں نہیں تلاش کرتے ہو، اور بغیر نبی کے تمہارے ایمان کا کیا بنے گا؟
۲۔ اور اگر مرزا کے بعد نبی نہیں آسکتا تو اس سے بہتر یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تسلیم کر لو کہ آپ کے بعد نبی نہیں آسکتا۔
غرض یہ کہ مسلمانوں میں کوئی فرقہ حیات مسیح کے خلاف نہیں اور سب ہی حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے تھے اور رکھتے ہیں۔

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قرب قیامت میں جب کہ دجال اپنی فتنہ سامانیوں میں مصروف ہو گا۔ نزول فرمائیگا صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دجال کے قتل کیلئے عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی مینار پر زرد حلقہ پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب سر نیچا کریں گے تو پسینے کے قطرے پیشانی پر نمودار ہوں گے اور جب سر اونچا کریں گے تو موتیوں طرح پسینے کے قطرے گریں گے اور نہایت تواضع کے ساتھ پیش آئیں گے۔ مکاشفۃ یوحنا

میں بھی نزولِ مسیح کا ذکر ہے۔ آپ دجال کو قتل کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب جس کی پوجا عیسائی کرتے ہیں کو توڑ دیں گے۔ کافر جزیرہ دیں گے مگر آپ قبول نہ کریں گے۔ اس دن صرف اسلام قبول کیا جائے گا۔ اب تمام رومے زمین پر اسلام کے سوا کوئی دین نہ ہوگا مال کی کثرت ہو جائے گی وہ ۳۵ سال تک زمین پر رہیں گے، ان کی شادی ہوگی، اولاد ہوگی پھر وفات پائیں گے اور حضور کے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے۔ ان کے اور کام بھی احادیث میں مذکور ہیں۔ نزولِ عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں یہ بات سمجھ لینی ضروری ہے کہ آپ کسی جدید نبوت پر فائز نہیں کئے جائیں گے۔ اگرچہ آپ کی شریعت منسوخ ہوگی ہے لیکن آپ نیا ہوں گے کیونکہ نبی کبھی نبوت سے معزول نہیں کیا جاتا ہے۔ آپ شریعتِ محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کریں گے، حتیٰ کہ حضور کے ایک امتی امام مہدی کے پیچھے نماز بھی ادا کریں گے۔ بخاری کی

۱۔ اسپر محمد متین نے کافی کلام کیا ہے۔ مسلم کی روایت میں سات سال کا ذکر ہے۔ اول تو اس کے ادی عبد اللہ بن عمر ہیں۔ دوم یہ کہ اس میں اس امر کی صراحت نہیں کہ یہ سات سال کی مدت عیسیٰ بن مریم کے رہنے کی ہے۔ وہاں تو یہ ہے، ثم یلبث الناس بعدہ سبع سنین لائکون بین اثنین عداوة یعنی پھر لوگ ان کے بعد سات سال تک اس حال میں رہیں گے کہ کسی دو افراد کے درمیان دشمنی نہ ہوگی۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ کی وفات کے بعد یہ شکل ہوگی۔ اب یہ وہ حدیثیں جن میں چالیس یا پینتالیس کا ذکر ہے تو ان میں کچھ تضاد نہیں کیوں کہ عربی میں عدد کا ذکر کرتے وقت دھائی سے کم کو بسا اوقات حذف کرتے ہیں۔ پس جس نے ۳۵ کہا اس نے پورا عدد ذکر کیا اور جس نے ۳۰ کہا اس نے دھائی سے کم کو عادت کے مطابق حذف کر دیا۔

۲۔ وہ جگہ جہاں عیسیٰ ابن مریم دفن کئے جائیں گے۔ حضور کے روضہ میں اب بھی محفوظ ہے، نزولِ عیسیٰ کا عقیدہ کتنا طے شدہ ہے۔ اس کے ثبوت کیلئے اس سے زائد اور کیا چاہیے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ میں صحابہ کا حگہ چھوٹنے پر متفق کا ہونا اس عقیدہ کے اجماعی

روایت "واما مکم منکم" کا یہی مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے حضور کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی حرف نہیں آتا بلکہ اگر اللہ تعالیٰ ان تمام نبیوں کو پھر دنیا میں بھیج دے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل اپنی نبوت کا زمین پر اعلان فرما چکے ہیں تب بھی آپ کی ختم نبوت پر کچھ حرف نہیں اور اس کا صرف امکان ہی نہیں بلکہ معراج کی رات ایسا ہو چکا ہے اس مسئلہ کی تشریح پہلے ہو چکی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کے اعلان نبوت کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور کسی شخص کو نبوت کے عہدہ پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

بہر حال نزول عیسیٰ پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کا ۱۴ سو سال سے اتفاق ہے، اور یہی حق ہے۔ اگرچہ یہ مختصر کتاب طویل علمی ابجاث کی متحمل نہیں لیکن ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ وہ شبہ یہ ہے کہ اگر وہاں لیا جائے کہ عیسیٰ ابن مریم حضور ہی کے دین کی تبلیغ فرمائیں گے تو اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گھٹ جائیگی کیونکہ اس کا مطلب ہوگا کہ آپ تبلیغ اسلام کا کام خود نہ کر سکے، اور ایک اسرائیلی نبی کی مدد آپ کو لینا پڑی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا جانتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے تمام افراد اسلام کے مبلغ ہیں۔ بالفرض اگر معترضین کی بابت تسلیم کر لی

بقیہ حاشیہ ص ۵۹ ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ بخاری میں نزول عیسیٰ بن مریم کا ذکر یوں ہے۔
 ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیف انتحرا اذ انزل ابن مریحہ ذیکرہ
 واما مکم منکم بخاری ص ۲۹ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اتریں گے وہ آئی لیکہ
 تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔ بخاری میں نزول عیسیٰ ابن مریم کا ایک مستقل باب ہے۔ اسی میں ہے کہ ابوہریرہ
 نے نزول عیسیٰ بن مریم کی حدیث سنا کر کہا کہ تم چاہو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھ لو۔ اور ہر شخص اہل کتاب کا
 عیسیٰ کی موت سے قبل ان پر ایمان لائے گا۔ ابوہریرہ کے اس استدلال سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان
 مذکورہ آیت کا مقصد ہی سمجھتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ قیامت کے قریب نازل
 ہوں گے تب کوئی بھی کتابی ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ کے جیتے جی ان پر ایمان لائے۔ اس طرح اللہ اپنے نبی کی فتح ظاہر کریگا
 بڑھیکہ زمانہ میں لوگ عیسیٰ پر ایمان نہ لائے لیکن اب بالآخر ہمیں ایمان لانا ہی پڑا۔

بہر حال نزول عیسیٰ پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کا ۱۴ سو سال سے اتفاق ہے، اور یہی حق ہے۔ اگرچہ یہ مختصر کتاب طویل علمی ابجاث کی متحمل نہیں لیکن ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ وہ شبہ یہ ہے کہ اگر وہاں لیا جائے کہ عیسیٰ ابن مریم حضور ہی کے دین کی تبلیغ فرمائیں گے تو اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گھٹ جائیگی کیونکہ اس کا مطلب ہوگا کہ آپ تبلیغ اسلام کا کام خود نہ کر سکے، اور ایک اسرائیلی نبی کی مدد آپ کو لینا پڑی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا جانتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے تمام افراد اسلام کے مبلغ ہیں۔ بالفرض اگر معترضین کی بابت تسلیم کر لی

جائے تو معاذ اللہ یہ کہنا پڑے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ اسلام کا بوجھ خود برداشت کر کے اور اپنی ذمہ داری امت کے کا ذہول پر ڈال کر چلے گئے، اگر یہ کہا جائے کہ امت تو اپنے نبی کی خادم ہے اس کا تبلیغ کرنا کچھ معیوب نہیں تو اس کا جواب بخاری کی حدیث سے معلوم ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور کے ایک امتی کی اقتدا کریں گے اور اسلام کی تبلیغ اسی طرح کریں گے جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے امتی کرتے ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام | مہدی کے معنی ہیں ہدایت یافتہ۔ اس معنی اور مفہوم کے مہدی تو بہت گزے اور آتے رہیں گے مگر احادیث شریف میں جس مہدی کا ذکر ہے بلاشبہ وہ شخص معین ہے۔ یہ مہدی امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے۔ چالیس سال کی عمر میں ظاہر ہوں گے۔ ان کا نام محمد والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔

حلیہ مبارک | قدمائل بہ دازی، طاقورحیم، رنگ سپید مائل لبرخی، چہرہ کشادہ ہنس مٹھ، ناک تیلی اور بلند، زبان میں لکنت ہوگی۔ کلام کرتے وقت لکنت کی وجہ سے تنگ ہوں گے تو زانو پر ہاتھ ماریں گے۔ اتنا کہ پڑھائے بغیر علم ہوگا۔ اپنے ظہور کے بعد سات آٹھ سال تک زندہ رہیں گے۔

بیعت | مہدی چالیس سال کی عمر میں اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھ پر بارِ خلافت نہ ڈال دیں، مدینہ سے مکہ آجائیں گے لیکن یہاں بھی مسلمان آپ کو پہچان لیں گے اور زبردستی آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو جائیں گے۔ اتنے میں غیبی ندا آئیگی ہذا خلیفتہ اللہ المہدی فاسمعوا واطیعوا۔ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ اس کی بات سنو اور اس کی فرمائندہ داری کرو۔

دیگر علامات | اس سال رمضان میں چاند سورج گرہن ہوں گے۔ روزانہ دو دروازے

۱۰ ترند بن ابن ماجہ۔

۱۱

مسلمان آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ عرب کی کثیر فوج آپ کے ساتھ ہو جائے گی۔ امام مسلم نے یہ روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کی کہ جب امام مہدی عیسا یوں کے مقابلہ پر آئیں گے تو مسلمان قسم کھائیں گے کہ یا مر جائیں گے یا مارے رہیں گے۔ تین دن جنگ رہے گی چوتھے روز عیسائی پیا ہو کر بھاگ جائیں گے۔ امام مہدی مال غنیمت تقسیم کریں گے لیکن مسلمان اس مال غنیمت سے خوش نہ ہوں گے کیوں کہ اس موقع پر ان کے بہت سے رشتہ دار جام شہادت نوش کر چکے ہوں گے۔ حتیٰ کہ اگر کسی قبیلہ میں سو آدمی ہوں گے تو ایک آدمی بچے گا، پھر آپ اپنا لشکر ترتیب دے کر قسطنطنیہ کا محاصرہ کریں گے تو اولاد اسحاق میں سے ستر ہزار مسلمان آگے بڑھیں گے۔ قسطنطنیہ کے ایک طرف دریا اور دوسری طرف خنکی ہوگی۔ جب اولاد اسحاق نعرہ کا لالہ اے اللہ واللہ اکبر بلند کریں گے تو دریا کبجا نہب سے دیوار گر پڑے گی اور دوسرے نعرہ سے سامنے کی دیوار گر کر راستہ صاف ہو جائے گا۔ مسلمان اندر گھس کر کافروں کا قتل عام کریں گے اور جب مسلمان مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو آواز آئے گی "دجال تمہارے گھروں میں آیا ہے۔ تحقیق پر معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط ہے اور یہ شیطان کی آواز تھی۔ قسطنطنیہ کی فتح کے بعد امام مہدی اپنے لشکر کے ہمراہ شام آئیں گے تو دجال کا ظہور ہوگا۔

مہدی کے بارے میں عقیدہ

مسلمانوں کے عقائد کی اکثر کتب میں مہدی کا ذکر عقائد کے باب میں نہیں ہے۔ نمبر اس میں

ہے۔ "الجملة فالتصديق بخروجها واجب بهر حال آپ کے خروج کی تصدیق واجب ہے رہیں تفصیلات تو اخبار احادیث میں جو مختلف احادیث سے جمع کی گئی ہیں۔ جن کا انکار گمراہی ہے۔

یا جوج ماجوج | ہزونے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امتحاناً چند سوالات کئے تھے۔ ان میں سے ایک ذوالقرنین سے متعلق تھا۔ آپ نے

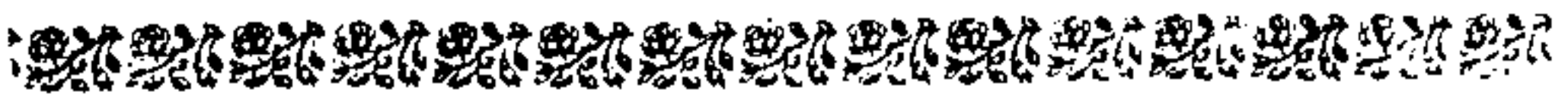
روح الہی کے بعد ان تمام سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جوابات دے دیئے۔ اسی ضمن میں یاہوج ماجوج کا ذکر ہوا۔ قرآن میں ہے۔

”وہ لوہے کے ذوالقرنین! یاہوج وماہوج زمین میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں، تو ہم کیا تجھے کچھ محصول دے دیں؟ بشرطیکہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند تعمیر کر دے انہوں نے فرمایا، جو کچھ مجھے میرے رب نے دے رکھا ہے وہ بہتر ہے۔ ہاں قوت کے ذریعے تم میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک موٹی دیوار بنا دوں گا۔ لوہے کے ٹکڑے لاؤ۔ حتیٰ کہ جب دیوار کو پہاڑ کے دونوں راستوں تک برابر کر دیا تو فرمایا۔ تم دھونکو۔ لوہے کو تپاؤ، جب وہ آگ ہو گیا تو کہا لاؤ اب اس پر میں پگھلا ہوا تانبا ڈال دیتا ہوں، چنانچہ پھر نہ تو وہ اس پر اس کی بلندی کے باعث چڑھ سکے اور نہ ہی اس میں نقب لگا سکے، پھر انہوں نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے، تو جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا (یعنی قیامت) تو وہ آسمان ریزہ کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ (قیامت) سچا ہے، اور اس دن ان کو اس حال میں چھوڑ دیں گے کہ کثرت کی وجہ سے، وہ ایک دوسرے میں موجھیں مارتے ہوں گے اور صور پھونکا جائے گا تو سب جمع کر لئے جائیں گے۔“

سورہ انبیاء میں قرب قیامت کے وقت نوح یاہوج وماہوج کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

”یہاں تک کہ جب یاہوج وماہوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر ڈھلوان سے پھلتے چلے آئینگے اور سچا وعدہ (قیامت) قریب ہو گیا پھر اس دم اوپر لگی رہ جائیں گی۔ منکروں کی آنکھیں“

یاہوج وماہوج کے بارے میں ظاہر ہے کہ اتنے بیان پر یقین رکھنا فرض ہے



شفاعت کا بیان

یہ رست، کہ یہ مصائب ایک دن میں ہی واقع ہوں گے مگر ایک دن پچاس برس کا ہوگا، ابھی یہ دن آدھا گزرنے پائے گا کہ اہل محشر کہیں گے کہ کون سفارش تلاش کر و جوان مصائب سے نجات دلائے۔ مشورے سے یہ بات طے پائے گی کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس چلو، ان کی خدمت میں عرض کریں گے اے آدم (علیہ السلام) آپ ہم سب کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا، جنت میں ٹھہرایا اور مرتبہ نبوت پر سرفراز کیا، مسجود ملائک کیا، اور تمام اشیاء کے نام آپ کو سکھائے، آپ صغی اللہ د خدا کے برگزیدہ ہیں) ہماری سفارش کیجئے تاکہ اس ہولناک منظر سے نجات ہو، وہ فرمائیں گے، یہ میرے بس کی بات نہیں مجھے خود اپنی پڑی ہے، آج خدا نے ایسا غضب فرمایا کہ نہ کبھی فرمایا نہ فرمائے کسی اور کے پاس جاؤ، وہ انہی سے دریافت کریں گے کہ حاضر ہم کس کے پاس جائیں؟ آپ فرمائیں گے نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، وہ پہلے رسول ہیں جو ہدایت کے لئے دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ (یعنی صاحب شریعت رسول) اہل محشر آپ کے حضور پہنچیں گے۔ آپ کے فضائل و مناقب عرض کر کے کہیں گے کہ اللہ کے حضور ہماری سفارش کر دیجئے تاکہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ وہ بھی وہی جواب دیں گے جو جناب آدم علیہ السلام نے دیا تھا۔ لوگ ان سے دریافت کریں گے کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجیں گے؟ وہ مشورہ دیں گے ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ اللہ نے انہیں اپنا خلیل بنایا ہے۔ لوگوں کو یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ نفسی نفسی، مجھے اپنی نکر ہے۔ پھر لوگ ان سے دریافت



کریں گے کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجیں گے؟ وہ کہیں گے آپ لوگ ان کے پاس جائیں۔ جن کے ہاتھ پر فتح مبین رکھی گئی ہے، آج ان پر کوئی خوف نہیں، وہ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں، یعنی حضرت خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو، اب لوگ ہر طرف سے ناکام ہو کر شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اللہ کے نبی ہیں، اللہ نے آپ کے نام پر فتح مبین رکھی ہے۔ اور دوسرے بہت سے فضائل بیان کر کے کہیں گے حضور ہماری شفاعت فرمائیں گے! حضور فرمائیں گے، اَنَا لَهَا، اَنَا لَهَا، یعنی ہاں یہ میرا ہی کام ہے، میرا ہی کام ہے۔ اَنَا صَاحِبُكُمْ! میں ہی تمہارا ساتھی ہوں، جسے تم ڈھونڈنے یہاں آئے ہو۔ آپ حضور بارگاہ رب العزت جل مجدہ میں سجدہ ریز ہو جائیں گے اور تادیر سجدہ سے سر نہ اٹھائیں گے۔ اب رب العزت ارشاد فرمائیں گے۔ يَا صَاحِبِ اَرْفَعِ رَأْسَكَ وَقُلْ تَسْمَعُ وَاسْئَلْ تُعْطَىٰ وَاسْتَفْعُ تَسْتَفْعُ۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اپنا سر اٹھائیے! اور کہیے تو آپ کی سنی جائے گی اور مانگیے تو آپ کو دیا جائے گا۔ اور سفارش کیجئے تو آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ اب شفاعت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور گناہگار سے گناہگار شخص بالآخر آپ کی شفاعت سے جہنم سے نکالا جائے گا خواہ عرصہ دراز کے بعد ہی کیوں نہ نکالا جائے۔

شفاعت کا مقصد یہ نہیں کہ کوئی نبی یا ولی
حقیقت شفاعت
 وغیرہ اللہ پر زور بردستی کر کے اپنی بات

منولے گا یا یہ کہ اللہ کو اس سے کوئی لالچ ہو گا جسکی بنا پر اس کی بات مان لی جائے گی، بلکہ شفاعت درحقیقت بندے کی طرف سے اپنے آقا کے حضور قصد

عجز و انکار دعا ہے، اور یہ دعا بھی اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے گا۔ وہ چاہے تو رد کر دے اور چاہے تو قبول فرمائے، مگر اس آقائے کریم نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے بندگان خاص کی دعاؤں کو ان کے اور درمیر کے حق میں قبول فرمائے گا، اور کریم جب وعدہ فرماتا ہے تو پورا کرتا ہے،

یہاں یہ خیال ہرگز نہ کیا جائے کہ مسئلہ شفاعت

شفاعت اور کفارہ میں فرق

تو عقیدہ کفارہ کی طرح ہے، کیونکہ کفارہ اور شفاعت میں بہت فرق ہے عیسائیوں کے نزدیک کفارہ کا مفہوم تو یہ ہے کہ جو لوگ عیسیٰؑ پر ایمان لائے تھے یا قیامت تک لائیں گے خواہ وہ کتنے ہی گناہ کیوں نہ کر چکے ہوں اور کتنے ہی آئندہ کریں۔ ان سب گناہوں کی سزا اللہ نے اپنے اکلوتے بیٹے عیسیٰؑ (معاذ اللہ) کو سولی پر چڑھا کر دی، کفارہ کا عقیدہ مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہے۔

۱۔ گناہ معاف نہیں ہوگا سزا ملے گی۔

۲۔ سزا گناہ گار کو نہیں بلکہ اس کے بدلے بے گناہ کو مل چکی۔

۳۔ گناہ کی سزا گناہ کرنے سے پہلے ہی مل چکی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں عقل سلیم سے کچھ علاقہ نہیں رکھتیں اور شفاعت کو قانونِ مکافاتِ عمل کے اس اسلامی پس منظر میں سمجھنا چاہیے۔

۱۔ قانونِ مکافاتِ عمل برحق ہے، مگر قادر مطلق خدا سزا دینے پر مجبور نہیں ہے۔

۲۔ سزا مجرم ہی کو دی جائے گی۔ اس کے بدلے دوسرے کو نہیں دی جائے گی۔

۳۔ سزا دینے میں کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

۴۔ اللہ اگر چاہے تو سزا معاف کر سکتا ہے اور یہ معاف کرنا بلا شفاعت کے

ہو سکتا ہے۔

سے ہی شفاعت کا آغاز ہوگا۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی، اور یہی شفاعت کبریٰ ہے۔ بعد میں دیگر انبیاء کرام و اولیاء عظام، حفاظ، حجاج، حتیٰ کہ نابالغ بچے اور ناتمام بچے بھی شفاعت کریں گے۔

حِسَابُ

تمام انسانوں اور جنوں سے حساب لیا جائے گا، اس کا ثبوت قرآن کی صریح آیات اور صحیح احادیث سے ہے۔

وَإِنْ تَبَدُّرًا مَّا فِي نَفْسِكُمْ أَوْ تَخَفُوهَ يُحَاسِبُكُمْ
بِهِ اللَّهُ

اور اگر تم اپنے دل کی باتوں کو ظاہر کر دو یا چھپائے رکھو تو اللہ اس کا بھی حساب لے لے گا۔

قرآن کریم میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بعض لوگوں کا حساب آسان اور بعض کا سخت ہوگا، کیونکہ ان کے اعمال ہی ایسے ہوں گے۔

فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِّنْ نَّوْفٍ
يَّحْسَبُ حِسَابًا سَعِيرًا ۖ وَيُنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۗ
وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۖ فَسَوْفَ يَدْعُوا
تُبَّورًا ۗ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۗ

تو وہ کہ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل کی طرف خوش و خرم لوٹے گا۔ اور جس کا اعمال نامہ پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا تو وہ سوت کو پکارے گا اور جہنم میں پہنچے گا۔

۱۔ البقرہ۔ آیت ۲۸۳۔ ۲۔ البروج۔ آیت از ۶ تا ۹

اللّٰهُ تَعَالٰی كِی صِفَات مِی سَرِیْعِ الْحِسَابِ كَا ذِكْرُ قُرْآنِ مِی مَوْجُودِ هِی۔

اللّٰهُ تَعَالٰی كِی صِفَات مِی سَرِیْعِ الْحِسَابِ كَا ذِكْرُ قُرْآنِ مِی مَوْجُودِ هِی۔
 اَحَادِیْثِ صَحِیْحِہ مِی حِسَابِ كِی تَفْصِیْلَاتِ هِی۔ رَسُوْلِ اَكْرَمِ صَلِی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نِی
 بَعْضِ اِیْسِی وَاَقْعَاتِ كَا ذِكْرُ كِیَا ہِی جُو تِیَا مَتِ كِی رَنِ حِسَابِ وِ كِتَابِ كِی وَقْتِ دَرِیْشِ
 آئِی كِی تَا كِی نَصِیْحَتِ حَاصِلِ كَرِی۔ اِبْنِ عَمْرِو رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سِی مَرْدِی ہِی كِی
 حَضُورِ اَكْرَمِ صَلِی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِی فَرَمَا یَا كِی اللّٰهُ تَعَالٰی مَرَمِنِ سِی دَرِیَا فِت كِرِی كَا
 كِیَا تُو نِی فَلَآ فَلَآ فَلَآ كِنَاہِ كُنِی تَحِی ہِی بِنْدِہِ جِبِ اَقْرَارِ كِرِی كَا اَوْرِبَا كِلِ یَا سَمِجِنِی لَكِی
 كَا كِی ہِی تُو ہَلَاكِ ہُوَا تُوَا اللّٰهُ فَرَمَا یَا كِی نِی دُنْیَا مِی ہِی تَحِی ہِی پَرِہِ پَرِہِ دَا لِی رَكَا
 اَوْرِ آجِ ہِی مِی تِی رِی اِن كِنَا ہُوں كُو بَخِشَا ہُوں لِہِ
 اِس دِن كُو نِی دَرُوعِ كُو نِی سِی كَامِ نِہ لِی سَكِی كَا۔ زَبَانِ كِنَكِ اَوْرِ اَعْضَاؤِ
 كُو یَا ہُوں كِی۔ قُرْآنِ كَرِیْمِ مِی ہِی۔

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوٰہِہِمُ وَتُكَلِّمُنَا اَیْدِہِمُ
 وَتَشْہَدُ اَرْجُلُہُمُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۔ (قرآن)

ہم آج ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے ہم
 کلام ہوں گے اور ان کی ٹانگیں ان کے کئے کی گواہی دینگی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر
 عرض پر داز ہوا کہ میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے، خیانت کرتے اور میری
 نافرمانی کرتے ہیں اور میں ان کو گالیاں دیتا ہوں اور مارتا پیٹتا ہوں اب فرمائیے کہ
 اللہ کے یہاں میرا اور ان کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا تیا مت کے دن جو خیانت
 جھوٹ اور نافرمانی انھوں نے کی ہے اسکا اور تیری سزا کا حساب ہوگا۔ اب اگر تیری

لِہِ مَتَّفِقِ عَلَیْہِ۔۔۔ لِمَہِ یَلِیْنِ۔ اَیْتِ = ۶۲

اللّٰهُ تَعَالٰی كِی صِفَات مِی سَرِیْعِ الْحِسَابِ كَا ذِكْرُ قُرْآنِ مِی مَوْجُودِ هِی۔

مزا ان کے جرائم کی مقدار ہوگی تو معاملہ برابر رہے گا۔ اور اگر تیری مزا ان کے جرائم سے کم ہوگی تو یہ تیرے حق میں بہتر ہوگا اور اگر تیری مزا ان کے قصور سے زائد ہوگی تو تجھ سے بدلہ لیا جائے گا لہ

آسان حساب عزت ان لوگوں کا ہوگا جن کے نامہ اعمال صرف دیکھے جائیں گے ان پر کوئی اعتراض۔۔۔۔۔ نہ ہوگا۔ اور جس پر اعتراض ہوگا وہ ہلاکت کے گڑھوں میں گر جائے گا لہ

نیک لوگوں کے کچھ گروہ بلا
حساب جنت میں جائیں گے

بے حساب جنت میں جانے والے

ان کا ذکر اجمالی طور پر اس حدیث میں ہے۔

ابو امامہ سے مروی ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور میرا رب اپنے تین چلو بھر کر جنت میں مزید بلا حساب داخل فرمائے گا لہ

اس حدیث میں ستر ہزار کا لفظ تعین کے لئے نہیں بلکہ محض کثرت کو ظاہر کرتا ہے۔ پھر اللہ کا چلو کتنا وسیع ہوگا۔ وہ بھی ایک نہیں بلکہ تین چلو، حق تو یہ ہے کہ اگر اللہ خور ہی اپنے چلو کو محدود نہ کرے تو اسکی کائنات کا کوئی فرد اس کے چلو سے باہر نہیں رہ سکتا۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ اللہ کے مقدس چلو میں صرف وہی لوگ لئے جائیں گے جو اس میں آنے کا حق رکھتے ہیں اور جنہیں اللہ چاہے گا۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اس حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ چلو کب بھرا جائے گا؟ کیا جہنم میں ڈالتے ہی کچھ عرصہ جہنم میں مزا چکھنے کے بعد؟ حق تو یہ ہے کہ جہنم میں داخل ہونا ہی

لہ ترمذی لہ مسند احمد لہ احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔

بے حساب جنت میں جانے والے

بہت بڑی سزا ہے، بہر حال "رجاء" میں یہ حدیث بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔
 شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی فتوحات میں اسپر عجیب و غریب کلام کیا ہے کہ
 اسما بنت یزید سے مروی ہے، کہ وہ لوگ جو راتوں کو اٹھا اٹھ کر اللہ کے حضور
 سر بسجود ہوتے ہیں وہ جنت میں بلا حساب داخل کئے جائیں گے بعد میں دوسرے
 لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔

قیامت کے دن کی مقدار | ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
 کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن
 کی لمبائی کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہے؟ تو
 آپ نے فرمایا بخدا مومن کے حق میں یہ اتنا کم ہو گا کہ دنیا میں فرض نماز کی ادائیگی
 کے وقفہ سے بھی کم ہے۔

اسی مفہوم کی طرٹ قرآن کریم میں بھی اشارہ ہے۔

فَاِذَا نَفَخْنَا فِي النَّارِ قُوْرًا فَاِذْ اِلْدَٰ يَوْمِئِذٍ يَوْمٌ عَسِيْرٌ
 عَلٰى الْكَافِرِيْنَ غَيْرٌ يَسِيْرٌ۔

تو جس دن صور پھونکا جائے گا تو وہ دن سخت ہو گا۔ کافروں
 پر آسان نہ ہو گا۔

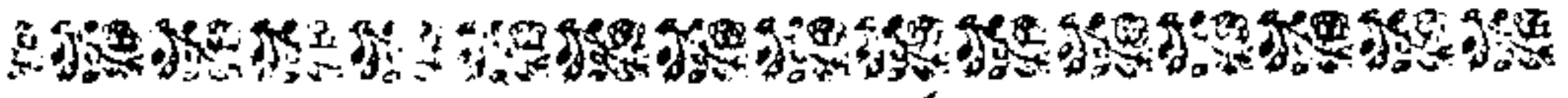
اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دن مومنین پر آسان ہو گا۔

حوض کوثر | قرآن کریم میں ہے اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ لِيَقْنٰ اِهْم نِ
 راسے محمد، آپ کو کوثر عطا کیا۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "حوض کوثر" کا مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بنایا ہے۔

۱۔ ایواقیت و الجواہر ۲۔ بیہقی ۳۔ بیہقی ۴۔ المدثر۔ آیت۔ ۷۔

۵۔ بیہقی ۶۔ بیہقی ۷۔ بیہقی ۸۔ بیہقی ۹۔ بیہقی ۱۰۔ بیہقی ۱۱۔ بیہقی ۱۲۔ بیہقی ۱۳۔ بیہقی ۱۴۔ بیہقی ۱۵۔ بیہقی ۱۶۔ بیہقی ۱۷۔ بیہقی ۱۸۔ بیہقی ۱۹۔ بیہقی ۲۰۔ بیہقی ۲۱۔ بیہقی ۲۲۔ بیہقی ۲۳۔ بیہقی ۲۴۔ بیہقی ۲۵۔ بیہقی ۲۶۔ بیہقی ۲۷۔ بیہقی ۲۸۔ بیہقی ۲۹۔ بیہقی ۳۰۔ بیہقی ۳۱۔ بیہقی ۳۲۔ بیہقی ۳۳۔ بیہقی ۳۴۔ بیہقی ۳۵۔ بیہقی ۳۶۔ بیہقی ۳۷۔ بیہقی ۳۸۔ بیہقی ۳۹۔ بیہقی ۴۰۔ بیہقی ۴۱۔ بیہقی ۴۲۔ بیہقی ۴۳۔ بیہقی ۴۴۔ بیہقی ۴۵۔ بیہقی ۴۶۔ بیہقی ۴۷۔ بیہقی ۴۸۔ بیہقی ۴۹۔ بیہقی ۵۰۔ بیہقی ۵۱۔ بیہقی ۵۲۔ بیہقی ۵۳۔ بیہقی ۵۴۔ بیہقی ۵۵۔ بیہقی ۵۶۔ بیہقی ۵۷۔ بیہقی ۵۸۔ بیہقی ۵۹۔ بیہقی ۶۰۔ بیہقی ۶۱۔ بیہقی ۶۲۔ بیہقی ۶۳۔ بیہقی ۶۴۔ بیہقی ۶۵۔ بیہقی ۶۶۔ بیہقی ۶۷۔ بیہقی ۶۸۔ بیہقی ۶۹۔ بیہقی ۷۰۔ بیہقی ۷۱۔ بیہقی ۷۲۔ بیہقی ۷۳۔ بیہقی ۷۴۔ بیہقی ۷۵۔ بیہقی ۷۶۔ بیہقی ۷۷۔ بیہقی ۷۸۔ بیہقی ۷۹۔ بیہقی ۸۰۔ بیہقی ۸۱۔ بیہقی ۸۲۔ بیہقی ۸۳۔ بیہقی ۸۴۔ بیہقی ۸۵۔ بیہقی ۸۶۔ بیہقی ۸۷۔ بیہقی ۸۸۔ بیہقی ۸۹۔ بیہقی ۹۰۔ بیہقی ۹۱۔ بیہقی ۹۲۔ بیہقی ۹۳۔ بیہقی ۹۴۔ بیہقی ۹۵۔ بیہقی ۹۶۔ بیہقی ۹۷۔ بیہقی ۹۸۔ بیہقی ۹۹۔ بیہقی ۱۰۰۔



جنت کی صفات

اس عنوان کے تحت جنت کی ان صفات کا ذکر کیا جائے گا جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں۔ بیشک جنت کی بہت سی صفات انسانی عقل کے لئے حیرت و استعجاب کا باعث ہیں۔ مگر مومن کی عقل ان تمام چیزوں کو خدا کی عظیم قدرت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے قبول کرنے میں کچھ پس و پیش نہیں کرتی ہے، قرآن و حدیث کے پہلے مخاطب چونکہ اہل عرب تھے اس لئے جنت کی نعمتوں میں ان نعمتوں کا خصوصی ذکر ہے جو اہل عرب کو بالعموم پسند تھیں لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ وہاں صرف یہی نعمتیں ہوں گی، بلکہ دوسری نعمتوں کی طرف بھی اشارات ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

۱۔ اور آپ ان لوگوں کو خوش خبری دیجئے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے کہ ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جب بھی انہیں اس جنت سے کوئی پھل دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو پہلے ہی دیا جا چکا ہے، اور ان کے لئے ان جنتوں میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

۲۔ اور تم دوڑو اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کر لی گئی ہے۔

اس آیت میں جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر بتائی گئی ہے پھر لمبائی کا تصور کیجئے، بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ تشبیہ کے طور پر ہے

۱۰ ع ۵

۱۰ ع ۳



کیونکہ وہن انسانی میں وسعت کا سب سے بڑا معیار یہی تھا، اس لئے سمجھانے کی غرض سے یہ بات کہی گئی ہے، لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ پھر جنت کی ہر چیز میں تشبیہ و تمثیل کی تاویل کر کے جنت کو خیالی جنت بنا دیا جائے گا آخر اللہ کی قدرت سے یہ کیا بعید ہے کہ وہ اتنی وسعت والی جنت کا خالق ہو، اتنے بڑے عرض والی جنتیں ایک ایک متقی کو دو دو بجائیں گی یہاں یہ سوچنا کہ ایسی لقا و دقا جنت میں اکیلا جنتی رہ کر کیا کرے گا؟ لغو ہے، کیونکہ جنت میں اکیلا جنتی نہیں رہے گا بلکہ وہ تو بادشاہ کی طرح ہوگا۔ اس کی جنت حور و غلمان سے آباد ہوگی، پھر مکان کی وسعت اور اسکی تنگی مکان میں رہنے والے کی ہمت کے اعتبار سے ہوتی ہے، جھونپڑی میں رہنے والا ایروں کی کوٹھیوں کو دیکھ کر جو کئی کئی مربعوں پر مشتمل ہوتی ہیں حیران رہ جاتا ہے۔ اگر اس کو کوٹھی کا ایک چھوٹا سا حصہ بھی دے دیا جائے تو وہ سوچے گا کہ میں اس لقا و دقا جگہ کا کیا کروں گا؟ دنیا، جنت کے مقابلہ میں ایک جھونپڑی سے زائد کیا حقیقت رکھتی ہے؟ جنت کی آبادی کا ذکر اس آیت میں ہے۔

” رہنے کی جنتیں، وہ ان میں داخل ہوں گے اور جو نیک تھے ان کے آباؤ اجداد سے اور بیویوں اور اولاد سے اور ہر دروازے سے فرشتے ان پر داخل ہو کر کہیں گے، تم پر سلامتی ہو (سلام علیکم) تمہارے صبر کے بدلے تو عاقبت کا گھر بہتر ہے۔ کیا وہ جنت ویران ہو سکتی ہے جس میں انسان کا تمام گلا پھلا کنبہ آمد و رفت رکھے اور جس میں فرشتوں کی ٹولیاں ہمہ وقت آکر دعا و سلام جاری رکھیں؟

یہ (خدا کے مخلص بندے) وہ لوگ ہیں جن کے لئے روزی مقرر ہے
 میوہ جات، اور وہ نعمت کی جنتوں میں باعزت ہیں۔ ایک دوسرے
 کے مقابل تختوں پر ہوں گے ان پر صاف شراب کے جام کا دور ہوگا
 سپید رنگ، مزہ دینے والی پینے والوں کے لئے، نہ اس میں نشہ ہوگا
 اور نہ اسکو بچا کر پھینکیں گے، اور ان کے پاس بڑی آنکھوں والی
 بگا ہیں نیچی رکھنے والی جوڑیں ہوں گی گویا وہ انڈے ہیں سیبے ہوئے
 پھر بعض، بعض کی طرف متوجہ ہوئے، ان میں سے ایک کہنے والے
 نے کہا۔ بیشک میرا ایک ساتھی تھا، کہتا تھا کیا تو اس بات کی تصدیق
 کرنے والوں میں تھا کہ جب ہم مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں
 جزا ملے گی؟ کہنے لگا کیا تم جھانک کر دیکھو گے۔ پھر جھانک کر جو
 دیکھا تو اس کو دوزخ کے درمیان دیکھا۔ بولا خدا کی قسم تو تو مجھے ہلاک
 کرنے لگا تھا۔ اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی گرفتار ہونے
 والوں میں ہوتا۔

ان آیات میں ایک مومن کا حال بیان کیا گیا ہے جو اپنے ایک کانسرٹ ناسا
 کو یاد کرے گا، پھر اسے جہنم کے عذاب میں مبتلا دیکھ کر خدا کا شکر بجالائے گا
 کہ اسکی راہ بد پر نہ چلا۔ جنت میں شراب بھی ہوگی مگر نشے سے خالی، اور پاکیزہ۔
 جنت میں ابدی زندگی ہوگی۔ فرمان الہی ہے۔

یقیناً پرہیزگار امن کے گھر میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں،
 باریک اور موٹا رشیم زیب تن کئے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے
 سامنے جلوہ گر ہوں گے، یہی ہوگا، اور ہم نے بڑی آنکھوں والی

حوریں ان کے نکاح میں دیں، وہ اس میں رحمت میں اپنے خوف

ہو کہ ہر قسم کے میوہ جات طلب کریں گے۔ وہ اس میں (جنت میں) نہ چکھیں گے مگر وہی موت جو آچکی۔

جنت کی چار نہریں اس آیت میں بیان کی گئی ہیں۔

’ حال اس جنت کا جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے،

اس میں ناقابل تغیر پانی کی نہریں ہیں۔ اور دودھ کی نہریں ہیں جن

کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوا، اور شراب کی نہریں ہیں جس میں پینے والوں کے

لئے لذت ہے، اور صاف شہد کی نہریں ہیں۔‘

ایک اور مقام پر جنت اور اہل جنت کا تذکرہ اس دلچسپ پیرائے میں بیان کیا گیا۔

یقیناً پرہیزگار نعمت کی جنتوں میں ہیں، وہ میوے کھاتے ہیں جو

ان کے رب نے ان کو دیئے، اور ان کو ان کے رب نے دوزخ کے

عذاب سے بچایا۔ کھاؤ اور پیو بخوشی، بدلہ ان کاموں کا جو تم کرتے

تھے قطار در قطار بچھے ہوئے تختوں پر، اور ہم نے انکی زوجیت

میں بڑی آنکھوں والی حوریں دیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور

انکی ذریت نے ایمان کے ساتھ انکی اتباع کی تو ہم نے ان کے ساتھ

انکی ذریت کو ملا دیا اور ہم نے ان کے عمل میں سے کچھ نہیں گھٹایا۔

ہر شخص اپنے کئے ہوئے میں گروی ہے، اور ہم نے انکو مسلسل میوے

اور گوشت دیا جو انھوں نے چاہا۔ وہ اس میں (جنت میں) ایسے

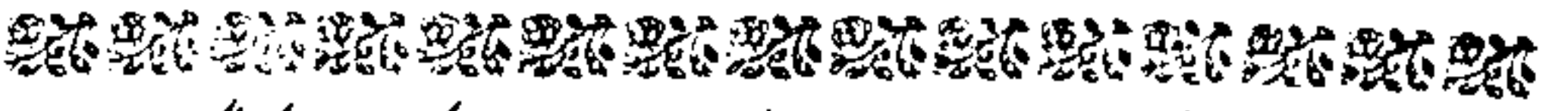
جام شراب پیتے ہیں جس میں نہ تو بہودہ گولی ہے اور نہ گناہگار کرنا

ہے، اور ان پر گھومتے ہیں ایسے لڑکے گویا وہ (صرف میں پوشیدہ

موتی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے

سے (احوال) دریافت کرنے لگے۔ وہ بولے اس سے قبل ہم اپنے

سے (احوال) دریافت کرنے لگے۔ وہ بولے اس سے قبل ہم اپنے



اہلِ جَنَّةِ میں ڈرتے رہتے تھے تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو گرم ہوا کے عذاب سے بچایا۔ ہم پہلے ہی اسکی عبادت کرتے تھے۔ بیشک وہی اچھا برتاؤ کرنے والا مہربان ہے۔

قرآن کریم میں جس کثرت اور جس انداز سے جنت اور اسکی نعمتوں کا ذکر ہے اس سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ یہ سب کچھ استعارات کی زبان میں نہیں۔ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے، البتہ بعض مخصوص نعمتوں کا ذکر اور اس کا تکرار ان لوگوں کی رعایت سے ہے جو قرآن کے پہلے مخاطب تھے، ورنہ اصولی طور پر جنت ہر اس نعمت کا مرکز ہے جو کسی انسان کے تصور سے بھی بالاتر ہے، احادیث شریفہ میں جنت کی تفصیلی صفات بھی مذکور ہیں جنکا یہاں درج کرنا مقصود نہیں۔ البتہ ایک حدیث درج کی جاتی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے (یعنی حدیث قدسی)

أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ (متفق علیہ)

میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل پر گزرا۔

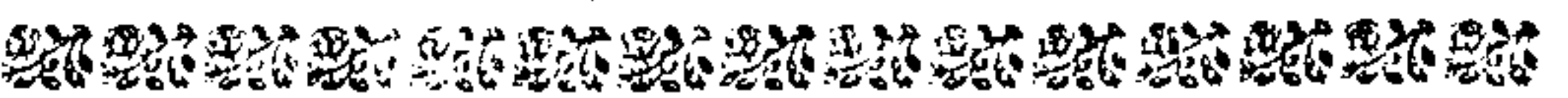
دیدار خداوندی

جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ کا دیدار ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَجُودًا يَوْمَ مَبْدِئِنَا ضِرَّةَ الْحَارِ بِهَا نَظَرُوا۔

کچھ چہرے اس دن ہشاش بشاش ہوں گے اپنے رب کو دیکھیں گے۔

حضرت صہیبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب



جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ کیا اس سے بھی زائد اب کچھ چاہیے تو وہ کہیں گے، اے اللہ! تو نے ہمیں سپید چہرے عطا کئے، جنت میں داخل کیا اور آگ سے بچایا، اب اور کیا مانگیں؟ پھر جب حجاب اٹھایا جائے گا تو لوگ خدا کا دیدار کریں گے، اور اس سے زائد عمدہ چیز کوئی نہ ہوگی۔

جب ہم اس زمین کے علاوہ دوسرے مقامات کے حالات سے بے خبر ہیں چاند کی زمین ہمارے لئے مہمہ نبی ہوئی ہے۔ مرتخ پر تحقیق جاری ہے تو جنت کے عجیب و غریب حالات کو ہم قصہ کہانی کہہ کر سطرچ رد کر سکتے ہیں؟ اسلام نے جنت دوزخ جیسی اعتقادی چیزوں کو ثانوی حیثیت نہیں دی ہے۔ ان چیزوں کی حیثیت اولین ہے۔

دوزخ کا بیان

جنت کی طرح دوزخ بھی پیدا کی جا چکی ہے۔ قرآن میں ہے اَعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔ جہنم کافروں کے لئے تیار کر لی گئی ہے۔ قرآن و حدیث میں دوزخ اور اس کی صفات واضح طور پر بیان کی گئی ہیں، انکو تمثیلات و استعارات کہنا قرآن کی صریح آیات کے انکار کے مترادف ہے۔

قرآن و حدیث میں دوزخ کو جہنم، یا النَّار کہا گیا ہے، مندر ذیل آیات جہنم اور اس کے عذاب کو بیان کرتی ہیں۔

۱۔ جہنم بہت برا ٹھکانا ہے،

۲۔ اور کافی ہے جہنم کی بھڑکتی آگ، یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات سے کفر کیا، ہم ان کو آگ میں ڈالیں گے، جب بھی جل جائیں گی انکی کھالیں تو ہم ان کو بد لے میں دوسری کھالیں دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔

۱۔ مسلم۔ نیز بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی دیدار خداوندی کی روایت ہے۔ بخاری ۱۱

اس آیت میں جہنم کے عذاب کو ناقابل ختم بتایا گیا ہے اور اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ آگ میں بھسم ہو جانیکے بعد کچھ بھی نہ رہے گا۔ بلکہ ہوگا یہ کہ نار جہنم کے اثر سے جب کھال جل جائے گی تو نئی کھال دی جائے گی تاکہ عذاب دیا جاتا رہے۔

۳۔ جس دن آگ دہکائی جائے گی اس پر (اس مال پر جسکی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے) پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے، اور ان کے پہلو اور انکی پیٹھیں۔
اس آیت میں جہنم کے عذاب کی ایک نوعیت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ سونا چاندی گرم کر کے اس سے جسم جلایا جائے گا تاکہ لوگوں کو مال کی بے جا محبت کا مزہ مل جائے۔

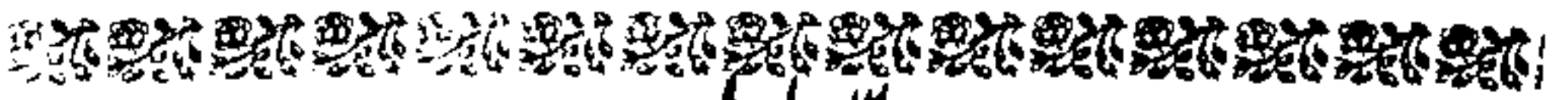
ان آیات کے علاوہ دوسری آیات بھی ہیں ————— احادیث میں کچھ زائد تفصیل ہے جو مختصراً درج کی جاتی ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زائد ہے ————— دنیا کی آگ سے مراد جو بے میں جلائی جانے والی آگ نہیں ہے بلکہ دنیا میں جہاں بھی جو بھی سب سے زائد درجہ حرارت ہے اس سے ستر گنا زائد۔ اور ستر گنا کا لفظ تجدید کے لئے نہیں بلکہ محض شدت کے اظہار کے لئے ہے۔

۲۔ ابن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس دن جہنم کو ستر ہزار لگامیں لگا کر لایا جائے گا۔ ہر لگام ستر ہزار فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ اسے گھسیٹ کر لائیں گے (مسلم)

۳۔ نعمان بن بشرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس

—————



حصہ طہارت

اسلام طہارت اور پاکیزگی پر بہت توجہ دیتا ہے، اسلامی تعلیمات نے طہارت و نفاست کا درس اس وقت دیا جب دنیا صفائی ستھرائی کے فوائد سے مطلقاً نا بلد تھی اور آج جدید طبی اصول بھی اسلام کے پیش کردہ نظام طہارت سے زائد کچھ پیش نہ کر سکے۔ پاکی سے مراد، جسم، لباس، مکان، ماحول سب کی پاکی ہے۔ پہلے ہم جسم کی پاکی سے بحث کرتے ہیں۔

وضو ۶

وضو میں کچھ فرائض ہیں، کچھ سنتیں ہیں اور کچھ آداب و مستحبات ہیں جن کا ذکر تفصیل سے کیا جاتا ہے۔

وضو کے فرائض پہلا فرض :- چہرہ کو دھونا، یعنی پیشانی سے (اس سے مراد پیشانی کا وہ حصہ ہے جہاں بالوں کی انتہاء ہوتی ہے) ٹھوڑی

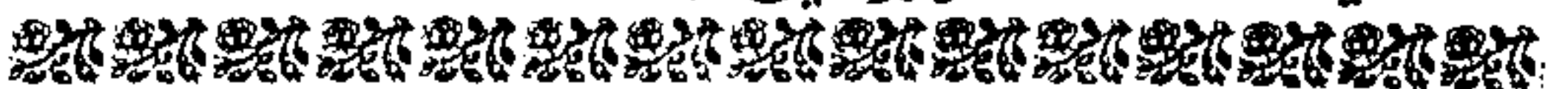
تک لمبائی میں اور چوڑائی میں ایک کان سے دوسرے کان تک، اس سے پوسے حصہ پر ایک مرتبہ پانی کا بہانا فرض ہے۔

۱۔ مونچھوں، بھوؤں یا داڑھی کے بال اگر اتنے گھنے ہوں کہ نیچے کی کھال نظر نہ آتی ہو تو کھال کا دھونا فرض نہیں، بلکہ ان بالوں کا دھونا فرض ہے، اور اگر بال گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے۔

۲۔ آنکھوں کا اندرونی حصہ نہ دھونا چاہیے یہ آنکھوں کے لئے مضر ہے۔

دوسرا فرض :- دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا، کہنیاں بھی دھونے میں شامل ہیں، انگوٹھیاں، پھلے، چوڑیاں وغیرہ اگر اتنے ڈھیلے ہوں کہ ان کے نیچے پانی خود بخود بہ جاتا ہو تو ان کو حرکت دینے کی ضرورت نہیں ورنہ ان کو حرکت

۱۔ المائدہ آیت - ۶ ، ۲۲ المائدہ آیت - ۶۰



پانی چاہیے تاکہ ان کے نیچے پانی پہنچ جائے۔

تیسرا فرض :- سر کا مسح کرنا ہے، اس میں فرض چوتھائی سر کا مسح ہے،

۱۔ مسح کرتے وقت ہاتھ تر ہونے چاہئیں، چاہے نئے پانی سے ہاتھ تر کئے گئے ہوں یا کسی عضو کے دھونے کے بعد ہاتھوں میں تری باقی رہ گئی ہو دونوں صورتوں میں مسح درست ہوگا۔

۲۔ اگر کسی عضو کا مسح کیا ہو تو اس کے بعد ہاتھوں میں جو تری ہے وہ سر کے مسح کے لئے ناکافی ہوگی۔

چوتھا فرض :- دونوں پیروں کو گٹھوں تک اس طرح دھونا کہ گٹھے بھی دہل جائیں۔

۱۔ پیروں کے دھونے میں خصوصی احتیاط کی ضرورت ہے، عام طور پر ایڑیاں خشک رہ جاتی ہیں، ان کو مل کر دھونا چاہیے، اس طرح انگلیوں کی گھائیوں میں بھی پانی پہنچانا چاہیے، تاکہ خشک نہ رہ جائیں، ان حصوں کا تر کر لینا کافی نہیں بلکہ ان پر بہہ جانا ضروری ہے۔

۲۔ جس چیز کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت و احتیاط میں حرج ہو، ناخنوں کے اندر یا اوپر کسی دھونے کی جگہ اس کے لگے رہ جانے سے اگرچہ جرم دار ہو اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ بہے اگرچہ سخت چیز ہو دھنو، ہو جائے گا جیسے پکانے گوندھنے والوں کے لئے آٹھا، رنگریز کے لئے رنگ کا جرم، عورتوں کے لئے مہندی کا جرم لکھنے والوں کے لئے روشنائی کا جرم، مزدور کے لئے گارا مٹی، عام لوگوں کے لئے کوٹے یا پلک میں سرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی پتھر کی بیٹ وغیرہ یہی حال نیل پالش کا ہے، کہ اس کے ساتھ وضو اور غسل بھی ہو جائے گا۔

وضو کی سنتوں کا بیان

۱۔ وضو سے پہلے یہ نیت کرنا کہ میں اللہ کا حکم بجالاتے ہوئے توبہ کی خاطر وضو کر

لے بہار شریعت، ۱۲، ۲۷ مصنف

پانی چاہیے تاکہ ان کے نیچے پانی پہنچ جائے۔

رہا ہوں، نیت زبان سے کرنا ضروری نہیں بلکہ دل میں کافی ہے، اگر بلا نیت وضو کیا تو اس وضو سے نماز تو ہو جائے گی مگر وضو کا ثواب نہ ہوگا،

۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا،

۳۔ پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹھوں تک دھونا،

۴۔ مسواک کرنا، اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت صاف کئے جائیں،

۵۔ تین مرتبہ نئے پانی سے کلی کرنا،

۶۔ تین مرتبہ نئے پانی سے ناک میں پانی پھڑھانا، مگر اس احتیاط سے کہ ناک کے نرم حصے تک رہے، زیادہ اوپر نہ چلا جائے، اگر ناک صاف کرنا ہو تو بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں،

۷۔ داڑھی کا خلال کرنا، انگلیوں کو داڑھی کے نیچے سے اوپر کی طرف نکالیں۔

۸۔ ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا خلال بھی کریں،

۹۔ دھوئے جانے والے ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا،

۱۰۔ پلو سے سر کا مسح کرنا،

۱۱۔ دونوں کانوں کا مسح کرنا،

۱۲۔ وضو کو ترتیب سے کرنا یعنی پہلے چہرہ، پھر ہاتھ، پھر سر کا مسح اور پھر پیروں کا دھونا،

۱۳۔ اعضاء وضو کا پے در پے دھونا یعنی اس طرح کہ ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے ہی دوسرا عضو دھولیں،

وضو کے مستحبات

۱۔ دائیں جانب سے ابتداء کرنا،

۲۔ وضو کرتے وقت کعبہ کی طرف رخ ہونا،

۳۔ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا،

۴۔ وضو کرتے وقت ہاتھوں کو گٹھوں تک دھونا،



۴۔ وضو کا پانی پاک بگہ کرانا،

۵۔ اطمینان سے وضو کرنا،

۶۔ وضو کے قطرات سے کپڑوں کا بچانا،

مذکورہ مستحبات کے علاوہ بھی کچھ مستحبات ہیں جو طوالت کے باعث ترک کئے جاتے ہیں،

مکروہات وضو کا بیان

۱۔ عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا،

۲۔ ناپاک جگہ بیٹھنا،

۳۔ ناپاک جگہ وضو کا پانی کرانا،

۴۔ مسجد کے اندر وضو کا پانی کرانا،

۵۔ اعضاء وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرات کا ٹپکانا،

۶۔ قبلہ کی طرف تھوکنایا ناک سنکنا،

۷۔ بلا ضرورت دنیاوی بات چیت کرنا،

۸۔ زیادہ پانی خرچ کرنا،

۹۔ اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ وضو مسنون طریق پر نہ ہو سکے،

۱۰۔ ایک ہاتھ سے منہ دھونا،

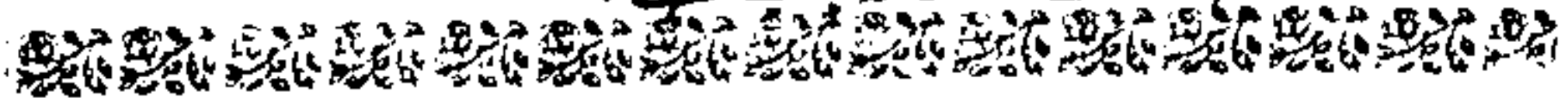
۱۱۔ بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا،

وضو سے متعلق بعض ضروری مسائل

۱۔ بے وضو شخص کو نماز، سجدہ تلاوت، اور نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں، اور

ایسا شخص قرآن کریم کو چھو نہیں سکتا،

۲۔ طواف کعبہ کے لئے وضو واجب ہے،



۳۔ مندرجہ ذیل کاموں کے لئے وضو فرض تو نہیں مگر سنت ہے،

غسل جنابت سے پہلے، جنبی شخص کو کھانے، پینے، سونے سے پہلے مؤذن کو اذان اور اقامت سے پہلے، خطبہ جمعہ و عیدین، زیارت، روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، وقوفِ عمرہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے، اس کے علاوہ بعض مقامات پر وضو مستحب ہے۔

وضو توڑنے والی چیزیں

- ۱۔ پیشاب، پانچانہ یا شرمگاہوں سے نکلنے والی دوسری اشیاء، خواہ کسی قسم کی کوئی چیز نکلے۔
- ۲۔ عورت کے اگلے مقام سے جو رطوبت عام حالات میں نکلتی ہے وہ وضو نہیں توڑتی ہے، اور اگر کپڑے پر لگ جائے تو وہ کپڑا ناپاک نہیں ہوتا،
- ۳۔ مرد و زن مرد یا عورت کے (دبیر) پیچھے سے ہوا کا خارج ہونا وضو توڑ دیتا ہے،
- ۴۔ خون، پیپ یا زرد پانی جسم کے کسی حصہ سے نکلا اور بہہ کر جسم کے ایسے حصوں تک پہنچا جن کا غسل اور وضو میں دھونا فرض ہے، اگر خون صرف جھلک آیا، بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔
- ۵۔ اگر کوئی پھالا نوج دیا، مگر اس میں سے کوئی چیز نکل کر نہ ہی تو وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر بہہ گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۶۔ اگر دانت ماٹھنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مسوڑوں سے خون نکلا تو اگر خون غالب ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔
- ۷۔ منہ بھر کرتے خواہ کھانے کی ہو، پانی کی یا صفراء کی وضو کو توڑ دیتی ہے، مگر خالص بلغم کی تے وضو نہیں توڑتی۔
- ۸۔ غفلت کی نیند وضو توڑ دیتی ہے اور اگر ہلکی نیند آئی جس میں غفلت طاری نہ ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

۹۔ بحالت نماز تہنقہ لگا کر منسنا وضو کو توڑ دیتا ہے۔

۱۰۔

۱۰۔ اگر نماز میں اتنی زور سے ہنسا کہ صرف خود سنا پاس والوں نے نہ سنا تو اگرچہ وضو نہیں ٹوٹے گا مگر نماز ٹوٹ جائے گی۔

۱۱۔ اپنے آپ کو ننگا دیکھنے سے یا دوسرے کو ننگا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

نوٹ :- یہ مسائل بقدر ضرورت ذکر کئے گئے ہیں، تفصیلات طویل کتب میں ہیں۔

غسل

غسل کے فرض، غسل کی سنتیں اور اس کا طریقہ

غسل کا بیان

قرآن کریم میں ہے، **وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَأَطْهَرُوا** (قرآن)

اور اگر تم ناپاک ہو تو خوب پاکی حاصل کرو۔

غسل کے تفصیلی احکام احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تاکید و تفصیل سے ان احکام کو ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے طہارت پر کتنی توجہ دی ہے اور اس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ نظری طور پر جسم اور ماحول کی پاکیزگی انسان کی روح پر اثر انداز ہوتی ہے، شرعی لحاظ سے غسل کی کئی قسمیں ہیں۔

غسل فرض کے مسائل

غسل کب فرض ہوتا ہے یہ بعد میں لکھا جائے گا۔ پہلے غسل کی ترکیب ذکر

۱۰۔ اگر نماز میں اتنی زور سے ہنسا کہ صرف خود سنا پاس والوں نے نہ سنا تو اگرچہ وضو نہیں ٹوٹے گا مگر نماز ٹوٹ جائے گی۔

کی جاتی ہے۔ غسل فرض میں تین چیزیں فرض ہیں۔

۱۔ کلی :- اس سے مراد وہ کلی نہیں جو عام حالات میں کی جاتی ہے۔ یعنی تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر باہر نکال دیا جائے۔ بلکہ اس کلی میں ضروری ہے کہ منہ سے ہوتے تک ہر حصے میں پانی پہنچے، زبان کے نیچے، داڑھوں کے پیچھے۔ رخسار کی تہہ میں۔ دانتوں کی جڑ اور دانتوں کی کھڑکیوں میں پانی کا پہنچانا ضروری ہے۔ اگر جان بوجھ کر کسی جز کو چھوڑ دیا گیا تو غسل نہ ہوگا۔ دانتوں میں اگر کوئی ایسی چیز لگی ہے جو بہ آسانی نہیں چھوٹ سکتی۔ جیسے پان کھانے والوں کے دانتوں پر چونے کی تہ جم جاتی ہے تو یہ معاف ہے، اگر کوئی دانت تار سے باندھا گیا ہے یا سالہ سے جوڑا گیا ہے اس کے نیچے بھی پانی پہنچانا

معاف ہے۔
۲۔ ناک میں پانی ڈالنا :- یعنی نتھنوں کا نرم حصہ دھل جانا چاہیے اگر ناک میں رطوبت سوکھ جائے تو اس کو چھڑانا ضروری ہے۔

۳۔ بدن کا دھونا :- یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک ہر حصے پر پانی کا بہہ جانا۔ اس سلسلہ میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بعض اعضاء ایسے ہیں جن پر اگر توجہ نہ دی جائے تو وہ دھلنے سے رہ جاتے ہیں۔ لہذا پہلے ان کو مل لینا چاہیے۔ پھر ان پر خصوصی طور سے پانی بہانا چاہیے۔

ضروری ہدایات :- (۱) سر کے بال اگر گندھے نہ ہوں تو تمام بالوں کی نوک سے جڑ تک پانی بہانا فرض ہے۔ اور اگر گندھے ہو تو مرد پر فرض ہے کہ کھول کر نوک سے جڑ تک پانی بہائے اور عورت کے لئے چوٹی کھولنا ضروری نہیں صرف بال کی جڑوں تک پانی پہنچانا کافی ہے۔

۲- جسم میں جہاں سلو میں اور جھریاں ہوں ان کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

۳- اگر کسی عضو پر زخم ہے، یا پانی بہنا نقصان دہ ہے تو اس پوئے عضو کا مسح کرنا چاہیے، اگر زخم پر پٹی ہے تو صرف پٹی کا ہی مسح کافی ہوگا، مسح کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ پانی سے دھو کر ہاتھ جھٹک دیں اور پھر پٹی پر پھیر دیں۔

۴- نزلہ ہو یا اور کوئی بیماری جس میں غالب گمان ہو کہ سر سے نہانے کی صوت میں مرض میں زیادتی ہوگی یا اور امراض پیدا ہو جائیں گے تو گردن سے نہالیں اور سر پر تر ہاتھ پھیر لیں۔ نندرست ہونے کے بعد صرف سر کا دھولینا کافی ہوگا۔

۵- روٹی پکانے والوں کے ناخنوں میں آٹا، کاتبوں کے ناخنوں پر سیاہی اسی طرح دوسرے کام کرنے والوں کے ناخنوں پر اگر کوئی جسم دار چیز ہو اور اس کے چھڑانے میں دقت ہو تو وضو اور غسل بلا چھڑائے ہو جائے گا۔ اسی طرح عورتوں کی نیل پالش اگر باسانی ناخنوں سے نہ چھوٹ سکے تو بھی وضو اور غسل ہو جائے گا۔

غسل کی سنتیں

مندرجہ ذیل چیزیں غسل میں سنت ہیں یہ سنتیں ترتیب سے لکھی گئی ہیں ترتیب بھی سنت کے

- ۱- نیت غسل۔ یعنی دل میں یہ ارادہ کرنا کہ میں بڑی نجاست سے پاک ہو رہا ہوں۔
- ۲- تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کا گٹوں تک دھونا۔
- ۳- استنجے کی جگہ دھونا چاہئے وہاں نجاست نہ بھی ہو۔
- ۴- بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کا دور کرنا۔
- ۵- وضو کرنا اور اگر نہانے کی جگہ استعمال کا پانی کھڑا ہو جاتا ہو تو پیرا آخر میں دھولیں اور اگر اونچی جگہ پر ہوں تو مکمل وضو کر لیں۔

۱- یہ فقیر کی ذاتی رائے ہے کیونکہ ہمارے فقہاء نے اس قسم کی بہت سی اشیاء میں سہولت کا خیال رکھا ہے۔ مثلاً دانتوں پر چونا، یا عورتوں کی چوٹی یا کام کرنے والوں کے ناخنوں پر جسم دار چیز کے معاملات میں رعایت رکھی

گئی ہے۔ منبر،

۶۔ تمام بدن پر پانی کامل لینا تاکہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

۷۔ تین مرتبہ دائیں مونڈھے پر پانی بہانا۔

۸۔ تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر پانی بہانا۔

۹۔ سر پر سے تین بار سارے بدن پر پانی بہانا۔

۱۰۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ نہانا۔

۱۱۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیر کر مل کہ نہانا۔

۱۲۔ غلٹمانہ وغیرہ میں نہانا یا کوئی کپڑا ناف سے گھٹنوں تک باندھ لینا۔ مرد کو

ناف سے گھٹنوں تک جسم کا چھپانا فرض ہے۔

۱۳۔ بات چیت نہ کرنا۔

۱۴۔ عورتوں کو میٹھی کر نہانا چاہیے۔

مذکورہ بالا چیزوں میں سے اگر کوئی چیز رہ جائے تو غسل تو ہو جائے گا مگر

ترک سنت کی گراہت رہے گی۔

غسل کب فرض ہوتا ہے

۱۔ منی کا شہوت کی وجہ سے نکلنا۔ اگر محنت و مشقت کی وجہ سے نکلی تو

غسل نہیں البتہ وضو جاتا رہا۔

۲۔ اگر تپلی منی پیشاب کے ساتھ بلا شہوت نکلی تو غسل فرض نہیں۔

۳۔ سوکر اٹھنے کے بعد کپڑے پر کچھ نشانات پائے تو اسکی چند صورتیں ہیں۔

(۱) اگر اس کے منی یا مزی ہونے کا یقین یا احتمال ہے تو غسل واجب ہے

(۲) اگر یقین ہے کہ منی یا مزی نہیں کچھ اور ہے تو غسل واجب نہیں۔

(۳) اگر منی ہونے کا یقین ہے، مگر مزی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام

نکلا

ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں ورنہ ہے۔

۴۔ ذکر (مرد کی پیشاب کی جگہ) کا سر عورت کی شرمگاہ میں داخل کرنے پر
دولوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ بغیر شہوت کے ہو، خواہ منی نکلے
یا نہ نکلے۔

۵۔ عورت حیض سے فارغ ہوئی تو اس پر غسل فرض ہے۔

۶۔ نفاس (بچہ ہونے کے بعد جو خون آتا ہے) سے فارغ ہوئی تو بھی غسل
فرض ہے۔

غسل کی دوسری قسمیں

۱۔ جمعہ۔ عید الفطر۔ عید الاضحیٰ۔ عرفہ کے دن احرام باندھتے وقت
غسل کرنا سنت ہے۔

۲۔ وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ، حاضری بیت اللہ۔ حاضری روضہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ طواف۔ منیٰ میں داخل ہونے کے لئے۔
جمرات پر کنکریاں مارنے کے لئے۔ شب برات۔ شب قدر۔ عرفہ کی رات
مخمل میلاد شریف۔ اور کسی بھی مجلس خیر کے لئے۔ مردہ نہلانے کے بعد
دیوانہ کو دیوانگی ختم ہونے کے بعد۔ غشی سے افاقہ کے بعد۔ نشہ
جاتے رہنے کے بعد۔ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد۔ نیا کپڑا پہننے سے پہلے اور سفر سے
آنے والے کے استقبال کے لئے۔ استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد۔ نماز
کسوف، خسوف، استسقاء، خوف، تاریکی اور سخت آندھی کے لئے اور
بدن پر کسی جگہ نجاست لگ گئی ہو مگر معلوم نہیں کہاں ہے تو ان سب صورتوں
میں غسل مستحب ہے۔

ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں ورنہ ہے۔

●۔ غسل واجب میں تاخیر نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے۔ "جس گھر میں

ناپاک آدمی ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔"

●۔ اتنی دیر کی کہ نماز کا آخری وقت ہو گیا تو گنہگار ہو گا۔

●۔ اگر ناپاک شخص کھانا چاہتا ہے یا بیوی سے جماع کرنا چاہتا ہے تو وضو کرے

یا کم از کم ہاتھ منہ دھو کر کلی کرے۔ اور اگر ایسا کئے بغیر کھالیا تو گناہ نہیں مگر

مکروہ ہے، کہتے ہیں ایسا کرنا محتاجی کا باعث ہے۔

●۔ رمضان شریف میں صبح ہونے سے پہلے نہالینا چاہیے اور اگر نہ نہایا تو

روزہ میں کچھ نقصان نہیں۔ مگر بہتر یہ ہے کہ ناک میں اندر تک پانی اور حلق

تک پانی رات کو ہی پہنچائے۔ کیونکہ دن میں غسل کرتے وقت روزہ کی وجہ

سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔

●۔ ناپاک مرد و عورت جن پر غسل واجب ہے انکو مندرجہ ذیل باتیں ممنوع ہیں۔

(۱) مسجد میں جانا (۲) طواف کرنا (۳) قرآن مجید چھونا (۴) بغیر چھوئے دیکھ

کر یا زبان پڑھنا (۵) کسی آیت کا لکھنا (۶) قرآنی آیات کا تعویذ لکھنا (۷)

ایسے تعویذ کا چھونا (۸) ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جس پر حروف مقطعات

نقش ہوں۔ البتہ اگر تعویذ پر چاندی کا خول چڑھا لیا جائے یا اسپر سیہ

یا پتر چڑھا لیا جائے تو ان چیزوں کے پہننے یا چھونے میں حرج نہیں۔

●۔ بے وضو شخص قرآن مجید کو چولی، یا اپنے رومال سے پکڑ کر رکھ سکتا ہے

قرآن کی جزدان یا اپنے لباس سے نہیں اٹھا سکتا، مثلاً کوئی شخص اپنے

دامن سے پکڑ کر اٹھائے تو یہ ناجائز ہے۔

قرآن کی آیت یا چند آیات بہ نیت تبرک یا بہ نیت دعا پڑھی جا سکتی ہیں

مثلاً بسم اللہ شریف، انا للہ، آیت الکرسی وغرہ۔

●۔

• بے وضو شخص قرآن کو نہیں چھوسکتا، زبانی یاد رکھ کر پڑھ سکتا ہے۔

• قرآن کا لفظی ترجمہ خواہ کسی زبان میں بھی ہو اس کے چھونے اور پڑھنے کے وہی احکام ہیں جو عربی قرآن کے ہیں البتہ تفسیر والے قرآن کا چھونا ممنوع نہیں لیکن جہاں آیت لکھی ہو وہاں انگلی یا ہاتھ رکھنا ممنوع ہے۔

پانی کے مسائل

چونکہ وضو اور غسل پاک پانی ہی سے جائز ہیں اس لئے پاک اور ناپاک پانی کی پہچان ضروری ہے۔

پانی کے ناپاک ہونے کی صورتیں

- ۱۔ ندی - نالے - چشمے - کنویں - برف اور اولے اور بارش کا پانی پاک ہے۔
- ۲۔ اگر کوئیں میں آدمی یا جانور کا پیشاب، بہتا ہوا خون، کسی قسم کی شراب کا قطرہ ناپاک لکڑی، کپڑا یا کوئی اور ناپاک چیز گر جائے، تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا اور پورے کوئیں کا پانی نکالنا ہوگا۔
- ۳۔ جن چوپایوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب یا پاخانہ، مرغی یا بطخ کی بیٹ بھی تمام کنویں کو ناپاک کر دے گی۔
- ۴۔ کنویں میں آدمی، بکری، کتا یا کوئی اور جانور جس میں خون ہو، ان کے برابر یا ان سے بڑا اگر گر جائے تو بھی تمام کنواں ناپاک۔
- ۵۔ مرغ - بلی - چوہا - چھپکلی یا اسی قسم کے اور جانور جن میں خون ہوتا ہے کنویں میں مر کر بھول یا بھٹ جائیں یا باہر سے مر کر کنویں میں جاگے۔ اس اور بھر بھول بھٹ گئے تو بھی تمام کنواں ناپاک ہو جائے گا۔

•

۶۔ مردار کی ہڈی جس پر گوشت یا چکنائی لگی ہو اگر کنویں میں گر جائے تو تمام کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ ہاں اگر ہڈی صاف ہو تو پاک رہے گا سوائے خنزیر کی ہڈی کے۔

وہ صورتیں جن میں تھوڑا سا پانی نکال دینا کافی ہے

- ۱۔ چوہا۔ چڑیا۔ چھپکلی۔ گرگٹ، ان کے برابر یا ان سے چھوٹا کوئی جانور۔
رخون والا کنویں میں گر گیا مگر تو بیس ڈول سے تیس ڈول تک پانی نکالنا کافی ہے۔
- ۲۔ کبوتر، مرغی، بلی یا اسی قسم کی چیزیں گر کر مرجائیں تو چالیس سے ساٹھ ڈول تک۔
- ۳۔ دو چوہے اگر گر کر مرجائیں تو وہی بیس سے تیس تک اور پانچ تک ہوں تو چالیس سے ساٹھ تک اور اس سے زائد ہوں تو تمام پانی نکالا جائے۔
- ۴۔ دو بلیاں مرجائیں تو سب پانی نکالا جائے گا۔
- ۵۔ وہ شخص جس پر غسل فرض ہے، یا بے وضو شخص اگر بلا ضرورت کنویں میں اترے اور بدن پر ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو بیس ڈول پانی نکالا جائے۔ اور اگر ڈول نکالنے کے لئے اتریں تو کچھ نہیں نکالا جائے گا۔
- ۶۔ خنزیر کے علاوہ اگر کوئی اور جانور کنویں میں گرا اور زندہ نکل آیا۔ اور اس کے جسم پر یقینی طور پر نجاست نہ تھی اور نہ ہی اس کا منہ پانی میں پڑا تو ایسی صورت میں بیس ڈول پانی نکال دینا بہتر ہے۔ اور اگر اس کے جسم پر نجاست کا لگا ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو کل پانی نکالا جائے گا اور اگر اس کا منہ پانی میں ڈوب گیا ہو تو جو اس کے جوٹھے کا حکم ہے وہی اس پانی کا حکم ہے یعنی اگر جوٹھا مشکوک یا ناپاک ہے تو کل پانی نکال دیا جائے گا اور اگر

مکروہ ہے تو چوہے وغیرہ میں ہیں ڈول اور چھوٹی موٹی مرغی میں چالیس

ڈول اور وہ جالور جنکا جوٹھا پاک ہے انہیں بھی میں ڈول نکالنا بہتر ہے

اگر مرغی بند رہتی ہے تو کچھ نہ نکالا جائے گا۔

۷۔ جو تاجا گیند کنویں میں گر گئی اور اس کے ناپاک ہونے کا یقین نہیں تو بیس

ڈول نکالے جائیں گے۔

مراہو اجا نور کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے

اگر مراہو اجا نور کنویں سے نکلا اور اس کے گرنے اور مرنے کا وقت معلوم

ہے تو پانی اسی وقت سے ناپاک ہے۔ اس وقت کے بعد اگر کسی نے اس پانی سے

وضو یا غسل کیا تو نہ ہوا۔ اور نمازیں بھی نہ ہوں سب کا لوٹانا ضروری ہے، اگر

کپڑے دھوئے تھے وہ دوبارہ دھوئے جائیں غسل دوبارہ کیا جائے۔ اور

اگر وقت معلوم نہیں تو جو وقت معلوم ہوا پانی اسی وقت سے ناپاک سمجھا جائے گا۔

خواہ پھولا پھٹا ہی کیوں نہ برآمد ہوا ہو۔

کنویں سے پانی نکالنے کا طریقہ

جہاں کچھ ڈول پانی نکالنے کا حکم ہے وہاں ڈول سے مراد وہی ڈول ہے

جو اس کنویں پر استعمال میں آتا ہے پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ لبالب بھرا ہو اگر

اس میں سے کچھ چھلک کر گر جائے تو کچھ حرج نہیں اور اگر اس کنویں پر کوئی مخصوص

ڈول نہ ہو تو ساڑھے چار سیر پانی ایک ڈول سمجھا جائے گا۔ اگر مشین کے ذریعے

پانی نکالنا ہو تو ڈول کے حساب سے نکالیں اس میں اندازہ کافی ہوگا اگر کل پانی نکالنا ہو تو دو

۹۱

آدمیوں سے جو اس محلے میں مہارت رکھتے ہوں معلوم کریں کہ اس کنویں میں کتنا پانی ہے۔ اور یہ کہ کتنے ڈول نکالنے سے اس کا موجودہ پانی ختم ہو جائے گا پھر تیزی سے پانی نکال دیا جائے اور اگر اس اثناء میں کچھ نیا پانی آتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

- ۲۔ کنویں کی مہارت کے سلسلے میں جو بھی پانی نکالا جائے اس سے پہلے ناپاک چیز کو خارج کر لیا جائے، ورنہ پانی نکالنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔
- ۳۔ اگر کنویں میں ناپاک لکڑی یا کپڑے کا ناپاک ٹکڑا گر جائے اور غائب ہو جائے تو وہ لکڑی یا کپڑا کنویں کے حکم کے تابع ہو کر پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح کوئی بھی ناپاک چیز گل سرٹ کر مٹی بن گئی تو اس کا نکالنا ضروری نہیں۔
- ۴۔ پانی نکالنے سے کنویں کا پانی ڈول، رسی اور اس کے گرد کی منڈی سب چیزیں پاک ہو جائیں گی۔

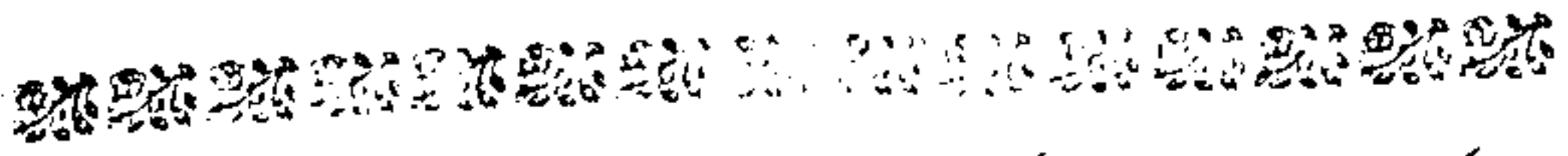
جاری پانی کا بیان

اس سے مراد وہ پانی ہے جسے عام طور پر لوگ جاری سمجھتے ہیں یا وہ جس میں اگر تنکا ڈالا جائے تو بہا لے جائے۔

۱۔ اگر جاری پانی میں کوئی ناپاک چیز ڈال دی جائے یا پڑ جائے تو جب تک اس کا رنگ مزہ یا بونہ بدل جائے پاک نہ ہوگا۔ پھر جب یہ کیفیت زائل ہو جائے تو از خود پاک ہو جائے گا۔

۲۔ بارش ہوتے وقت جو پانی چھت کے پر نالوں سے گرتا ہے۔ یا نالیوں میں بہتا ہے یا سرطکوں پر بہتا ہے وہ پاک ہے خواہ وہ نجاست پر سے گذر کر

۱۔ عالمگیری ۲، ۳ عالمگیری ۲، تبیین، ۳ منیۃ المصلیٰ۔



کیوں نہ آرہا ہو۔ ہاں اگر اس کا مزہ، بو یا رنگ تبدیل ہو چکا ہے یا نجاست کے اجزاء صاف نظر آرہے ہیں تو وہ ناقابل استعمال ہے۔

بڑے حوض کے پانی کا حکم

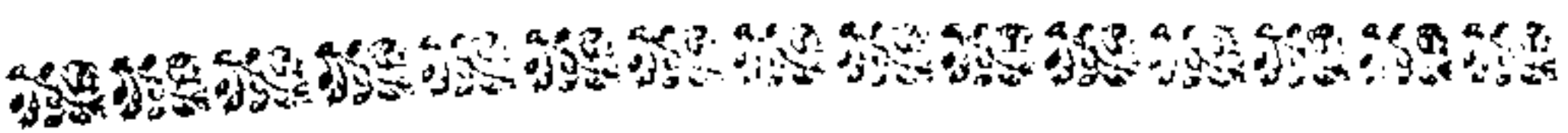
شریعت کی اصطلاح میں دہ در دہ حوض کو بڑا حوض کہتے ہیں، یعنی ۱۵x۱۵ کا حوض۔ جسکی لمبائی چوڑائی ملکر انسان کے سوا ہاتھ کے برابر ہو جائے۔ ہاتھ سے اڑ ہاتھ کی بڑی انگلی سے لے کر کہنی تک کی مقدار ہے۔ حوض کا چوکور ہونا ضروری نہیں، گول بھی ہو سکتا ہے۔ مثلث بھی ہو سکتا ہے، گہرائی اتنی کافی ہے کہ اگر چلو بھر پانی لیا جائے تو زمین کی تہ کھل جائے۔

۱۔ حوض کی لمبائی چوڑائی ہی کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اس میں ہمہ وقت سوا ہاتھ مربع پانی ہو۔

۲۔ اتنے بڑے حوض کا پانی جاری پانی کا حکم رکھتا ہے۔ یعنی اس کا پانی نجاست پڑنے سے اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک کہ اس کا رنگ مزایا بو متغیر نہ ہو جائے۔

۳۔ بڑے حوض میں اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو نظر آرہی ہو تو اس طرف سے وضو نہ کرنا بہتر ہے اور نجاست نظر نہ آرہی ہو تو ہر طرف سے پانی استعمال کر سکتے ہیں۔

۴۔ ایسے حوض پر اگر بہت سے لوگ بیک وقت وضو کریں تو حرج نہیں۔ خواہ ان کا استعمال شدہ پانی وغیرہ اسی میں کیوں نہ گر رہا ہو۔ البتہ اس میں کلی کرنا یا ناک وغیرہ ڈالنا ہڈی کے خلاف ہے۔ برابر والی نالی میں ڈالیں۔



وہ پانی جس سے وضو اور غسل جائز ہے اور وہ جس سے ناجائز ہے

۱۔ اگر پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائی جائے جس سے میل ختم ہوتا ہو جیسے صابون یا پیری کے پتے تو اس پانی سے وضو و غسل جائز ہے ہاں اگر اتنا پکایا گیا کہ وہ گاڑھا پڑ گیا جیسے ستو ہوتے ہیں تو وضو اور غسل جائز نہیں۔

۲۔ اگر کوئی پاک چیز پانی میں مل گئی جس سے رنگ، بو، مزے میں تو فرق آیا مگر پانی کا پتلا پن نہ گیا، جیسے ریت، چونا، مٹی، تھوڑی سی زعفران، یا تھوڑا سا دودھ وغیرہ تو ایسے پانیوں سے وضو اور غسل جائز ہے۔ اور اگر اتنی زعفران مل گئی کہ اس سے کپڑا رنگا جاسکے، یا اتنا دودھ مل گیا کہ دودھ غالب ہو گیا تو جائز نہیں۔

۳۔ کسی درخت یا پھل کے پھولے ہوئے پانی سے وضو و غسل جائز نہیں۔

استعمال کئے ہوئے پانی کا حکم

۱۔ جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے۔ مگر اس سے وضو اور غسل نہیں کر سکتے۔ یہ اس وقت ہے جبکہ اس سے ظاہری نجاست دور نہ کی گئی ہو۔ اور اگر جسم پر ظاہری نجاست ہو تو وہ ناپاک ہوگا۔

۲۔ بے وضو شخص نے یا جس پر نہانا فرض تھا اس نے اپنا ہاتھ یا جسم کا

کا کوئی حصہ پانی میں ڈال دیا، ارادتا یا غیر ارادی طور پر تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا البتہ اگر ہاتھ دھو کر ڈالا تو حرج نہیں۔

۳۔ اگر مذکورہ شخص نے ضرورت ہاتھ ڈالا، مثلاً کوئی برتن پانی نکالنے کے لئے نہ تھا، تو پانی قابل وضو و غسل ہے۔

انسان اور جانور کی جھوٹا چیزوں کا حکم

۱۔ ہر انسان کا جھوٹا پاک ہے، خواہ وہ خود ناپاکی کی حالت ہی میں کیوں نہ ہو۔

۲۔ منہ سے خون نکلنا ہوا اور فوراً پانی پیا تو بچا ہوا پانی ناپاک ہے۔

۳۔ معاذ اللہ شراب پی پھر فوراً پانی پیا تو بچا ہوا پانی ناپاک ہے، ویسے بھی شرابی کے جھوٹے سے بہر حال بچنا چاہیے۔

۴۔ وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے خواہ وہ چوپائے ہوں یا پرندے ان کا جھوٹا پاک ہے۔

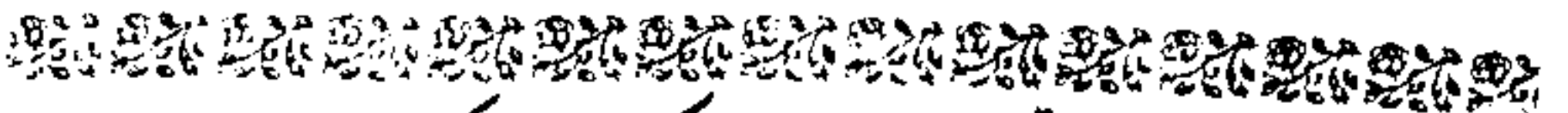
۵۔ اگر کوئی حلال جانور غلاظت کھانے کا عادی ہو جیسے مرغیاں، گائے بکری یا بکرا وغیرہ تو اگر نجاست میں منہ ڈالنے کے فوراً بعد پانی پیئے تو جھوٹا ناپاک ہے اور اگر منہ صاف ہو جانے کے بعد پیئے تو جھوٹا مکروہ ہے۔

۶۔ اگر چہ گھوڑے کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے مگر اس کا جھوٹا پاک ہے۔

۷۔ شیر وغیرہ درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔

۸۔ اڑنے والے شکاری جانور جیسے شکر، باز، چیل، کوا وغیرہ انکا جھوٹا

مکروہ۔ اگر یہ جانور شکار کے لئے سدھائے گئے ہوں اور انکی چونچ



میں نجاست نہ ہو تو ان کا جھوٹا بلا کراہت پاک ہے۔
۹۔ گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی، چوہا، سانپ، چھپکلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔

۱۰۔ بٹی نے چوہا یا کوئی اور ناپاک جانور کھا کر فوراً ہی برتن میں منہ ڈال دیا تو پانی ناپاک ہو گیا۔

۱۱۔ گدھے اور خچر کے پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں۔

۱۲۔ صحیح پانی کے ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو یا غسل جائز نہیں

اور اگر صحیح پانی میسر نہ ہو تو مکروہ پانی کے استعمال میں حرج نہیں۔

۱۳۔ مکروہ جھولے کا غیر ضرورت مند کو کھانا مکروہ ہے اور ضرورت مند کے لئے حرج نہیں، لہذا ایسا کھانا ضرورت مند کو دینا جائز ہے۔

۱۴۔ یہ ایک اصولی بات ہے کہ جن جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے ان کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے، اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا لعاب اور پسینہ بھی پاک ہے۔

یتیم کا بیان

اسلام ایک آسان دین ہے۔ اس کے احکام میں انسان کی فطری کمزوریوں کی رعایت رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے اکثر احکام کا آسان بدل موجود ہے، اگر آپ وضو نہیں کر سکتے تو یتیم کر لیجئے، یتیم کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔

۱۔ بے وضو شخص یا وہ شخص جس پر نہانا فرض ہو، اگر پانی کے استعمال پر



قادر نہ ہوں یا سرے سے پانی ہی نہ ہو تو تیمم کر سکتے ہیں۔ پانی پر قادر نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔ ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر سے اچھا ہونے کا گمان غالب ہو۔

۲۔ پانی تو نقصان نہیں کرتا مگر وضو کے لئے حرکت سے زحمت ہوتا ہے تو بھی تیمم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کسی نے آنکھیں بنوائی ہوں۔

۳۔ بے وضو اور ناپاک انسان کے اکثر اعضاء وضو یا اکثر اعضاء غسل میں زخم ہوں تو تیمم کرے ورنہ بدن کا جو حصہ یا عضو صحیح ہوا سے دھولے اور زخم کے آس پاس مسح کرے۔ اگر مسح سے نقصان ہوتا ہو تو زخم پر کپڑا ڈال کر اس پر مسح کرے۔ مسح کا طریقہ یہ ہے کہ نیا پانی ہاتھ پر لے کر پھینک دیا جائے اور ہاتھ جھٹک کر زخم کے اوپر آہستگی سے گزرا دیا جائے۔

۴۔ اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہالیں اور سر کا مسح کر لیں جس طرح وضو میں کرتے ہیں۔ پانی نہ ملنے کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔ چاروں طرف اید، ابد، میل کے خالص پانی نہیں، یعنی غالب گمان ہے کہ پانی نہ ملے گا، تو تیمم کر لیں پانی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بعد میں اگر ایک میل کے اندر پانی مل جائے تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور بے تلاش کئے نماز پڑھ لی۔ پھر پانی مل گیا تو نماز لوٹائیں۔

۲۔ اگر گمان غالب ہے کہ ایک میل کے اندر پانی مل جائے گا تو تلاش کرنا چاہیے اور بے تلاش کئے نماز پڑھ لی، پھر پانی مل گیا تو نماز لوٹائیں اور نہ ملا تو نہ لوٹائیں۔

قادر نہ ہوں یا سرے سے پانی ہی نہ ہو تو تیمم کر سکتے ہیں۔ پانی پر قادر نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں۔

نوٹ :- ایک میل کا اندازہ اس وقت کا ہے جب تیز رفتار سواریاں نہ تھیں، مگر آج بھی یہی فاصلہ معتبر ہوگا۔ کیونکہ اس قسم کی چیزوں کی تبدیلی سے شریعت میں رد و بدل کا راستہ کھل جائے گا۔ البتہ ضرور ہے کہ اگر کسی کے پاس تیز رفتار سواری ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی بساط کے مطابق زائد سے زائد مسافت پر تلاش کرے۔

۳۔ اگر ہمسفر کے پاس پانی ہے تو مانگ لینا چاہیے۔ بشرطیکہ غالب گمان ہو کہ دیدیگا۔ ایسی صورت میں بلا مانگے تیمم کر لیا تو اگر بعد میں اس شخص نے مانگنے پر دیدیا یا بلا مانگے دیدیا تو رضو کر کے نماز لوٹانا ضروری ہے۔ اور اگر مانگنے کے باوجود نہ دیا تو نماز ہو گئی اور اگر غالب گمان نہ تھا کہ نہ دے گا اور بلا مانگے تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو اس میں بھی مذکورہ صورتیں ہیں۔

۴۔ نماز پڑھنے کے اثناء میں کسی کے پاس پانی دیکھا اور غالب گمان ہے کہ دیدے گا تو نماز توڑ کر مانگ لینا چاہیے اور اگر نہ توڑی تو پھر اس شخص نے مانگنے پر پانی دیدیا یا از خود دیدیا تو نماز لوٹانی چاہیے۔

۵۔ پانی ایسی جگہ سے حاصل کرنے میں جہاں جان، مال یا عزت و آبرو کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔

۶۔ اگر یہ خطرہ ہو کہ دشمن قید کر لے گا یا مال چھین لے گا تو بھی تیمم جائز ہے۔

۷۔ قیدی کو قید خانے والے رضو کے لئے پانی نہ دیں تو تیمم سے پڑھ لے مگر بعد میں جب پانی مل جائے تو لوٹائے۔

۸۔ جنگل میں کنواں تو ہے مگر ڈول رسی نہیں تو بھی تیمم جائز ہے۔

۹۔ پانی موجود ہے مگر خطرہ ہے کہ رضو میں استعمال کر لیا تو خود یا جانور جو ساتھ ہیں۔ پیاسے رہ جائیں گے تو تیمم جائز ہے۔

۱۰۔ پانی ملتا ہے مگر عام قیمت سے دوگنی قیمت پر تو بھی تیمم کر لینا جائز ہے، یا فرق تو زائد نہیں مگر ضروریات کے علاوہ۔ اتنا پیسہ نہیں کہ پانی خرید سکے تو بھی تیمم جائز ہے۔

۱۱۔ وضو یا غسل کرنے میں عیدین کی جماعت نکل جانے کا خطرہ ہو تب بھی تیمم کر کے پڑھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ شہر میں صرف ایک ہی جگہ نماز ہوتی ہو یا ایک ہی وقت میں ہوتی ہو۔

۱۲۔ غیر ولی جنازہ کو نماز جنازہ فوت ہونے کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھے۔

۱۳۔ وضوء کرنے سے پیشاب کا قطرہ ٹپکنے لگے اور تیمم سے ایسا نہ ہو تو تیمم کر لے۔

تیمم کے طریقے

دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر کسی ایسی چیز پر ماریں جو زمین کی قسم سے ہو، پھر دونوں ہاتھ مکمل چہرے پر مل لیں پھر اسی طرح دونوں ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں سمیت کہنیوں تک مسح کر لیں، وضو اور غسل دونوں کے بجائے یہی تیمم کا طریقہ ہے۔

تیمم میں تین فرائض ہیں۔ پہلا فرض یہ نیت کرنا ہے کہ میں پاکی حاصل کرنے کی نیت سے تیمم کرتا ہوں۔ یہ لفظ زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں دل میں ارادہ کافی ہے، جس پر غسل فرض ہو اس پر وضو کے لئے علیحدہ تیمم کی نیت کرنا ضروری نہیں بلکہ غسل کا تیمم ہی کافی ہے۔ اگر کوئی شخص معذوری کی وجہ سے تیمم نہ کر سکتا ہو تو دوسرا شخص اسے تیمم کرادے مگر نیت وہی شخص کرے جسے تیمم کرایا جا رہا ہے۔ دوسرا فرض پورے منہ پر ہاتھ پھیرنا ہے اس طرح

کہ کوئی معمولی سا حصہ بھی باقی نہ رہے۔ تیسرا فرض دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا اس طرح کہ کوئی حصہ بچ نہ رہے۔ عورتوں کو چاہیے کہ وہ چوڑیاں یا زیور جو بھی پہنے ہوں اسے ہٹا کر تیمم کریں، جو شخص انگوٹھی پہنے ہو وہ بھی اسے اتار دے یا جگہ سے ہٹا کر اس کے نیچے بھی ہاتھ پھیرے۔

تیمم کی سنتوں کا بیان

(۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا (۳) انگلیاں کھلی رکھنا (۴) ہاتھوں پر مٹی لگ جائے تو جھاڑنا۔ دھا پہلے منہ پھر ہاتھوں کا تیمم کرنا (۵) منہ ہاتھ کا مسح پے در پے ہونا (۶) پہلے دائیں ہاتھ پھر بائیں ہاتھ کا مسح کرنا (۷) دائیں کا خلال کرنا (۸) انگلیوں کا خلال کرنا۔

کس چیز سے تیمم کیا جائے

۱۔ ہر وہ پاک چیز جو زمین کی جنس سے ہو اس سے تیمم جائز ہے، زمین کی جنس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو آگ میں جلانے سے نہ تو راکھ بنتی ہیں نہ پگھلتی ہیں، نہ نرم ہوتی ہیں، جیسے ریت، چونا، سرمہ، ہڑتال، گندھک وغیرہ۔

۲۔ غبار سے تیمم جائز ہے، مثلاً شیشے، لکڑی وغیرہ پر غبار لگا ہوا اس سے تیمم جائز ہے۔

وہ چیزیں جن سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے

۱۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا یا غسل واجب ہوتا ہے۔ ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

۲۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا یا غسل واجب ہوتا ہے۔ ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

تو پانی پر قادر ہونے سے بھی لڑتا ہے۔

۲۔ پانی پر قادر ہونے سے بھی لڑتا ہے۔

۳۔ مرض کی وجہ سے تیمم کیا تو تندرست ہو جانے سے لڑ جائے گا۔

۴۔ اتنا پانی مل گیا جس سے وضو کیا جاسکتا ہے، تو بھی لڑ گیا۔

موزوں پر مسح کا بیان

چمڑے کے بنے ہوئے موزوں پر مسح جائز ہے، دھاگے اور نائلون یا ادنیٰ موزوں پر مسح جائز نہیں۔ پیر دھونے یا پورا وضو کرنے کے بعد موزے پہنے جائیں۔ اب اگر اس شخص کا وضو لڑ جائے تو دوبارہ وضو کرتے وقت اسے موزے اتارنے کی ضرورت نہیں موزوں کے اوپر ہی مسح کر لے گا۔

۱۔ جو شخص مقیم ہے (یعنی مسافر نہیں) وہ بے وضو ہونے کے وقت سے لے کر ایک رات تک مسح کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے صبح کا وضو کر کے موزے پہنے۔ ظہر کے وقت اس کا وضو لڑ گیا تو اب ظہر کا وضو کرے اور موزوں پر مسح کرے اور یہ سلسلہ دوسرے دن ظہر تک چلتا رہے گا۔

۲۔ مسافر شخص کو اسی طرح تین دن تین راتوں تک اجازت ہے۔

مسح کا طریقہ

دونوں ہاتھ پانی سے تر کر لیں۔ پھر سیدھے ہاتھ کی تین انگلیاں سیدھے پیر کی نوک پر رکھیں اور بائیں پیر کی نوک پر بائیں ہاتھ کی انگلیاں رکھیں اور انکو پنڈلی تک کھینچ لائیں۔ اس مسح میں دو فرض ہیں۔

۱۔ ہر موزے کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا،

۲۔ موزے کی بیٹھ پر مسح ہونا۔

تو پانی پر قادر ہونے سے بھی لڑتا ہے۔

۳۔ اگر بوٹ بند ہوں اور نخنے ڈھکے ہوں تو ان پر بھی مسح جائز ہے۔

وہ چیزیں جن سے مسح ٹوٹ جاتا ہے

- ۱۔ وہ چیزیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انہی سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔
- ۲۔ مدت مسح پوری ہو جانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔
- ۳۔ ایک موزہ بھی اتار دیا تو مسح ٹوٹ گیا۔
- ۴۔ کسی طرح موزے کے اندر پانی داخل ہو گیا اور آدھے سے زائد پاؤں دھل گیا تو مسح ٹوٹ گیا۔

اعضاء وضو پر مسح کا بیان

بعض اعضاء پر مسح کی ضرورت عام طور پر پیش آتی رہتی ہے اس لئے یہ مسائل بہت ضروری۔

۱۔ اعضاء وضو اگر پھٹ گئے ہیں، یا ان پر مچھوڑا بھنسی ہے، یا کوئی ایسی بیماری ہے جس میں پانی سے تکلیف ہوتی ہے تو ایسے اعضاء پر بھیجا ہوا ہاتھ پھیر لینا کافی ہے۔

۲۔ اگر اس سے بھی نقصان ہوتا ہو تو اس پر کپڑا ڈال کر کپڑے پر مسح کرے۔

۳۔ اگر اس میں بھی تکلیف ہو تو معاف ہے۔

۴۔ کسی زخم وغیرہ پر پٹی باندھی ہو، اور کھولنے میں تکلیف ہو، یا کھولنے کے بعد باندھنے والا کوئی نہ ہو تو پٹی پر مسح کر لے اسی طرح زخم کے آس پاس کے حصہ پر اگر پانی نقصان کرے تو مسح کر لینا کافی ہے۔

۵۔ اگر پٹی نہ باندھی بلکہ بچھا لگایا ہو تو اس پر بھی مسح کر لیں۔

:

بہارِ اسلامیہ، ماہِ ماہوار، ستمبر ۱۹۸۷ء

حیض کا بیان (ماہِ ماہوار)

MONTHLY COURSE

اسلام ظاہری اور باطنی طہارت کا علمبردار ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ میں ناپاکیوں کا بیان اور ان سے پاک ہونے کا بیان تفصیل سے موجود ہے۔ اس موقع پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس قسم کی چیزوں کا کتابوں میں لکھنا یا بیان کرنا باعثِ شرم ہے۔ مگر انھیں شاید یہ معلوم نہیں کہ فنِ طب میں اس سے زیادہ عریاں طریقے پر انسانی اعضاء اور نجاستوں کی تشریح کی جاتی ہے۔ تو پھر کیا لوگ اس علم کو محض اس لئے پڑھنا چھوڑ دیں کہ اس علم میں ایسی عریاں باتیں ہیں بلکہ وہاں تو عریاں اعضاء کی نائش ہوتی ہے۔ درحقیقت باعثِ شرم تو وہ چیزیں ہیں جو یہ مہذب معترض سینماؤں، تھیٹروں اور ٹائٹ کلبوں میں دیکھتے ہیں یا افسانوں اور جنسی رسالوں میں پڑھتے ہیں۔

حیض کی حقیقت تو کتبِ طب میں ہے البتہ یہاں اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ عورت کو بہ نسبت مرد کے خون کی زائد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ زمانہ حمل میں بچہ اسی خون سے پرورش پاتا ہے اور جب پیدا ہو جاتا ہے تو یہی خون دودھ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اور جب یہ دونوں صورتیں نہیں ہوتیں تو یہ فاضل خون خارج ہو جاتا ہے۔ اگر یہ خارج نہ ہو تو بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ چونکہ عورت کا اس پر اختیار نہیں ہوتا اس لئے ایسی حالت میں عورت پر نمازیں معاف ہیں اور روزے قضا کرنے

بہارِ اسلامیہ، ماہِ ماہوار، ستمبر ۱۹۸۷ء

ہوں گے، چونکہ نمازوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس لئے وہ معاف کر دی گئیں مگر سال بھر میں دس یا کم روزے رکھنا کوئی بڑی بات نہیں اسلئے انکی قضا رکھی گئی ہے۔

- ۱۔ حیض کم سے کم تین دن اور تین رات اور زائد سے زائد دس دن دس رات آتا ہے، اگر تین دن سے کم آئے تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔
- ۲۔ حمل والی عورت کو جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔
- ۳۔ دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پندرہ دن کا فاصلہ ہوتا ہے، ورنہ استحاضہ ہے۔

۴۔ حیض کا خون سرخ ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے چھ رنگ میں سیاہ، سرخ، سبز، زرد، گدلا، مٹیالا۔

۵۔ جس عورت کو مسلسل خون آتا ہو وہ دس دن حیض کے شمار کرے اور باقی بیس دن استحاضہ کے۔

حیض کے احکام کا ذکر نفاس کے ساتھ ہوگا۔

نفاس کا بیان

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا ہونے کے بعد جاری ہو، اس کی کم از کم کوئی حد نہیں زیادہ سے چالیس دن اور چالیس راتیں۔

- ۱۔ پہلی مرتبہ بچہ پیدا ہوا تو چالیس دن تک خون نفاس ہے اور اس سے زائد اگر آئے استحاضہ ہے۔

۲۔ پہلی مرتبہ جتنے دن خون آیا نفاس کے دن وہی متعین ہو جائیں گے

یعنی پہلی مرتبہ تیس دن آیا اور دوسری مرتبہ ۴۰ دن تو تیس دن

نفس کے شمار ہوں گے۔ اور دس استحاظہ کے۔

- ۳۔ حمل ساقط ہو گیا تو اگر اعضاء بن گئے تو خون نفاس ہوگا ورنہ نہیں۔
 ۴۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون جاری ہوا۔ پھر چند دن کے بعد جاری ہو تو چالیس دن کے اندر اندر نفاس ہی شمار ہوگا خواہ فاصلہ سے آئے۔

حیض و نفاس کے احکام شرعیہ

حیض و نفاس کی ضروری تفصیلات کے بعد اب ان سے متعلق شرعی احکام ذکر کئے جاتے ہیں۔

- ۱۔ حیض و نفاس والی عورت کا قرآن مجید دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، اس کی جلد، حاشیہ یا چولی کو ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ لگانا حرام۔
 ۲۔ کاغذ کے پرچے یا کسی چیز پر آیت لکھی ہو اس کا چھونا بھی حرام ہے۔
 ۳۔ کرتے، دامن، آنچل یا کسی ایسے کپڑے سے جو پہنے ہوئے ہو اس سے قرآن کا پکڑنا حرام ہے۔
 ۴۔ قرآن جزدان یا کسی اور کپڑے میں لپٹا ہے تو اس کا اٹھانا جائز ہے۔

۵۔ جو عورت بچوں کو پڑھاتی ہو وہ ہتھے کرا کے پڑھا سکتی ہے یا سانس توڑ کر، یعنی ایک سانس میں مکمل کلمہ نہ پڑھے۔

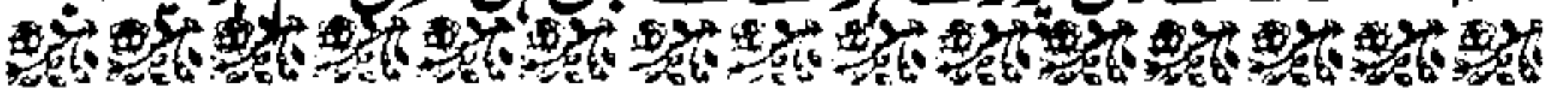
۶۔ قرآن مجید کے علاوہ تمام دعائیں، کلمہ، درود شریف وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔

۷۔ ایسی عورت کا مسجد میں جانا حرام ہے، اگر پانی یا کوئی اور چیز مسجد

توڑے تو مسجد میں جانا حرام ہے۔



- میں سے لانی ضروری ہو تو تیمم کر کے چلی جائے۔
- ۸۔ طواف نہیں کر سکتی، خواہ خانہ کعبہ کے باہر ہی کیوں نہ ہو۔
- ۹۔ روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا حرام ہے۔
- ۱۰۔ روزہ کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا احترام رمضان کی وجہ سے کچھ نہ کھائے نہ پیئے۔ اب اگر روزہ فرض تھا تو قضا فرض ہے اور اگر نفل تھا تو قضا واجب ہے۔
- ۱۱۔ ایسی عورت سجدہ شکر، سجدہ تلاوت نہیں کر سکتی، اگر آیت سجدہ سنے تو اس پر سجدہ تلاوت فرض نہیں۔
- ۱۲۔ ایسی عورت سے جماع حرام ہے۔ جماع کا ایسی حالت میں جائز جانا کفر ہے اور حرام جانتے ہوئے کر لیا تو سخت گنہگار ہوا۔ توبہ فرض ہے۔
- ۱۳۔ اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو مرد کا اپنے بدن کے کسی حصہ سے چھونا جائز نہیں، اگر اس حصہ پر ایسا کپڑا ہو کہ گرمی محسوس نہ ہو تو حرج نہیں۔
- ۱۴۔ بوس و کنار اور ایک ساتھ سونا جائز ہے۔ اگر شہوت کے غلبہ کا خطرہ ہو تو ساتھ نہ سوں۔
- ۱۵۔ عورت اس حالت میں مرد کے ہر حصہ کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔
- ۱۶۔ دس دن پر اگر حیض ختم ہو تو پاک ہوتے ہی بلا غسل کئے جماع جائز ہے۔ مگر مستحب یہ ہے کہ عورت کے غسل کرنے کے بعد جماع کرے۔
- ۱۷۔ اگر دس سے کم عرصہ میں عورت پاک ہوئی تو غسل کے بغیر، یا اس نماز کے وقت کے گزرنے سے قبل جس میں کہ پاک ہوئی جماع جائز نہیں۔
- ۱۸۔ عادت کے دن پورے ہونے سے قبل ہی خون ختم ہو گیا تو جماع



جائز نہیں تا وقتیکہ حیض کے دن پورے نہ ہو جائیں۔

ضروری نوٹ :- نفاس کے بھی یہی احکام ہیں، حیض و نفاس والی عورت کا لپکا ہوا کھانا، اس کے ساتھ کھانا، اس کا جھوٹا کھانا سب جائز ہے، اس میں کچھ کراہت نہیں۔

استحاضہ کا بیان

استحاضہ سے مراد وہ خون ہے جو عورت کو بیماری کی وجہ سے جاری ہو جائے۔ اس کا ذکر حیض کے مسائل میں کئی جگہ آچکا ہے۔

- ۱۔ استحاضہ والی عورت پر نماز معاف ہے نہ روزہ۔
- ۲۔ استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا ہو کہ اسکو اتنی مہلت نہیں تھی کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اسکو معذور کہا جائے گا۔ ایک وضو سے اسوقت جتنی نمازیں چاہے پڑھ لے خون سے وضو نہ لٹوئے گا۔
- ۳۔ اگر کپڑا وغیرہ رکھنے سے خون رک جاتا ہے تو معذور نہیں۔
- ۴۔ ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا وہ معذور ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وضو کرے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے۔ جیسے قطرہ آجاتا ہو، دست آتے ہوں یا ہوا خارج ہوتی ہو، دکھتی آنکھ سے پانی بہتا ہو، بھوڑے یا ناسور سے ہر وقت رطوبت بہتی ہو، کان، ناف وغیرہ سے پانی اور کوئی اور رطوبت نکلتی ہو۔

اور رطوبت نکلتی ہو۔

۵۔ اسی صورت میں فرض نماز کا وقت لگتے ہی وضو لوٹ جائے گا ،
جیسے کسی نے عصر کے وقت وضو کیا تو اب غروب آفتاب ہوتے ہی
وضو لوٹ جائے گا۔

نجاستیں اور ان کے احکام

اسلام نے مسلمانوں کو ظاہر و باطن کی پاکی کا شدت سے حکم دیا ہے۔
نجاستوں سے پاکی حاصل کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک نجاستوں
کا علم نہ ہو۔ اس باب میں نجاستوں کی قسمیں اور ان سے پاکیزگی حاصل کرنے
کیا ہے۔

نجاست کی شرعاً دو قسمیں ہیں۔

- ۱۔ نجاست غلیظہ۔ یعنی وہ نجاست جسکی طہارت کے شدید احکام ہیں۔
- ۲۔ نجاست خفیہہ۔ یعنی جو معمولی طور پر پاک کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

نجاست غلیظہ کا حکم

۱۔ اگر نجاست غلیظہ کپڑے یا بدن پر ایک درہم کے برابر لگ جائے تو
اس کا پاک کرنا فرض ہے ، بغیر پاک کئے نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی
اگر جان بوجھ کر پڑھی تو گناہ گار ہوگا ، اور اگر اس خیال سے پڑھی کہ کچھ
حرج نہیں ہے نہ نیت حقارت ، تو کفر ہو جائے گا۔ اگر ایسی نجاست
درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے بلا پاک کئے نماز پڑھی تو
مکر وہ تحریمی ہوئی دوبارہ پڑھنی چاہیے۔ اور قصداً پڑھی تو گناہ گار
ہوا۔ اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے بے پاک کئے نماز

۲۔ اگر نجاست خفیہہ کپڑے یا بدن پر ایک درہم کے برابر لگ جائے تو

بڑھی تو اگرچہ نماز ہو گئی مگر خلافت سنت ہوئی اور دوبارہ پڑھنا بہتر ہے۔

۲۔ اگر نجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ، گوبر، لید وغیرہ تو درہم کے برابر ہونے سے مراد وزن میں درہم کے برابر ہوتا ہے یعنی ساڑھے چار ماشہ۔

۳۔ اگر نجاست تیلی ہے جیسے پیشاب وغیرہ تو درہم سے مراد موجودہ دھات کے روپے کے برابر گولائی میں۔

۴۔ نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عضو پر لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہے معاف ہے اس سے نماز ہو جائے گی اور اگر پورے چوتھائی حصہ پر ہے تو بلا دھوئے نماز نہ ہوگی۔

۵۔ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ اگر کسی تیلی چیز دودھ وغیرہ میں گر جائے تو وہ چیز ناپاک ہو جائے گی خواہ نجاست کم ہو یا زائد۔

۶۔ ہر وہ چیز جو انسان کے بدن سے نکلتی ہو اور اس کے نکلنے سے وضو یا غسل واجب ہو جاتا ہو وہ نجاست غلیظہ ہے جیسے پاخانہ، پیشاب بتنا، ہوا خون، پیپ، حیض (استحاضہ)، مذی، ودی، منی۔

ایک غلطی کا ازالہ :- دودھ پیتے لڑکے یا لڑکی کا پاخانہ پیشاب نجاست غلیظہ ہے عوام میں اس پیشاب کے پاک ہونے کے متعلق جو مشہور ہے وہ غلط ہے۔

۷۔ شیر خوار بچہ نے اگر منہ بھر کر دودھ ڈالا تو یہ نجاست غلیظہ ہے۔

۸۔ خشکی کے ہر جانور کا بتنا خون، مردار کا گوشت اور چربی، حرام چوپائے

جیسے، کتا، شیر، لومڑی، بلی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی، خنزیر کا

پاخانہ پیشاب اور گھوڑے کی لید اور حلال چوپایوں کا پاخانہ

بہتر ہے۔

جیسے گائے، بھینس کا گوبر، بکری، یا اونٹ کی مینگنی، مرغی، بطخ وغیرہ کی بیٹ، ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تارسی ہیندھی سانپ کا پاخانہ پیشاب اور اس جنگلی سانپ اور مینڈک کا گوشت جن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے۔ اگرچہ ذبح کئے گئے ہوں انکی کھال اگرچہ دباغت (کمائی ہوئی کھال) دے دی گئی ہو، سور کا گوشت ہڈی اور بال ہر چیز نجاست غلیظہ ہے۔

۹۔ چھپکلی یا گرگٹ کا خون نجاست غلیظہ ہے۔

۱۰۔ پاتھی کی سوند کی رطوبت، شیر، کتے، چیتے اور دوسرے دیرے اور چوپالیوں کا لعاب نجاست غلیظہ ہے۔

۱۱۔ حلال جانوروں کا پیشاب، گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ نجاست خفیہ ہے۔

۱۲۔ چمگاڈر کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔

۱۳۔ کیوتر، مینا، مرغابی وغیرہ پرندوں کی بیٹ پاک ہیں۔

۱۴۔ مچھلی اور پانی کے دوسرے جانور، کھٹمل اور مچھر کا خون اور خچر اور گدھے کا پسینہ پاک ہے۔

۱۵۔ پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی لٹک کے برابر کپڑے یا بدن پر پڑ جائیں تو پاک ہے۔

۱۶۔ گوشت مچھلی یا کلیجی میں جو خون رہ گیا ہو پاک ہے۔

۱۷۔ جیب میں شیشی کے اندر خون پیشاب یا اسی قسم کی اور نجس چیز ہو تو نماز نہ ہوگی۔

۱۸۔ حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر

﴿﴾

۹۔ درخت، گھاس، دیوار اور اینٹ وغیرہ جو زمین میں پیوست ہوں وہ خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

۱۰۔ عام طور پر گھاس کے لالوں پر نماز پڑھی جاتی ہے یہ درست ہے۔

۱۱۔ ناپاک مٹی سے اگر برتن بنائے گئے ہوں تو جب تک کچے ہیں ناپاک رہیں گے اور پکانے کے بعد پاک ہو جائیں گے۔

۱۲۔ جو چیز سوکھنے کی وجہ سے پاک ہو گئی ہے وہ تر ہونے سے ناپاک ہو جائیگی

۱۳۔ تیل یا گھی کسی ناپاک چیز کے گرنے سے ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جتنا تیل یا گھی بے آنا ہی پاک پانی اس میں ملائیں اور خوب ہلا کر اوپر سے گھی یا تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں۔ یہ عمل تین مرتبہ کریں اسی طرح اور بھی جو سیال چیزیں اس قسم کی ہوں پاک کی جاسکتی ہیں۔

۱۴۔ جلٹے نماز میں ہاتھ پاؤں پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا ضروری ہے باقی جگہ اگر ناپاک بھی ہو تو نماز ہو جائے گی۔

نوٹ :- پاکی اور ناپاکی کی یہ چند ضروری اور ہمہ وقت و ہمہ پیش آنے والے مسائل تھے جو یہاں جمع کئے گئے ہیں تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

استحاجا کا ذکر

۱۔ ابو ایوب، جابر اور انسؓ سے مروی ہے فیہ رجال مجنون ان یتطهروا

یعنی اس میں (مسجد قبا) ایسے مرد ہیں جو خوب پاکی حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے دریافت کیا کہ پاکیزگی کے بارے میں اللہ نے تمہاری تعریف کی ہے تو بتاؤ کہ تم کس طرح پاکیزگی

﴿﴾

حاصل کرتے ہو؟ وہ بولے، نماز کے لئے ہم وضو کرتے ہیں، اور جنابت سے غسل کرتے ہیں؟ اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، یہی بات ہے اس کی پابندی کرو۔

۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر درخت کی سرسبز شاخیں لگا دیں، دریافت کرنے پر ارشاد کیا کہ ان دونوں پر قبر میں عذاب ہو رہا تھا، ایک پر تو اس لئے کہ وہ چغل خور تھا اور دوسرے پر اس لئے کہ وہ پیشاب کی چھٹیوں سے نہیں بچتا تھا۔ مجھے امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی ان پر عذاب میں کمی رہے گی اسی لئے قبروں پر پھول یا شاخیں ڈال جاتی ہیں۔ پھولوں کی چادر بھی ڈال سکتے ہیں۔

۳۔ بیت الخلاء میں جاتے ہوئے باہر ہی یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔
بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الخُبْثِ وَالخُبَّائِثِ، اور باہر نکلتے ہی غُفْرَانَکَ کہہ لے۔

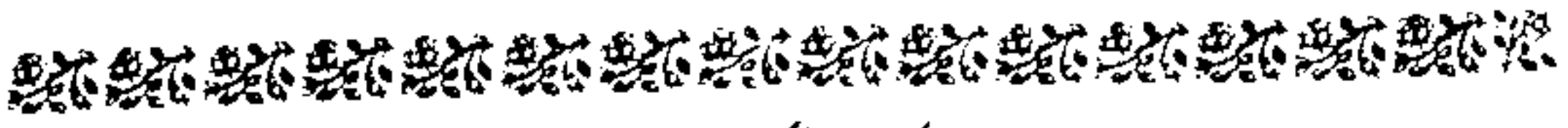
۴۔ پیشاب پاخانہ کرتے وقت نہ قبلہ کو منہ کہا جائے نہ پیٹھ، اس سبب جو بچے کو پیشاب پاخانہ کرائے وہ بھی خیال رکھے۔

۵۔ مندرجہ ذیل مقامات پر پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔

کنویں، حوض پلچشمے کے کنارے، پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو، پھل دار درخت کے نیچے، سائے میں جہاں لوگوں کی نشست و برخاست ہو، مسجد اور عید گاہ کے پہلو میں، قبرستان میں، جہاں غسل کیا جاتا ہو۔

ضروری تنبیہ :- عام طور پر مساجد سے متصل پیشاب خانے بنائے جاتے ہیں اور وہاں نمازی اور بے نمازی سب دن رات پیشاب کرتے رہتے ہیں میرے نزدیک یہ طریقہ قطعاً غلط ہے۔ ہمیں مسجد کے پاک صاف رکھنے اور

۱۔ بخاری و مسلم ۲۔ بخاری و ترمذی ابن ماجہ



اور ان میں خوشبو تیس رگنانے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ ان میں بدبو پھیلانے کا جب غیر مسلم بلکہ نئے ذہن کے لوگ مسلمانوں کو مسجد میں پیشاب کر کے ٹہلتے ہوئے دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں۔ لہذا میرا مشورہ ہے کہ یہ پیشاب خانے مسجد سے اتنے دور رکھے جائیں کہ مسجد تک مطلقاً بدبو نہ آئے اور نہ پیشاب کر کے ٹہلتے ہوئے لوگ نظر آئیں۔

۶۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے، البتہ کسی عذر کی وجہ سے ہو تو حرج نہیں مثلاً بیماری کی وجہ سے بیٹھ نہ سکتا ہو، یا بیٹھنے کی جگہ نہ ہو۔

۷۔ بیت الخلاء میں کسی دینی مسئلہ پر غور نہ کرے، چھینک، سلام اور اذان کا

جواب زبان سے نہ دے۔ بلا ضرورت نہ اپنی نثر مرگاہ کو دیکھے اور نہ نجاست

کو، پیشاب میں نہ تھو کے نہ ناک صاف کرے، نہ بلا ضرورت کھنکھارے،

۸۔ اگر صرف ڈھیلوں سے استنجا کر لیا تو کافی ہے۔ صرف پانی سے بھی کافی ہے،

البتہ پیشاب سے پوری طرح پاکی ڈھیلے سے ہی ہوتی ہے اور اس کے بہت

فوائد ہیں۔ اگر پانی سے استنجا کریں تو پوری طرح اطمینان کریں۔

۹۔ کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے ہی کے حکم میں ہیں اسی طرح ٹوائٹ پیرو کا حکم

۱۰۔ ہڈی، کھانے کی اشیاء، گوبر، پچی اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کونڈہ،

جانور کا چارہ اور کاغذ سے استنجا ممنوع ہے

۱۱۔ بیت الخلاء میں استعمال سے جو پانی بچا ہو اس سے وضو کرنا جائز ہے البتہ

وضو کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کرنا بہتر نہیں۔



حصہ عبادت

یہ درست ہے کہ انسان نے جب سے اس دنیا سے رنگ و بو میں قدم رکھا ہے کچھ ایسے افعال و اعمال کا پابند رہا ہے۔ جو دنیاوی مصروفیتوں سے الگ ہوتے ہیں اور انہیں وہ نہایت عقیدت و احترام سے بجالاتا ہے، ان افعال کی ادائیگی اس کے لئے موجب راحت و سکون ہوتی ہے، اسی قسم کے افعال کا نام عام طور پر عبادت رکھا جاتا ہے۔ مگر میرے خیال میں عبادت کی ایسی تعریف ممکن نہیں جو ہر مذہب و ملت کی عبادت پر یکساں طور پر صادق آسکے کیونکہ عبادت کے تصورات بالکل مختلف قسم کے ہیں۔ عبادت کا ایک تصور جاہلی ہے۔

عبادت کا جاہلانہ تصور

اس تصور کی رو سے وہ ہستیاں جن کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے انسانی خصلتیں رکھتی ہیں۔ جس طرح بڑے لوگ اپنے چھوٹوں کی خوشامد سے خوش ہوتے ہیں اور ان پر انعام و اکرام کرتے ہیں اسی طرح انسان اگر اپنے دیوتاؤں کی خوشی کے لئے کام کرے اور خوشامد کرے تو وہ عافیت میں رہتا ہے۔ ورنہ وہ انکی ناراضگی کا نشانہ بنتا ہے۔ اس تصور کے مطابق عبادت چند مراسم کی ادائیگی کا نام ہے۔

بے شمار عبادتیں اور عبادتیں بے شمار ہیں۔

عبادت کا راہبانہ تصور

عبادت کا دوسرا تصور جو بہت عام ہے، جو گمانہ یا راہبانہ تصور ہے۔ اس میں دنیا سے منہ موڑنا اور اسکی لذتوں سے دست کش ہونا لازم ہے دین دنیا کی ضد ہے، دینی ترقی بلا دنیاوی خسارے کے ناممکن ہے۔

عبادت کا اسلامی تصور

عبادت کا اسلامی تصور ان دونوں تصورات سے یکسر مختلف ہے اسلام کے نزدیک عبادت معبود حقیقی یعنی خدائے وحدہ لا شریک کے ہر حکم کو ماننے کا نام ہے۔ اس لحاظ سے انسان کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کی عبادت میں گزر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی کے ہر دور بلکہ ہر لمحہ کے لئے ہدایات دی ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد بھی عبادت ہیں۔ آپ کا چلنا پھرنا سونا جاگنا، کھانا پینا، غرض کہ آپ کی پوری زندگی بلکہ موت بھی عبادت الہی بن سکتی ہے۔ بشرطیکہ آپ ایسا چاہیں۔ اگر آپ زمین پر عاجزانہ انداز سے چلتے ہیں اور فتنہ و فساد نہیں پھیلاتے تو آپ کا چلنا عبادت ہے۔ اگر آپ رزق حلال ذرائع سے محض اس لئے کماتے ہیں کہ اپنی زندگی اور اپنے اہل و عیال کی زندگی کا بقا آپ پر فرس ہے تو آپ کی یہ کمائی، یہ زراعت، یہ تجارت اور یہ محنت و مزدوری، عبادت ہی قرار پائے گی۔ اگر آپ ویرانوں میں جا کر بیٹھ رہیں تو سچ اور جھوٹ ظلم و عدل، جائز و ناجائز سے آزمائش کی کیا صورت ہوگی؟ پھر ضبط نفس اور خوف خدا کے اظہار کا کیا ذریعہ ہوگا۔

عبادت تو یہ ہے کہ آپ زبردست ہوں اور ظلم نہ کریں۔ آپ کے ہاتھ میں ترازو ہو اور آپ پورا تولیں۔ سچ کی خاطر آپ کو نقصان پہنچ رہا ہو تو محض رضا

الہی کے لئے آپ سچ پر ثابت قدم رہیں۔ تجارت میں مشغول ہوں اور جو بھی اذان ہو فوراً نماز کے لئے دوڑ پڑیں۔ خود بھوکا رہنا اتنا مشکل نہیں جتنا بھوکوں کا پیٹ بھرنا مشکل ہے۔ خود شکار رہنا تو آسان ہے مگر ننگوں کا تن ڈھانپنا اصل کام ہے اسی طرح اپنا ایمان بچا کر غاروں میں چلا جانا آسان ہے۔ مگر دوسروں کے ایمان کی حفاظت کرنا آسان نہیں ہے گھر کی آسائش سے نکل کر میدان جنگ میں آنا کارہ دار

خلاصہ یہ کہ اسلام انسان کی دنیاوی زندگی کو دین میں تبدیل کرنا چاہتا ہے اور وہ اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ جس خدا کی بندگی کا تو نے اقرار کیا ہے تیری زندگی کا ہر نفس اسی کی بندگی میں رہے اور تو اپنی زبان حال سے اعلان کر دے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

”فرماد دیجئے یقیناً میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور موت اللہ رب العالمین

کے لئے ہے۔“

یوں تو انسانی زندگی کی ہر ادا عبادت ہے۔ مگر اسلام نے چند افعال و اعمال ایسے مقرر فرمائے ہیں جو انسان کو اسکی تمام زندگی کی عبادت بنانے کی تربیت دیتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا عمل نماز ہے۔

نماز کا بیان

نماز کے چند بنیادی فوائد ہیں۔

احساس بندگی

چونکہ انسان مادی دنیا میں رہتا ہے اور اس کے ہر چہار طرف مرغوبات دنیاوی کی نمائش لگی ہوتی ہے۔ اس جھمیلے میں یاد الہی کا اس کے دل سے محو ہو جانا

اور احساس بندگی سے غفلت کا آجانا عین ممکن ہے بلکہ حقیقت میں ایسا ہی ہے۔ نماز انسان کو بارہا بار احساس بندگی دلانے کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔

اہمیت فرض

انسان پر مختلف قسم کے فرائض کا مجموعہ ہے اسے قدم قدم پر فرائض ادا کرنا ہیں، نماز انسان کو ادائیگی فرض کے لئے مستعد بناتی ہے۔ نماز فجر کی اذان انسان کو میٹھی نیند سے اٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔ ظہر کی اذان عین کاروبار کے درمیان آتی ہے اور انسان کو ادائیگی فرض کے لئے بلاتی ہے، اسپرچ دوسری نمازوں کا حال ہے۔

تعمیر سیرت

نماز مسلمان کی سیرت کو اس انداز سے مرتب کرتی ہے جس کی ضرورت اللہ کی ہدایت کے بموجب انھیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ انسان ظاہر و باطن میں احکام الہی کی پابندی کرے، نماز میں اس مقصد کی تلقین پائی جاتی ہے کہ انسان جو دعائیں اور قرآن پاک نماز میں پڑھتا ہے وہ ٹھیک ٹھیک پڑھتا ہے۔ اگر وہ نہ پڑھے اور یوں ہی خاموش کھڑا رہے تو کسی کو کیا پتہ چلے۔ مگر وہ حالت نماز میں اللہ سے اس درجہ قریب ہے کہ ان خفیہ دعاؤں میں وہ کسی قسم کی خیانت نہیں کرتا۔ پس نماز انسان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتی ہے کہ جس طرح اس نے بحالت نماز ایک خفیہ معاملہ میں دیانت داری کا مظاہرہ کیا ہے اسی طرح نماز کے علاوہ کب ہونا چاہیے۔ نماز کے ظاہری اعمال بھی انسان بلا کم و کاست پورے ادا کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ان میں کمی بیشی کرے تو

کون اس پر فرد جرم عائد کرے گا؟ مگر نمازی لوگوں کی داد و تحسین یا نفرت و لعنت کی پرواہ کئے بغیر افعال نماز ادا کرتا ہے، تاکہ زندگی کے دوسرے کارنامے بھی اسی جذبے سے انجام دے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو انسان کی سیرت

تعمیر کرتی ہے، قرآن کریم میں ہے۔

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

یقیناً نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

یعنی اگر انسان نماز کے کلمات اور اسمیں ادا کئے جانے والے افعال پر غور کرے بالخصوص ان نکات پر تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہر اس چیز کو ترک کر دیگا جو خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔

منفس پر کنٹرول

نماز انسان میں صبر، ضبط نفس اور تکالیف برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ سستی اور کاہلی نمازیوں کے قریب نہیں آسکتی۔ جو لوگ مذہب کو افیون کہتے ہیں اگر انھیں کبھی نمازیوں کی چستی اور فعالیت کا علم ہو جائے تو انھیں یقیناً اپنا اعتراض واپس لینا ہوگا۔

ایک نمازی دوست اور احباب کے درمیان گھرا ہوا بیٹھا ہے خوش گیسوں میں مصروف ہے، یا بازار میں خرید و فروخت کر رہا ہے، یا کوئی دلچسپ کتاب بڑھ رہا ہے۔ یا مبیٹھی نیند سو رہا ہے کہ اس کے کانوں میں موذن کی آواز آئی "حتیٰ علی الصلوة" اور نماز کی طرف۔ تو وہ اپنے تمام مشاغل کو چھوڑ دیتا ہے اور سیدھا مسجد کا رخ کرتا ہے۔ سخت سردی میں اٹھتا ہے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہے، رات کو خواہ کتنی ہی تاخیر سے سویا ہو مگر صبح موذن

پانی سے وضو کرتا ہے، رات کو خواہ کتنی ہی تاخیر سے سویا ہو مگر صبح موذن

کے یہ کلمات جوں ہی اس کے کالوں میں پڑتے ہیں کہ "الصلاة خير من النوم"

نماز نیند سے بہتر ہے تو وہ فوراً کلمہ پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھتا ہے۔ کیا یہ سب کام کو

افیونی یا سست آدمی کر کے دکھا سکتا ہے اور ایک دو دن نہیں بلکہ جسکی پوری

زندگی کا یہی معمول بن چکا ہو۔ درحقیقت ایک نماز ادا کرنا نفس کی سنکڑوں خواہشوں

کو کچلنے اور ان پر غالب آنے سے عبارت ہے اور یہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو

انسانیت کے عظیم مقام پر فائز ہوں، نفس پرست اور خواہشات کے بندے نماز

کی پابندیوں پر کبھی پورے نہیں اتر سکتے۔ اس لئے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
توان کے بعد ایسے ناخلف آئے جنہوں

نے نمازوں کو شائع کر دیا اور خواہشات
نفس کی پیروی اختیار کر لی تو وہ عنقریب

گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

چنانچہ عام طور پر بے نمازی یا سست اور کاہل ہوتے ہیں یا ہواد ہوس

کے بندے ہوتے ہیں۔

نماز کے معاشرتی فوائد

انسان کی زندگی کے دو پہلو ہیں، ایک اجتماعی اور دوسرا انفرادی

اسلام بہت سے دوسرے مذاہب کے برعکس صرف انسان کی انفرادی ضروریات

کی تکمیل نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا دخل انسان کی اجتماعی زندگی میں بھی یورپ

میں مذہب کو انسان کا انفرادی اور ذاتی معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ

ہے کہ وہاں مذہب سے مراد عیسائیت ہے جسکی تعبیر و تشریح کچھ اسی انداز

سے کی گئی ہے کہ اس سے انسان کی محض انفرادی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ لیکن جیسا

کہ ہم لکھ آئے ہیں اسلام انسان کی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حیثیت کو متاثر کرتا ہے

اور بڑی شد و مد سے تقاضا کرتا ہے کہ اسکی تعلیمات کو زندگی کے پورے

تعمیرات کو متاثر کرتا ہے۔

کاروبار میں عمل دخل ہو۔ اس لئے اسلام کی تمام عبادات بلکہ تمام احکام کو اسی وسیع پس منظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ نماز اس معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں بھرپور کردار ادا کرتی ہے جس کا قیام مرضی خداوندی ہے۔ نماز باجماعت واکر نے کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۔ اذان سنتے ہی لوگوں کا ایک ساتھ ساتھ ساجد کی طرف چلنا انہیں احساس کو بیدار کرتا ہے کہ اگر کسی قومی کام کے لئے انہیں پکارا جائے تو وہ یکدم آجائیں۔

۲۔ ایک محلہ کے تمام مسلمان جب پانچوں وقت مسجد میں ملتے ہیں اور نہ صرف ملتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح ایک دوسرے کے دکھ سکھ دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملتا ہے، اور امداد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ مسجد میں مختلف پیشوں سے متعلق لوگ یکجا ہوتے ہیں، ان سے تعارف کے بعد بوقت ضرورت کام کرانے میں آسانی ہو جاتی ہے، میل ملاقات کی وجہ سے بہت مراعات حاصل ہو جاتی ہیں۔ آپ مسجد میں جوتا گانہ بھنے والے سے لے کر وزیر اور بادشاہ تک سے ملاقات کر سکتے ہیں۔

۴۔ مسجد میں پہنچ کر انسانوں کی مصنوعی درجہ بندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ ایک حیثیت کا آدمی اگر پہلے مسجد میں پہنچ گیا تو صفت اول میں جگہ پائے گا۔ اور ایک باحیثیت آدمی دیر سے پہنچا تو اسے پھلی صفت میں جگہ ملے گی نہ تو وہ کسی کو اگلی صفت سے کھینچ کر باہر لا سکتا ہے اور نہ پہلے سے اپنی نشست مخصوص کر سکتا ہے۔ مسجد میں لوگوں کا اس طرح گھل مل کر موجود ہونا انہیں یاد دلاتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں اونچ نیچ اور چھوت چھات کے تصور کو جگہ نہ دو اللہ کی نگاہ میں سب ہی مساوی ہیں۔

۵۔ امام باجماعت نماز میں بڑی اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ امام کے لئے نہ تو

مالدان ہونا ضروری ہے اور نہ طاقتور ہونا ضروری ہے اور نہ عالی نسب ہونا ضروری ہے۔ البتہ امام کے لئے دین کا علم اور دین پر عامل ہونا ضروری ہے امام کے لئے شریعت نے جو شرائط مقرر کئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں فضیلت کا مدار کس چیز پر ہے، اسلام کے دور حکومت میں جو لوگ مسلمانوں کے دنیاوی معاملات سلجھانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں وہی مصطلح کے امام بھی ہوتے ہیں۔ مگر جب دنیاوی معاملات سلجھانے والوں کو دنیا کا چسکا لگ گیا اور دین سے ناواقف ہو گئے اور خود نمازیں تک پڑھنا چھوڑ دیں تو اس شرف سے بھی محروم ہو گئے۔

۶۔ امام کی پیروی کا شدت سے حکم ہے۔ ہاں اگر وہ غلطی کرے تو ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ امام کو لوٹک دے۔ ٹوکنے کے لئے "سبحان اللہ" یعنی اللہ پاک ہے، کہا جاتا ہے۔ جسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ اے امام صاحب غلطی سے پاک تو صرف اللہ ہے۔ آپ سے جو غلطی ہوئی ہے اس کی اصلاح کر لیجئے۔ چنانچہ امام اصلاح کر لیتا ہے۔ اگر غلطی بڑی ہو اور امام اس پر اڑا رہے تو مقتدیوں کا فرض ہے کہ وہ اس امام کو ہٹا دیں اور اس سے لا تعلق ہو جائیں۔ کیا جمہوریت کی اس سے بہتر کوئی اور تربیت گاہ ہو سکتی ہے۔ امام کی متابعت ہمیں بتاتی ہے کہ ہم اپنی قومی زندگی میں اس شخص کی اطاعت کریں جس پر ملک کی اکثریت متفق ہو۔ جب تک ٹھیک چلتا رہے اطاعت کرتے رہیں۔ جب غلطیاں کرے تو تنبیہ کریں اور جب نہ مانے تو اسے علیحدہ کر دیں۔

نماز کے ان انفرادی اور اجتماعی فوائد کی وجہ سے اسکو دین کا ستون اور مومن و منافق کے درمیان بڑا امتیاز بتایا گیا ہے اور اس کے تارک کو کافر کہا گیا ہے اور اسکی فرضیت دن میں پانچ مرتبہ رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نفسیات خوب واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نفسیات

قرآن اول نماز

قرآن کریم میں جا بجا نماز کا ذکر ہے، اور اس کی پابندی کا حکم ہے۔ مگر نماز پڑھنے کا طریقہ، نماز کی رکعات کی تعداد، اور نماز میں کیا پڑھا جائے مذکور نہیں، اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو لوگ رسول سے (صلی اللہ علیہ وسلم) بے نیاز ہو جاتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن کا معلم بنا کر بھیجا، تاکہ وہ اجمالی چیزیں جو قرآن میں ہیں ان کی تفصیلات اور ان پر عمل کے طریقے امت کو تعلیم فرمائیں۔ اس لئے آپ کو 'اسوہ' نمونہ کہا گیا ہے، ایک مسلمان کو تعلیم رسول کی کتنی شدید حاجت ہے اس کا اندازہ آپ صرف اس ایک چیز سے ہی لگا سکتے ہیں کہ اسلام کی پہلی ہی عبادت آپ بلا تعلیم رسول کے ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ نماز کے بارے میں چند آیات قرآنی یہ ہیں۔

(۱) اَلَمْ يَهْدِ لَكُمْ الْكِتَابَ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُوَ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ
الَّذِیْنَ یُوْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
یَنْفِقُوْنَ

الم۔ اس کتاب میں کچھ شک نہیں۔ یہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو ان دیکھی حقیقتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں (راہِ خدا میں) اس آیت میں ایمان کے بعد پہلی عبادت نماز کو قرار دیا گیا ہے۔ تقویٰ کی دولت بغیر اقامتِ صلوٰۃ حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۲) اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اَتُوا الزَّكٰوةَ وَ اِرْکَعُوْا مَعَ الرَّاٰعِیْنَ
نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ

رکوع کرو۔

پانچ نمازوں کا ثبوت قرآن سے

۳۔ حَافِظُوا عَلٰی الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوٰةِ الْوَسْطٰی وَقُوْا لَهَا لِئَلَّا تُكْفِرَ بَهَا حَافِظُوْا اَعْلٰی الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوٰةِ الْوَسْطٰی وَتَلَوْنَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی سَمْعٰیكُمْ اُولٰٓئِكَ سَبَحُوْا لِلّٰهِ اَجْمَعِیْنَ ۝۱۰۰

تمام نمازوں کی پابندی کرو اور خاص طور پر درمیانی نماز رکھو
کی اور اللہ کے لئے ادب سے کھڑے ہو۔

بعض مفسرین نے اس آیت سے نمازوں کے پانچ ہونے پر استدلال کیا ہے جسکی تقریر یہ ہے کہ وَالصَّلٰوٰةِ الْوَسْطٰی، وَاذْعُطَفْ كَاہے جو مغائرت چاہتا ہے یعنی معطوف، معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔ اب صلوٰۃ سے مراد اتنی نمازیں لینا چاہئیں کہ، وَالصَّلٰوٰةِ الْوَسْطٰی۔ درمیانی نماز بھی درست ثابت ہو اور صلوٰۃ جو جمع ہے اس کا مقتضی بھی باطل نہ ہو۔ تو اگر صلوات سے مراد دو نمازیں ہوں اور صلوات الوسطیٰ سے تیسری نماز ہو تو اگرچہ وسطیٰ کا مفہوم درست صادق آئے گا مگر جمع کا مقتضی باطل ہو جائے گا اور اگر صلوٰۃ سے تین نمازیں مراد ہوں اور وسطیٰ سے چوتھی نماز مراد ہو تو وسطیٰ کا مفہوم باطل ہو جائے گا۔ اب ایک ہی صورت رہ گئی اور وہ یہ کہ صلوٰۃ سے مراد چار نمازیں ہوں اور صلوٰۃ الوسطیٰ سے پانچویں نماز مراد ہو اس طرح جمع اور وسطیٰ دونوں کا مفہوم درست طور پر ثابت ہو جائے گا۔

نماز خشوع و خضوع سے آسان ہو جاتی ہے

۴۔ خَشُوْعٌ وَخُضُوْعٌ كِیْفِیْتِ نَمَازٍ كُوْبَا لِكُلِّ اَسَانٍ بِنَادِیْتِیْ هِیْ۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

وَاِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلٰی الْخٰشِعِیْنَ ۝۱۰۱

اور بلاشبہ وہ (نماز) دشوار ہے۔ مگر خشوع و خضوع کرنے والوں پر۔
قرآن کریم میں وارد شدہ لفظ، "صلوٰۃ" لغوی معنی میں مستعمل نہیں۔ بلکہ

۱۰ البقرہ آیت - ۲۳۸ ۱۱ البقرہ - ۲۵

۱۲ البقرہ آیت - ۲۳۸ ۱۳ البقرہ - ۲۵

شرعی اصطلاح میں مستعمل ہے۔ اسکی عملی تفسیر تقریباً ساڑھے چودہ سو سال سے مسلسل تاریخ کے ناقابل تردید دلائل و شواہد سے دنیا کے سامنے موجود ہے حتیٰ کہ اگر آپ کسی انگریز، ہندو، یہودی وغیرہ سے نماز کے معنی دریافت کریں تو ہر ایک "افعال مخصوصہ" کے مجموعے کو نماز کی تشریح کے طور پر پیش کرے گا۔ اسی طرح ہر شخص بتا دے گا کہ مسلمان پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ لہذا ان واضح شہادتوں کے باوجود، "صلوٰۃ" کے لغوی معنی مراد لینا یا نمازوں کی تعداد کم بتانا دیوانہ کی بڑے زائد نہیں، اور ایسے لوگوں کی دوسری حماقتوں کا اندازہ اسی ایک مسئلے سے ہو سکتا ہے۔

نمازوں سے لاپرواہی موجب ہلاکت ہے۔ قرآن کریم میں ہے -

۵۔ قَوْلِ الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ

"تو ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی نماز کو بھول جاتے ہیں۔"

احادیث اور نماز

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے مسائل کو پوری تشریح سے بیان فرمایا۔ نیز ان پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ نمازوں کی ادائیگی کے طریقوں یا دعائیہ کلمات میں جو فرق پایا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے نماز مختلف طریقوں سے ادا فرمائی ہے۔ یا یہ کہ پہلے ایک طریقے پر ادا فرمائی پھر دوسرے طریقے پر۔ ہم اس کتاب میں نماز کا وہ طریقہ ذکر کریں گے جو حنفی مسلک کے مطابق ہے اور اس کا زائد صحیح ہونا اس لئے بھی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے آخری ایام میں اسی طریقے پر نماز پڑھی ہے۔

نماز کی اہمیت

۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللہ الماعون - آیت کریمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِٖ وَرَحْمٰتِكَ وَاَبْرِكْ وَسَلِّمْ

فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ یہ کہ گواہی دینا کہ اللہ سچا معبود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ کے نزدیک محبوب چیز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا، جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔

۳۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے پت جھڑ کا زمانہ تھا۔ آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ لیں، پتے جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابو ذر! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا جب مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت سے پتے۔

۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر میں طہارت (وضو یا غسل) کر کے فرض ادا کرنے مسجد جاتا ہے تو اس کے ہر ایک قدم پر ایک گناہ مٹایا جاتا ہے اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔

۵۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر بندے نے نماز پوری پڑھی ہے تو پوری لکھی جائے گی (نامہ اعمال میں) اور اگر پوری نہیں ہے (یعنی اس کی ادائیگی میں کچھ نقصان ہوا ہے یا خشوع و خضوع میں کمی ہوئی ہے) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اگر میرے بندہ کے نوافل ہوں تو ان سے فرائض کی کمی پوری کر دو۔

بخاری و مسلم ۳۲ بیہقی ۵۳ مسند احمد ۲۳۲ مسلم ۲۳۲ مسند احمد ۵۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِٖ وَرَحْمٰتِكَ وَاَبْرِكْ وَسَلِّمْ

سنوں اور نوافل کے پڑھنے میں درحقیقت یہی حکمت ہے کہ نوافل میں جو معمولی فرد گزاشت ہو جاتی ہے وہ ان کے ذریعہ پوری ہو جاتی ہے۔ آجکل نمازوں میں بہت کمی رہ جاتی ہے مثلاً اچھی طرح رکوع و سجود کرنا، دھیان بٹ جانا۔ وغیرہ اس لئے سنتوں اور نوافل کو غیر ضروری سمجھ کر ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے۔

۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔

نمازوں کے اوقات کا بیان

نماز اور اوقات کا بہت گہرا تعلق ہے، قرآن کریم میں نماز اور اوقات کے تعلق کا جا بجا ذکر ہے۔

۱۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلٰى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوٰتًا (نساء - ۱۰۳)

یقیناً نماز مومنین پر وقت و وقت کی فرض ہے۔

۲۔ فَسَبِّحْ لِلّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تَصْبِحُوْنَ

یعنی اللہ کی تسبیح کرو (نماز پڑھو) شام کے وقت (نماز عصر مغرب عشاء) اور صبح کے وقت (مغرب و ظہر)

۳۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ

اور ایسی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں، شام کے وقت (عصر) اور

جبکہ تم کو دوپہر ہو جائے (ظہر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث شریفہ میں ان اوقات کی تشریح

فرمائی اور ان پر عمل بھی کیا ہے۔ احادیث میں اوقات کی تشریح کرتے ہوئے سادہ

انداز میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ آپ کے مخاطب اول سادہ قسم کے لوگ تھے۔ پھر

نمازوں کے اوقات میں کافی گنجائش رکھی گئی ہے تاکہ لوگ سہولت سے اللہ

۱۔ مسلم ۱۰۳۔ آیت۔ ۱۰۳۔ روم۔ آیت۔ ۱۰۳۔

۲۔ قرآن مجید، نساء، آیت ۱۰۳۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کی عبادت کر سکیں۔ البتہ مختلف مصلحتوں کے اعتبار سے وقت کے کسی حصہ کو اندر قرار دیا ہے۔ مثلاً نماز فجر روشنی میں پڑھی جائے کیونکہ اس طرح سے جماعت میں زیادہ لوگ شرکت کر سکتے ہیں۔ چند احادیث اوقات کے سلسلہ میں ملاحظہ ہوں۔

احادیث اور نمازوں کے اوقات

- ۱۔ ارشاد نبوی ہے " فجر کی نماز اجالے میں پڑھنا ثواب عظیم ہے۔
- ۲۔ ارشاد نبوی ہے " نمازوں کے لئے ابتدائی اور انتہائی اوقات ہیں، ظہر کا ابتدائی وقت آفتاب ڈھلنے پر ہے اور انتہائی وقت عصر کی ابتدا پر ہے۔ عصر کا انتہائی وقت آفتاب کے زرد ہو جانے پر ہے۔ مغرب کا ابتدائی وقت آفتاب کے ڈوبنے پر ہے اور آخری وقت شفق کے ڈوبنے پر ہے، اور عشاء کا ابتدائی وقت شفق ابیض ڈوبنے پر ہے اور انتہائی وقت آدھی رات ہونے پر ہے۔
- ۳۔ ارشاد نبوی ہے۔ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔ ظاہر ہے کہ اس طرح جماعت بھی بڑی ہوگی اور لوگ خشوع و خضوع سے نماز ادا کر سکیں گے۔

چاند اور مریخ وغیرہ پر نماز

بعض علماء کا قول ہے کہ نماز روزہ کا سبب چونکہ وقت ہے لہذا جہاں کسی نماز کا وقت نہ پایا جائے وہاں وہ نماز سرے سے واجب نہ ہوگی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جو خروج و جہال کے سلسلہ میں ہے اس کے پیش نظر ایسے مقامات پر نماز

۱۔ ترمذی عن رافع بن خدیج، اور اسی مفہوم کی احادیث ربیعہ اور طبرانی میں ہیں ۲۔ مسلم ۲۲۳ و ترمذی ۲۲۳ و بخاری عن انس بن مالک مرفوعاً - اذ اشتد الحر فأسروا بالصلوات۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روزہ زمین کے حساب سے لیا جائے کا یعنی زمین کے مختلف علاقوں میں روزہ کا جو اوسط عرصہ ہو یا نمازوں میں جو فاصلے ہیں ان کے اعتبار سے نماز روزہ لیا جائے گا۔ کیونکہ یہ بات ہم سے ہالا نتر ہے کہ محض اوقات یا مقامات کی تبدیلی سے بندے اور اللہ کا تعلق ختم ہو جائے، بندہ زمین پر ہو یا چاند پر یا کسی اور سیارے پر ہو خدا کی عبدیت اور بندگی سے خارج نہیں ہو سکتا۔ بندہ جہاں بھی ہو اس کو حق بندگی ادا کرتے رہنا چاہیے۔

یہ ممکن ہے کہ بعض علاقوں میں روزہ بہت لمبا ہو جائے مگر یہ انسان کی وسعت سے باہر نہیں، ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ میں روس کے شہر بلغاریہ میں گیا تو گرمی کے ایام میں رمضان آگیا فطاسے صبح تک صرف دو گھنٹہ وقت ملتا تھا جس میں مسلمان افطار، نماز مغرب و عشاء وغیرہ سب کچھ کیا کرتے تھے۔ لیکن روزہ اتنا لمبا ہو جائے کہ لوگوں کی ہلاکت کا خطرہ ہو یا امراض میں مبتلا ہونے کا، تو میری رائے ہے کہ وہ قضا کر لیں۔

جن ممالک میں بعض نمازوں کے اوقات نہ ہوں یا نماز کا حکم

اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور اس کے احکام تمام جہان والوں کے لئے ہیں نماز کے اوقات کی تعبیر کا مسئلہ بہت اہم ہے احادیث شریفہ میں جو تفصیلات ہیں ہم ان کو سامنے رکھ کر توفیق کے جدید علوم کی روشنی میں اس مسئلہ کو بخوبی حل کر سکتے ہیں علم توفیق کافی ترقی کر چکا ہے لہذا اگر پرانے علم توفیق کی کچھ غلطیاں جدید علم سے واضح ہو جائیں تو ہم اوقات میں مناسب تبدیلیاں کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ احادیث میں بیان کردہ اصول سے نہ ٹکرائیں۔ وہ علاقے جہاں آفتاب کا طلوع و غروب پایا جاتا ہے ان میں نماز روزہ شریعت میں بیان کردہ اوقات کے مطابق ہوگا۔ لیکن جہاں کسی نماز کا وقت سرے سے نہ پایا جاتا ہو تو ایسے ممالک کے بارے میں ہمارے فقہانے کئی اقوال کئے ہیں بہتر یہ ہے جہاں کسی نماز کا وقت نہ آتا ہو وہاں کسی ایسی جگہ کے وقت سے حساب لگا کر وہ نماز پڑھ لی جائے جو جگہ اس کے قریب تر ہو یا خط استواء سے قریب تر شہروں کو معیار بنا لیا جائے، مثلاً مکہ یا مدینہ کو اور نیت

۱۲ سفر نامہ ابن بطوطہ، ۲۷ در مختار ۳۷ شامی ۶۶۵

۱۲ سفر نامہ ابن بطوطہ، ۲۷ در مختار ۳۷ شامی ۶۶۵

ہیں قضاء یا ادا نہ کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض نمازیں اکٹھی پڑھ لی جائیں مثلاً عشاء کا وقت نہیں ہوتا تو اس کو مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھ لیں۔

مکروہ اور حرام اوقات

مندرجہ ذیل اوقات میں نفل پڑھنا ممنوع ہے۔ ان میں سے بعض میں ہر قسم کی نماز جائز ہے۔

۱۔ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک، سنت فجر و فرض فجر کے علاوہ کوئی نفل نہیں پڑھ سکتے، قضا نمازیں، مسجد تلاوت اور نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

۲۔ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت ہر نماز پڑھنا حرام ہے۔

۳۔ جماعت کے لئے اقامت ہوئی تو اقامت سے ختم جماعت تک

نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر نماز فجر باجماعت شروع ہو چکی ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ سنت فجر پڑھنے کے بعد آخری قعدہ میں شرکت ہو جائے گی تو جماعت سے دور بیٹ کر پہلے سنت ادا کر لیجئے پھر جماعت میں شرکت کیجئے اور اگر آخری قعدہ تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو سنت چھوڑ دیجئے۔ دوسری نمازوں کی سنتوں میں اگرچہ جماعت کاملنا ممکن ہو تب بھی جماعت کے شروع ہونے کے بعد سنت شروع کرنا جائز نہیں، (عالمگیری، درالمختار)

۴۔ نماز عصر سے آفتاب رد ہونے تک نفل نماز منع ہے، (عالمگیری درالمختار)

۵۔ غروب آفتاب سے مغرب کے فرائض ادا کرنے تک، (عالمگیری درالمختار)

۶۔ جب امام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہو جائیں اس وقت سے جمعہ کے فرائض

ختم ہونے تک ہر نفل ممنوع ہے، بلکہ سنت جمعہ بھی ادا نہیں کی جاسکتی۔ (درالمختار)

۷۔ جمعہ، عیدین اور حج و نکاح کے خطبہ کے وقت ہر قسم کی نماز ناجائز ہے۔

۸۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے، (عالمگیری، درالمختار)

۱۔ بخاری طبع ۱۰۰ المطابع کراچی و ہدایہ ۸۶، ۲۔ بخاری طبع اصح المطابع ۸۶، ۳۔ بخاری طبع اصح

المطابع ۸۶

- ۹۔ عید الفطر اور عید النبی کی نمازوں کے بعد عید گایا مسجد میں نفل
مکروہ ہے۔ گھر میں جائز ہے۔
- ۱۰۔ عرفات میں ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان
اور بعد میں بھی نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے۔
- ۱۱۔ مزدانہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں کجا ادا کی جاتی ہیں ان کے درمیان
نفل و سنت ادا کرنا مکروہ ہے۔ بعد میں نہیں ہے۔
- ۱۲۔ اگر فرض کا وقت تنگ رہ جائے تو کسی قسم کی سنت بھی ادا کرنا
مکروہ ہے۔

۱۳۔ ہر ایسی چیز جس سے نماز میں اپوری طرح توجہ نہ ہوتی ہو اور انسان
کے اختیار میں اس کو رفع کرنا ممکن ہو تو اس کے رفع کے بغیر کوئی نماز درست
نہ ہوگی۔ مثلاً کھانے کی خواہش، پیشاب و غیرہ یا کوئی اور ضروری کام اسے ان
چیزوں سے نمٹ لینا چاہئے۔ پھر نماز ادا کرنی چاہئے۔ لیکن اگر وقت نکل رہا ہو
تو بس طرح بھی ممکن ہو ادا کر لیں اور بعد میں قضا کر لیں۔

اذان دینے کے فضائل

دینی احکام سے بے خبری کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں اذان دینے والوں
کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا حالانکہ شرعی لحاظ سے مؤذن کا مقام بہت بلند ہے
۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا "مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اسکے کعبہ بخشش کر دی جاتی ہے اور
ہر تر اور خشک چیز جس نے اس کی آواز سنی اسکی تسبیح کرتی ہے اور اس کیلئے
گواہ بنتی ہے۔"

لئے عالمگیری: در المختار لکھ عالمگیری: در المختار لکھ مسند احمد
مختار عالمگیری: در المختار لکھ عالمگیری: در المختار لکھ مسند احمد

- ۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ثواب کی نیت سے اذان دے گا تو وہ اس شہید کی طرح ہوتا ہے کہ پیرے خون آلود ہوں اور مرنے کے بعد اس کی قبر میں کیرے نہیں پڑیں گے۔
- ۳۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو حلوہ ہو جائے اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو آپس میں تلواروں سے لڑتے۔

اذان کے کلمات

اذان اور اقامت ہر مسلمان کو یاد کرنی چاہئے اور اپنے غلوں کی مسابہ میں مقررہ دو دن سے اجازت لیکر وقتاً فوقتاً اذان دیتے رہنا چاہئے تاکہ بوقت ضرورت اذان دینے میں تھیک نہ ہو۔ اور عظیم ثواب سے محروم نہ رہے۔ ابو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اذان کے یہ کلمات منقول ہیں۔

- ۱۔ اللہ اکبر چار مرتبہ ۲۔ أشهد أن لا إله إلا الله دو مرتبہ ۳۔ أشهد أن محمداً رسول الله دو مرتبہ ۴۔ حي على الصلاة سيدنى طرف منہ پھیر کر دو مرتبہ ۵۔ حي على الفلاح التي طرف منہ پھیر کر دو مرتبہ ۶۔ اللہ اکبر دو مرتبہ ۷۔ لا إله إلا الله ایک مرتبہ، فجر کی اذان میں فلاح کے بعد دو مرتبہ یہ بھی کہیں۔ الصلاة خير من النوم یعنی نماز نیند سے بہتر ہے۔

- ۱۔ نماز پنجگانہ اور جمعہ کیلئے مساجد میں وقت پر اذان دینا سنت ہو کر ہے۔
- ۲۔ مسجد میں بلا اذان و اقامت نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔
- ۳۔ اگر نماز قننا پڑھنا ہو تو اس کے لئے اذان نہ کہیں۔
- ۴۔ اگر کوئی شخص بستی میں گھر میں نماز ادا کرے اور اذان نہ کہے تو حرج نہیں۔ کیونکہ وہاں کی مسجد کی اذان کافی ہے۔ مگر کہہ لینا اچھا ہے۔
- ۵۔ ایسی جگہاں اذان کی آواز نہ پہنچتی ہو وہاں جب نماز ادا کی جائے تو اذان

طبرانی، مسند احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ طبع اصح المطابع کراچی ۵۲، در مختار، عالمگیری

دیا جائے۔

۶۔ اگر سفر وغیرہ میں پوری جماعت کی نماز قضا ہوگئی یا کیلے شخص کی تو اذان و اقامت سے ادا کریں۔

۷۔ اگر وقت سے پہلے اذان ہوگئی تو دو بارہ کہی جائے۔

۸۔ وتر، نماز جنازہ، عیدین، نذر، سنن، تراویح، استسقا، چاشت کسوف، خسوف اور نوافل کی نمازوں میں اذان نہیں ہے۔

۹۔ میت کو دفن کرنے کے بعد

۱۰۔ عورتوں کے لئے اذان و اقامت کہنا جائز نہیں۔

۱۱۔ سمجھدار بچہ اور اندھا اگر اذان دیں تو ان کی اذان درست ہے۔ بلا

وضو کے اذان ہو تو جائیگی مگر اس طرح اذان دینا مکروہ ہے۔

۱۲۔ جمعہ کے دن بستی میں ظہر کی اذان دینا ممنوع ہے۔

موزن کی صفات

موزن میں مندرجہ ذیل صفات ہوں تو بہت اچھے ہے۔

مرد ہونا، عاقل ہونا، نیک ہونا، سنت کا عالم ہونا، باعزت ہونا، لوگوں کو تنبیہ کر سکتا ہو یعنی لوگوں میں اسکا اتنا وقار ہو کہ لوگ اس کی سخت باتیں سن سکیں۔ پابندی سے اذان کہتا ہو بعض حصوں تو اب کی خاطر اذان دیتا ہو۔ اگر کوئی نابینا شخص کو وقت بتلنے والا ہو تو اس کی اور آنکھ والے شخص کی

اذان کا حکم کیسا ہے۔

— اگر موزن ہی نماز پڑھائے تو بہتر ہے۔ (درمختار) بشرطیکہ اس میں امامت کی شرائط ہوں۔

— ایک موزن کو ایک ہی وقت دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے (درمختار)

لہ عالمگیری ۱۵ عالمگیری ۱۶ درمختار ۱۷ عالمگیری ۱۸ مراۃ الفلاح ۱۹ رد المحتار

۲۰

— اگر موزن کسی وجہ سے اذان پوری نہ کر سکا تو اسے پوری اذان دی جائے۔
— بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے۔

— اذان قبلہ رو ہو کر کہی جائے اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کیا تو اذان دوبارہ کہی جائے۔
— اذان کی حالت میں چلنا مکروہ ہے۔ ایسی اذان کا اعادہ کیا جائے۔
— اذان کے درمیان بات کرنا منع ہے۔ اگر ایسا کیا تو اذان کا اعادہ کریں۔
— اذان کو قواعد موسیقی کے مطابق کہنا ناجائز ہے۔

بہر حال قراءت کے قواعد کے مطابق خوش آواز بنی سے اذان کہی جائے۔ آج کل موزن ہمارے ملک پاکستان میں جس طرح عام طور پر اذانیں دے رہے ہیں وہ کشش سے خالی ہیں۔ اکثر تو سخت غلط اور بھونڈے انداز سے دیتے ہیں۔ موزنوں کو تربیت دینی چاہئے۔

— مسجد میں اذان مکروہ ہے۔ یا مسجد کے باہر دی جائے اور یا مسجد کی منڈیر پر۔
— جمعہ کی اذان خطیب کے سامنے کہی جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایسا ہی تھا۔

— اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر ادا کئے جائیں اللہ اکبر اللہ اکبر ایک کلمہ ہے۔
دونوں کے بعد سکتے کریں۔

— اگر اذان میں سکتہ نہ کیا گیا تو اذان مکروہ ہوگی اور اسکا اعادہ کرنا مستحب ہوگا۔
— اگر کلمات اذان میں کچھ تقدیم تاخیر ہو گئی تو درست کر لئے جائیں۔ اذان لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

— حَىَّ عَلَى الصَّلَاةِ وَإِنَّا بِحَيْثُ عَلَى الْفَلَاحِ بَائِنٌ طرف منہ کر کے کہیں۔

— فجر کی نماز میں حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنا مستحب ہے
ترجمہ :- نماز نیند سے بہتر ہے۔ یہ کلمہ دو مرتبہ کہا جائیگا۔

لہذا ہماری یہ دعا المختارہ غنیہ صغیرہ دعا المختارہ فتح القدریہ دعا المختارہ عالمگیری

—————

— اذان کہتے وقت تہادت کی لکھی کانوں میں ڈالے رکھنا یا ہاتھ رکھ لینا مستحب ہے۔

اس طرح آواز بلند ہوتی ہے اگر ایسا نہ کیا تب بھی حرج نہیں۔

— لاؤڈ اسپیکر یا ریڈیو کے ذریعہ اذان دینا درست ہے۔

— پورے ملک میں اگر ریڈیو کے ذریعہ اذان نشر کر دی جائے اور اس کے سنایا

معقول انتظام ہو تو میرے خیال میں درست ہے البتہ یہ چیز انتظامی اعتبار سے

درست نہ ہوگی کیونکہ مختلف مساجد میں نماز کے مختلف اوقات رکھنا اس لحاظ سے

مفید ہیں کہ ہر علاقہ کے لوگوں کی سہولت حتی الامکان مد نظر رکھی جاسکتی ہے۔ یہ

صورت صرف ان علاقوں کے لیے ہے جہاں نمازوں کے اوقات میں فرق نہ ہو۔

اذان بذریعہ ٹیپ ریکارڈ

اگر اذان کا ٹیپ ہر اذان کے وقت مساجد میں سنا دیا جائے تو اذان کا مقصد

یعنی اعلان تو حاصل ہو جائیگا لیکن موزنون کو اذان کے اجر سے محروم رکھنا

اچھی بات نہ ہوگی۔ پھر ہمارے بچوں میں اعلیٰ کلمتہ اللہ کا جو جذبہ جاری ہے وہ

بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائیگا اور ایک دن وہ بھی آجائے گا جب لوگ اللہ کا نام

لینے سے بھی شرمانے لگیں گے۔

اقامت کا بیان

اقامت اذان کی طرح ہے۔ مگر چند باتوں میں فرق ہے۔

۱۔ حَتَّىٰ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ترجمہ: بلاشبہ نماز قائم ہوئی

۲۔ زیادہ بلند آواز سے اقامت نہ کہیں۔ صرف حاضرین کو آواز پہنچانا مقصود ہے۔

۳۔ کلمات کے درمیان سکتہ نہ ہوگا تیزی سے کلمات ادا کئے جائیں۔

۴۔ کانوں میں انگلیاں ڈالنا یا ہاتھ رکھنا نہیں ہے۔

۵۔ صبح کی اقامت میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ بھی نہیں۔

۶۔ اگر امام نے اقامت کہی تو قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے وقت مصلیٰ پر پہلا جائے۔

لہر المختار۔ ترجمہ در مختار۔ عالمگیری

—

۷۔ اقامت میں *حی علی الصلوة* اور *حی علی الفلاح* کے وقت دائیں بائیں ہاتھ پھیرا جائیگا۔^{۱۷}

— جو اذان کہے، اقامت کہنا اسی کا حق ہے۔ ہاں اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے۔ موزن کی اجازت کے بغیر دوسرے کو اقامت کہنا مکروہ ہے۔^{۱۸}
— اگر ناپاک یا بے وضو شخص اقامت کہے تو مکروہ ہے۔ مگر اعادہ نہ کیا جائیگا۔ اگر جنب یا بے وضو اذان دے تو اعادہ ہوگا۔^{۱۹}

— جب امام ٹھراب میں ہو اور اقامت کہی جائے تو امام اور مقتدیوں کیلئے مستحب ہے کہ بیٹھ کر سنیں۔ جب *حی علی الصلوة* یا *حی علی الفلاح* کہا جائے تو کھڑے ہوں۔ اگر اس اثناء میں کوئی آجائے تو اسے بھی بیٹھ جانا چاہئے۔ کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے۔^{۲۰}

— آجکل رواج پڑ گیا ہے کہ سب لوگ کھڑے ہو کر تکبیر سنتے ہیں یہ مستحب کے خلاف ہے۔ صفیں پہلے سے درست کر کے بیٹھیں۔ آجکل تو مسجدوں میں لائینیں بھی ہوتی ہیں اور صفیں بھی۔ لہذا صفوں کی درستگی کا معاملہ مشکل نہیں ہے۔ لیکن اس مسئلہ کو جھگڑے کی صورت نہ دینی چاہئے۔ جو لوگ ایسا نہ کریں ان کو برا بھلا نہ کہیں کیونکہ یہ صرف مستحبات میں سے ہے۔

— بیرون شہر اگر جماعت سے نماز پڑھنی ہو تو اذان و اقامت دونوں کہنی چاہئیں۔ بلا اقامت مکروہ ہے اور بلا اذان خلاف اولیٰ ہے۔^{۲۱}
ایک ہی مسجد میں دوبارہ اذان

محلہ کی مسجد میں جب ایک مرتبہ باقاعدہ جماعت سے نماز ہو جائے تو اس مسجد میں دوبارہ اذان کہنا مکروہ ہے۔ اور اگر مسجد کسی بڑی سڑک پر ہے یا اسٹیشن پر ہے (یعنی وہ مسجد عام طور پر مخصوص نمازی نہیں آتے) تو اس میں اذان دوبارہ کہنا مکروہ نہیں۔ بلکہ جو لوگ بھی آئیں وہ اپنی اذان و اقامت کہیں اور جماعت

درختار۔ ابن ماجہ طبع صحیح الطالیع کراچی ۵۳۔
۱۷۔ ابن ماجہ طبع صحیح الطالیع کراچی ۵۳۔
۱۸۔ ابن ماجہ طبع صحیح الطالیع کراچی ۵۳۔
۱۹۔ ابن ماجہ طبع صحیح الطالیع کراچی ۵۳۔
۲۰۔ ابن ماجہ طبع صحیح الطالیع کراچی ۵۳۔
۲۱۔ ابن ماجہ طبع صحیح الطالیع کراچی ۵۳۔

کرائیں۔ ایسی جماعت کا امام محراب میں گھڑا ہو سکتا ہے۔

ایسا اس لئے ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اطلاع ہو جائے اور وہ جماعت

کی فضیلت پالیں۔

اقامت کے درمیان موزن کو بات چیت کرنا منع ہے۔

جواب اذان

جو کلمات موزن ادا کرے سُننے والوں کو موزن کی ادائیگی کے بعد وہی کلمات دہرانے چاہئیں۔ مگر حَتَّىٰ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَتَّىٰ عَلَى الْفَلَاحِ کو دہرانے کے بجائے جواب میں لَا مَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہیں۔ ترجمہ :- طاقت اور قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اور اگر یہی ملا لیں تو بہتر ہے۔ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ۔ ترجمہ :- جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔ (در مختار) الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے جواب میں کہیں صَدَقْتَ وَبَرَّرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ ترجمہ :- تو نے سچ کہا اور اطاعت کی اور حق گوئی سے کام لیا۔ ناپاک مرد بھی جواب دے۔

جیض و نفاس والی عورت اور قضاء حاجت میں مشغول لوگ جواب نہ دیں

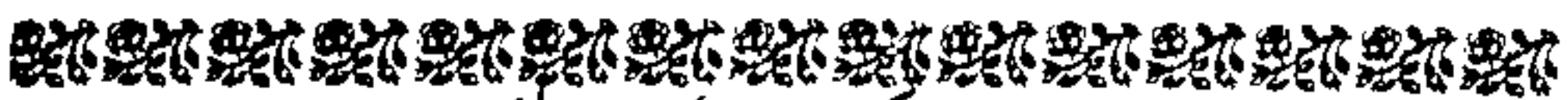
اذان کے وقت سلام، کلام، حتیٰ کہ تلاوت کا لاپاک بھی بند کر دیں۔ اذان کو

سُنیں۔ (در مختار)

افسوس کہ آج مسلمان گھروں، بازاروں اور گلی کوچوں میں اذان کے وقت نہ صرف یہ کہ باتوں میں بلکہ گالی گلوچ میں مصروف نظر آتے ہیں اور اذان سے ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ جو شخص اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس کے سوءِ خاتمہ کا خطرہ ہے۔ معاذ اللہ! ضرورتاً بات چیت کر لینے میں حرج نہیں۔ مگر حتیٰ الامکان ادب لازم ہے۔ اگر کئی جگہ سے اذان کی آواز سُنی تو پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ ہے کہ سب کا

جواب دے۔

در مختار - البوداؤد طبع اصح المطالع کراچی ۷۸ - فتاویٰ رضویہ جلد اول - در مختار



خطبہ کی اذان کا جواب مقتدیوں کو دینا جائز نہیں ہے۔

آج کل عام طور پر خطبہ کی اذان کے بعد بھی لوگ دعا مانگتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو منع نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہاں ممانعت ایسی شدیدہ نہیں ہے۔ امام خطبہ کی اذان کے بعد بھی دعا مانگئے۔

اذان کے بعد کی دعاء

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الثَّامَّةُ وَالسَّلْوَةُ الْقَائِمَةُ اتِّمَّحَمَدُ
نَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالذَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامَ مَحْمُوْدِنَ
الَّذِي وَعَدْتَهُ وَاجْعَلْنَا فِي شَفَاعَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تَخْلِفُ
الْمِيْعَادَ۔

ترجمہ :- اے اس کھل دعا اور قائم ہونیوالی نماز کے رب! تو ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور بلند مرتبہ عطا فرما اور انھیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو ان سے وعدہ فرما چکا ہے اور قیامت کے دن ہمیں ان کی شفاعت نصیب فرما۔ بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا ہے۔

انگوٹھا چومنے کا مسئلہ

موزن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو سننے والا بھی ان الفاظ کو ادا کرے اور درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے اور کہے قَرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ
مَتَّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصْرِ ترجمہ :- اے اللہ کے رسول! آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، اے اللہ تو مجھے سننے اور دیکھنے کی دولت سے نواز سے رکھ۔
ایسا کرنیوالا انشاء اللہ آنکھوں کے مرض سے محفوظ رہے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کو جنت میں لے جائیں گے پھر یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

در مختار - فتاویٰ رضویہ - ابوداؤد ۵۸۱ الی قولہ وعدة - ردالمحتار ۲۹۲





اور دیگر صحابہ تابعین و علمائے صالحین کا معمول رہا ہے۔
میرے خیال میں ایک مستحب فعل کیلئے اس سے زیادہ دلائل تلاش کرنا غیر ضرور کار
ہے اور اس قسم کے اعمال کا انکار جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے منظر
ہوں خدا نخواستہ بڑی محرومی کا باعث ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
بارگاہ میں ادنیٰ سی بے ادبی سے تمام اعمال ضائع ہونے کی وعید ہے۔

مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں چونکہ اذان نماز سے کافی
تثویب پہلے ہو جاتی ہے اس لئے نماز سے چند منٹ قبل دوبارہ اعلان
کر دینا جائز بلکہ اچھا ہے۔ خصوصاً نماز صبح میں تاکہ لوگ جماعت سے رہ نہ جائیں
اس اعلان کو تثویب کہتے ہیں۔ اس کے الفاظ مقرر نہیں۔ عربی میں الصَّلَاةُ
الصَّلَاةُ! کہیں۔ یا یہ کہ نماز کھڑی ہو رہی ہے۔ جماعت تیار ہے۔ یا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! کوئی بھی مناسب کلمہ تثویب کے لئے مقرر
کرنا جائز ہے۔

اذان دینا ایک عبادت ہے اور کوئی عبادت اجرت کے ساتھ
موزن کی خواہ | درست نہیں۔ موزن کی خواہ اذان دینے کی اجرت نہیں
دینے اور لینے والے کو یہ نیت نہ رکھنی چاہئے اور میرے خیال میں یہ نیت ہوتی بھی
نہیں ہے۔ خواہ دراصل پابندی وقت کی ہے۔ جتنی سخت ڈیوٹی موزن کی ہے۔
شاید ہی کسی کی ہو۔ آج کل موزن کو ذرا سی بات پر ڈانٹتے ہیں اور جھڑکتے
ہیں۔ یہ سخت نامناسب چیز ہے۔ موزن کی شرعی اہمیت مد نظر رہنی چاہئے محلے
کے باشندوں کو مسجد کی صفائی ستھرائی میں مدد دینی چاہئے اور موزن جو قلیل

صلوٰۃ سعودی جلد دوم باب ۱۰۔ روح البیان لا زیر آیت و اذا نادیتہم الی الصَّلَاةِ بِكُنْزِ الْعِبَادَةِ، فہستانی
فتویٰ صوفیہ۔ کتاب الفردوس۔ خواشی بحر اللہ علی۔ المقاصد الحسنیہ، شرح نقایہ، مجمع بحار الانوار، اعانت الطالبین
تقبیل الالبھامین۔ رد المختار ۲۹۲، مصنف



تخوواہ پاتا ہے اس کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ تمام امور خانہ خدا کی آبادی کے سرے میں آتے ہیں اور اسی لئے انتہائی موجب ثواب ہیں۔

نماز کے فرائض کا بیان

جو چیزیں نماز میں فرض ہیں ان کے بغیر نماز قطعاً درست نہیں۔

یعنی نماز شروع کرتے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے اس کو "تکبیر" اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے بعد کھانا پینا اور بات چیت کرنا

۱۔ تکبیر تحریمیہ

وغیرہ حرام ہو جاتا ہے۔

طریقہ | دونوں ہاتھوں کو کانوں تک لائیں، تبھیلیاں قبلہ رخ ہوں اور انگوٹھے کانوں کی لوسے لگ جائیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لائیں اور ناک کے نیچے بازو دھریں۔

۱۔ جن نمازوں میں قیام کرنا فرض ہے انہیں تکبیر تحریمیہ حالت قیام میں ہی کہی جائے گی۔

۲۔ امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمیہ اس طرح کہتے ہوئے رکوع میں گئے کہ تکبیر کا آخری لفظ جھکنے کے بعد ادا ہوا تو نماز نہ ہوگی دھکنے سے مراد یہ ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائیں تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۳۔ عورتیں تکبیر تحریمیہ میں صرف بازو دھریں تک ہاتھ اٹھائیں۔

۴۔ تکبیر تحریمیہ میں لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا مگر اکبر امام سے پہلے ادا کر لیا تو نماز نہ ہوگی۔
۵۔ جو شخص کسی وجہ سے تکبیر تحریمیہ کے الفاظ ادا کرنے پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہے تو ارادہ کافی ہے۔

۶۔ لفظ اللہ کو اللہ، اکبر کو اکبر یا اکبار کہا تو نماز نہ ہوگی یعنی دونوں ہمزہ کو کھینچ کر پھینا۔
۷۔ پہلی رکعت کا رکوع مل گیا تو تکبیر اولیٰ کی فضیلت حاصل ہوگئی۔

۸۔

الوداؤد ۱۶۸، الوداؤد واحد: الوداؤد ۵۳، مشکوٰۃ ۶۱، وتر مذی ۶۲، وابن ماجہ: ۵۴، ہدایہ ۵۴

۸۔ نماز جنازہ میں تجیر تحریمہ رکن ہے اور باقی نمازوں میں شرط۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ تابعین سے کہا
رفع یدین نہ کرنا | کیا میں تمکو اس طریقہ سے نماز پڑھاؤں جس طریقہ سے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ جب آپ نے نماز پڑھائی تو صرف ایک مرتبہ تجیر تحریمہ کے
 وقت ہی ہاتھ کانوں تک اٹھائے رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے واپس آتے ہوئے
 ہاتھ نہیں اٹھائے ترمذی شریف میں ہے یہ حدیث حسن ہے اور اس پر بہت سے
 اہل علم صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل ہے اور یہی سفیان اور اہل کوفہ کا قول ہے
۲۔ قیام | اس کے معنی ہیں کھڑا ہونا۔

۱۔ فرض۔ وتر۔ عبیدین، اور سنت فجر میں قیام فرض ہے جب تک معقول عذر نہ ہو۔
 نمازیں بیٹھ کر ادا نہیں کی جاسکتی ہیں۔

۲۔ ایک پیر پر کھڑے ہونا مکروہ تحریمی ہے، اگر عذر سے ہے تو خرج نہیں۔

۳۔ اگر اتنی دیر بھی کھڑے ہو سکتے ہوں کہ تجیر تحریمہ کہہ سکیں تو تجیر کھڑے ہو کر کہہ لیں پھر
 بیٹھ کر باقی نماز ادا کر لیں کڑھی یا دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو سکتے ہوں تب
 بھی کھڑے ہو کر پڑھیں بیٹھ کر نہ پڑھیں۔

۴۔ کشتی، ہوائی جہاز اور ریل میں اگر کھڑے ہو کر دشواری ہو تو بیٹھ کر نماز ادا کر لیں۔

۱۔ فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و نفل کی ہر رکعت میں ایک آیت پڑھنا

۲۔ قرأت | امام اور منفرد پر فرض ہے۔

۲۔ اگر مقتدی ہو تو کسی نماز میں اس کے لئے قرأت جائز نہیں، خواہ وہ جہری ہو یا سہری

۱۔ ترمذی ۲۴ = ۲۵ عالمگیری ۳۵ عالمگیری

۱۔ کشتی کا مسدہ توغیہ میں ہے، جہاز کشتی کا طرح ہے اور ریل کے مسکے میں عمار کا اختلاف ہے۔ میں اپنے خیال ظاہر کر دیا
 مصنف

۱۔ ترمذی ۲۴ = ۲۵ عالمگیری ۳۵ عالمگیری

امام کا پڑھنا ہی کافی ہے۔

۳. فرض کی کسی رکعت میں قرأت نہ کی یا ایک میں نہ کی تو نماز فاسد ہوگی۔^{۲۷}
۴. جہری قرأت سے مراد یہ ہے کہ دوسرے سن لیں اور سری یہ ہے کہ خود سن لے اس طرح پڑھنا کہ خود بھی نہ سن سکے سری قرأت میں شمار نہ ہوگا^{۲۸} (ع)
۵. منفرد تنہا نماز پڑھنے والا جب جہری نمازیں ادا پڑھے تو اس کو جہر کرنا بہتر ہے اور اگر قضا پڑھے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

رکوع رکوع کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پیٹھ بالکل سیدھی رکھیں اور سر بھی پیٹھ کے برابر رکھیں نہ اٹھائیں نہ جھکائیں۔

۱. پیشانی کا زمین پر لگنا سجدہ ہے اور کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط ہے مگر کسی نے سجدہ میں دونوں پیر اٹھائے تو نماز فاسد ہوگی (د)
۲. کسی عذر کے باعث پیشانی زمین پر نہ رکھ سکیں تو ناک کا سخت حصہ زمین پر لگائیں۔
۳. ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔
۴. نرم چیز پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ مزید دبانے سے زوب سکے تو درست ہے ورنہ نہیں۔ لہذا گدوں، قالینوں اور گھاس وغیرہ پر سجدہ میں احتیاط ضروری ہے۔ یعنی پیشانی اچھی طرح دبا کر رکھیں۔
۵. بھیڑ کی وجہ سے اگر ایک ہی نماز کے شرکاء میں سے کسی نے کسی کی پیٹھ پر سجدہ کر لیا تو ہو جائے گا۔

۶۔ ایسی جگہ سجدہ کیا جو قدم کی جگہ سے بارہ انگل سے زائد اونچی ہے تو سجدہ نہ ہوگا

۱۔ امام مالک نے نافع سے روایت کی کہ جب عبداللہ بن عمر سے امام کے چھ قرأت کے بار میں دریافت کیا

جاتا تو آپ یہی جواب دیتے کہ اس کے لئے امام کی قرأت کافی ہے موطا مالک ۲۹۔ اور عابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت ہی اس مقدس کی قرأت ہوگی ابو داؤد ۲۰۲۰ و ترمذی ۳۷۳۰ وقال

حدیث حسن صحیح، اسی حدیث کو موطا محمد اور طحاوی میں مرزواروایت کیا گیا ہے بحوالہ لکیری ۲۳۰۰ بحوالہ لکیری ۲۳۰۰

۲۔ ترمذی ۶۵۰ و ۶۵۱

۱. نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ پوری النجیات پڑھی جاسکے فرض ہے۔

۲. چار رکعت والی نماز میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائیں اور اگر فجر میں تیسری کا سجدہ، مغرب میں چوتھی کا اور ظہر وغیرہ میں پانچویں کا سجدہ کر لیا تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گئے۔ اب یہ ہو سکتا ہے کہ مغرب کے علاوہ باقی نمازوں میں ایک رکعت اور ملائیں تو یہ سب نفل ہو جائینگے

خروج لصنعہ | ۱. قعدہ آخرہ کے بعد نمازی کا سلام پھیرنا۔ یا کوئی اور نفل جو منافی نماز ہو کر نا۔ خروج لصنعہ کہلاتا ہے۔

۲. اگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا کام قصداً کیا تو نماز واجب الاعداء ہے۔

۳. اگر کوئی نفل بلا قصد صادر ہو تو نماز باطل ہے۔

ترتیب فرض | قیام، رکوع، سجود اور قعدہ آخرہ میں ترتیب فرض ہے اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا اگر قیام کے بعد دوبارہ رکوع کر لیا تو نماز ہو جائیگی ورنہ نہیں اسی طرح رکوع اور سجدہ کا حال ہے۔

۲. جو چیزیں فرض ہیں ان میں مقتدی پر لازم ہے کہ امام کی اتباع کرے، اس کا کوئی نفل امام سے پہلے نہ ہو، اگر امام سے پہلے ہو گیا تو نماز نہ ہوگی۔

نماز کے واجبات

۱. تکبیر تحریمیہ لفظ اللہ اکبر سے ادا کرنا۔

۲. پوری سورہ فاتحہ پڑھنا۔ سورہ فاتحہ کا ایک لفظ بھی چھوڑنا واجب کا ترک کرنا ہے

۳. سورہ فاتحہ کے بعد کم از کم تین چھوٹی آیات کی مقدار میں قرآن پڑھنا۔

۴. سورہ فاتحہ اور قرآن کی مذکورہ مقدار فرض کی پہلی دو رکعتوں، وتر اور نفل کی ہر

سے دو المختار سے درمختار

سورہ فاتحہ اور قرآن کی مذکورہ مقدار فرض کی پہلی دو رکعتوں، وتر اور نفل کی ہر

رکعت میں واجب ہے۔

۵. سورہ فاتحہ کا دوسری سورہ سے پہلے ہونا۔
۶. ہر رکعت میں سورۃ سے پہلے ایک ہی مرتبہ سورہ فاتحہ ہونا۔
۷. سورۃ فاتحہ اور دوسری سورہ کے درمیان آمین و بسم اللہ کے سوا کسی دوسری چیز کا فاصلہ نہ ہونا۔
۸. قرأت کے بعد فوراً رکوع میں جانا۔
۹. ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ بلا فصل ہو۔
۱۰. تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود وغیرہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کی مقدار میں ٹھہرنا۔
۱۱. رکوع سے سیدھا ٹھہرا ہونا۔
۱۲. دو سجدوں کے درمیان بالکل ٹھیک طرح بیٹھنا۔
۱۳. قعدۃ اولیٰ خواہ نماز نفل ہی کیوں نہ ہو۔
۱۴. دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا ایک لفظ کا ترک بھی واجب کا ترک ہے۔
۱۵. لفظ السلام دو بار
۱۶. وتر میں دعائے قنوت،
۱۷. دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کہنا۔
۱۸. نماز عیدین کی چھ تکبیرات زائدہ
۱۹. عیدین میں دوسری رکعت
۲۰. چہری نماز میں امام کو جہر سے قرأت کرنا جیسے جمعہ، عیدین، فجر، مغرب اور عشاء۔
۲۱. تہی نماز میں آہستہ پڑھنا۔
۲۲. ہر واجب و فرض کو اپنی جگہ ادا کرنا۔

مفت ترمذی صاحب نیچے اور اوپر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

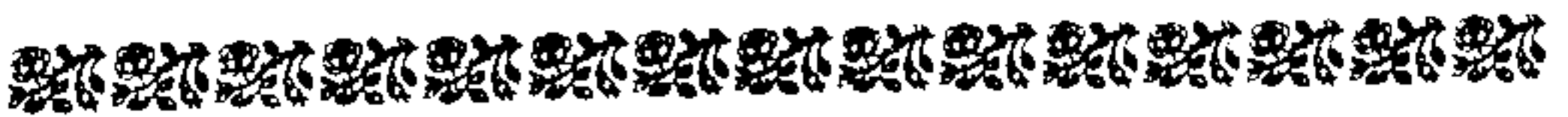


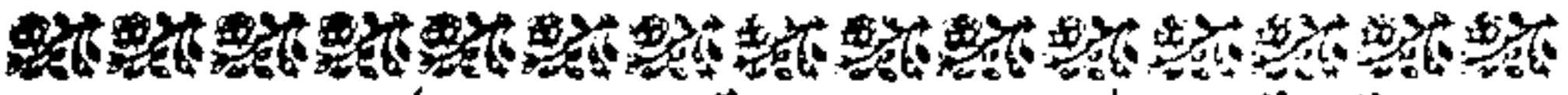
۲۳. ہر رکعت میں ایک ہی مرتبہ رکوع ہونا۔
۲۴. ہر رکعت میں دو ہی بار سجدہ ہونا۔
۲۵. دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ کرنا۔
۲۶. آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرنا۔
۲۷. سہو کی صورت میں سجدہ سہو کرنا۔
۲۸. فرض و واجب یا واجب اور فرض کے درمیان تین تسبیحات کی مقدار میں وقفہ نہ ہونا۔
۲۹. مقتدی کا امام کی جہری یا سری قرارت کے وقت خاموش رہنا۔
۳۰. تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا۔

چند اہم مسائل

۱. آیت سجدہ پڑھنے کے بعد بھول سے تین آیتوں کی مقدار تاخیر ہوتی تو سجدہ سہو واجب ہے۔
۲. سورہ فاتحہ کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔
۳. اگر مقتدی کے تشہد پڑھنے سے پہلے امام اٹھ گیا تو مقتدی تشہد پورا کر کے اٹھے۔
۴. ایک رکعت میں تین سجدے کئے، یا دو رکوع یا قعدہ اولی بھول گیا تو سجدہ سہو کرے۔
۵. الفاظ تشہد سے الثانیہ معانی لئے جائیں حکایت کے نہیں۔
۶. فرض و تر، اور سنن روانیب کے قعدہ اولی میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا اللہم صلی علی محمد یا اللہم صلی علی سیدنا، تو اگر بھول کر کہا تو سجدہ سہو واجب ہے اور جان بوجھ کر کہا تو اعادہ واجب ہے۔

لے غیبی کے رواتقار سے در مختار سے عالمگیری سے در مختار





۷. مقتدی قعدہ اولیٰ میں امام سے پہلے تشریح پڑھ چکا تو سکوت کرے درود اور دعا کچھ نہ پڑھے اور سبق کو چاہیے کہ قعدہ اخیرہ میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تاکہ امام کے سلام پھیرنے تک مصروف رہے اور اگر امام کے سلام سے پہلے فارغ ہو گیا تو کلمہ شہادت کی تکرار کرنے

نماز کی سنتیں

۱. تکبیر تحریمیہ کے لئے ہاتھ اٹھانا۔
۲. ہاتھ کی انگلیوں کو اصلی حالت پر رہنے دینا۔
۳. ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔
۴. بوقت تکبیر سر نہ جھکانا۔
۵. تکبیر قنوت اور تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہنا۔

۶. عورت کے لئے کاندھوں تک ہاتھ اٹھانا

۷. امام کے لئے تکبیر تحریمیہ اور تکبیرات انتقال میں جہر مسنون ہے۔

۸. اگر امام کی آواز تمام مقتدیوں کو نہیں پہنچتی تو بہتر ہے کہ کوئی ایک مقتدی یا حسب ضرورت چند ایک تکبیرات انتقال کہیں۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہیں تکبیر کو چاہیے کہ اس جگہ سے تکبیر کہے جہاں امام کی آواز پڑا تکلف نہ پہنچتی ہو تکبیرین کو چاہیے کہ امام کی آواز کے ساتھ تکبیر کہیں امام کو تکبیرین کے تکبیر ختم کرنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

لاؤڈ اسپیکر کی ایجاد سے وعظ و تقریر بلاوت کلام پاک نعت خوانی وغیرہ فوائد کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہوا ہے کہ اذانیں اور نمازیں بڑے سکون سے ہونے لگیں جب بھی کوئی نیا مسئلہ علماء امت کے سامنے پیش ہوا ہے، اختلاف پیدا ہوا ہے، اور یہ اختلاف اس

امری دلیل ہے کہ علماء اسلام غور و فکر سے کام لینے کے عادی ہیں مختلف فیہ مسائل جو جہاں کی استنباطی ہوں ان میں تشدد نہیں ہونا چاہیے اور ہمارے اسلاف کا یہی طریقہ تھا خود ہمارے فقہ حنفی میں کمی فقہی مسائل ایسے ہیں جنہیں ہم ابوحنیفہ کے قول کو چھوڑ کر ان کے شاگردوں کے قول کو مانتے اور مفتی بہ قرار دیتے آئے ہیں بلکہ خود امام ابوحنیفہ اپنے قول سے رجوع کر کے اپنے شاگردوں کے قول کو مان لیتے تھے اور کبھی یہ حضرت مختلف قولوں پر عمل کرتے رہتے اور ان تمام صورتوں میں نہ تو کسی کا تقدس پامال ہوتا تھا اور نہ کسی کی بے ادبی کا خطرہ لاحق ہوتا تھا مگر افسوس اب مسائل جدیدہ میں بھی تحقیق کے دروازے بند کیئے جا رہے ہیں اس سلسلہ میں اہلسنت و جماعت کے ان علماء کے ساتھ مجھے پورا اتفاق ہے جو لاؤڈ سپیکر کو نمازوں میں جائز قرار دیتے ہیں۔

فقہ کے تمام مسائل میں قیود و شرائط ہیں لاؤڈ سپیکر کے استعمال میں بھی چن چن امور کا لحاظ ہونا چاہیے۔

- (۱) جماعت کثیرہ ہو۔ امام کی آواز صاف نہ پہنچتی ہو
- (۲) اتنے ہی بار استعمال کئے جائیں۔ جتنے ضروری ہوں۔
- کیونکہ بعض اوقات مسجد کے مناروں پر لگے ہوئے ہارنوں سے نکلنے والی آواز دوسری مساجد کی آواز سے ٹکراتی ہے۔ جو درست نہیں۔
- (۳) لاؤڈ سپیکر استعمال سے پہلے چیک کر لیں۔
- (۴) کچھ حضرات کو تیار رکھا جائے کہ اگر خدا نخواستہ لاؤڈ سپیکر خراب ہو جائے تو وہ تجبیرات کتنا شروع کر دیں؛

حقیقت یہ ہے کہ نماز تراویح بہت طویل ہوتی ہے اگر اس میں سامعین قرآن کی آیات سننے کی سعادت حاصل کر لیں تو لطف دو بالا ہو جائے اور نماز پر کیف ہو جائے ظاہر ہے کہ قرآن کا سننا اور نہ سننا دونوں برابر نہیں۔

نوٹ: جو علماء لاؤڈ سپیکر پر نماز کی کراہت کے قائل ہیں فرماتے ہیں کہ جو لوگ لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی صورت میں امام سے اتنے قریب ہیں کہ ان تک



امام صاحب کی آواز بلا لاؤڈ اسپیکر پہنچ سکتی ہے ان کی نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔
پس ایسے بھائیوں کو جو لاؤڈ اسپیکر پر نماز کو پسند نہیں کرتے چاہیے کہ صف اول میں
کھڑے ہو جائیں، اور ظاہر ہے کہ پوری مسجد میں چند ہی آدمی اس قسم کے ہو سکتے ہیں
ان کو مذکور طریق اختیار کر لینا چاہیے۔ دینا بھر کے ۸۰ کروڑ مسلمانوں کی نمازوں کو ناسد
اور باطل قرار دینا کیونکر مناسب ہو سکتا ہے۔^۱

ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ | یکمیر تحریریمہ کے فوراً بعد اس طرح ہاتھ
باندھیں ناف کے نیچے سیدھے ہاتھ کی

بتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر ہو چھنگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائیں، باقی انگلیوں
کو کلائی کی پشت پر رکھیں۔ عورتیں پستانوں کے نیچے بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ
کی بتھیلی رکھ لیں
پر ۲
نشاء، تعویذات سمیہ اور آمین آہستہ کہنا۔

۱: جب اس سلسلہ پر علماء اہلسنت میں اختلاف کافی بڑھ گیا تو مورخہ ۲۰ جون ۱۹۵۶ء کو
کو مرکزی جمعیت العلماء پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں تمام علماء نے متفقہ طور پر فیصلہ
کیا کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز یعنی امام کی آواز ہو تو نماز بلا کراہت جائز ہوگی (اجرا جمعیت ۲۰ جولائی
۱۹۵۶ء)

اس متفقہ فیصلہ سے معلوم ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر کے سلسلے میں کئے جانے والے تمام اعتراضات
باطل ہیں۔ صرف اتنی بات معلوم کرتی ہے کہ اس کی آواز میں ہے یا غیر؟ اس سلسلے میں اہل سنت کے
مرکزی دارالافتاء مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کے مفتی سید افضل حسین صاحب نے نہایت قوی
دلائل سے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان کے رسالہ "شافیانی حکم فو نہ حبر انبیا" کی
روشنی میں ثابت کر دیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز یعنی مسکلم کی آواز ہے (الحیب اپریل ۱۹۶۴ء)
مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی نے بھی مذکورہ فیصلہ ہی دیا ہے۔ فقیر کے
نزدیک آواز کے عینیت کے مسئلہ پر بال کھل نکالنا اس جیسے مسائل میں فقہاء کے طریق سے مختلف ہے۔ اس
سلسلے میں اتنی بات کافی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز کو سامعین بلاشبہ انہی مسکلم کی آواز سمجھتے ہیں اور
جو بول رہے اور اس کا انکار بدیہی امر کا انکار ہے۔ مصنف، لے ترمذی، لے عالمگیری ۶،
لے عالمگیری ۶، لے کذا فی المینہ۔





پہلے ثنا پھر تعویذ، پھر تسمیہ پڑھیں۔
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ
 امام نے اگر قرات شروع کر دی تو مقتدی ثنا نہ پڑھے۔ اگر کوئی رکعت
 رہ گئی ہے تو اس کے شروع میں ثنا پڑھ لے

امام کو شروع میں پایا ہے یا پہلے سجدہ میں پایا تو اگر زائد گان ہو کہ ثنا پڑھ کر
 بھی امام کو اس حالت میں پالے گا تو پڑھ لے اور قعدہ یا دوسرے سجدہ میں پایا تو بہتر
 یہ ہے کہ بغیر ثنا پڑھے شامل ہو جائے۔

تعویذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے شروع میں سُنُّون ہے سورہ
 فاتحہ کے بعد اگر کوئی سورہ ابتدا سے شروع کی تو بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے مگر بسم اللہ
 بہر صورت آہستہ پڑھیں۔

- رکوع میں تین بار سبحان ربی لعظیم کہنا اور امام کے لئے پانچ مرتبہ؛
- گھٹنوں کا ہاتھوں سے پکڑنا اور ہاتھوں کا پہلوؤں سے دور رکھنا؛
- اگر کوئی شخص جماعت میں شرکت کے لئے آ رہا ہے تو امام رکوع طویل کر سکتا
 ہے، مگر اتنا بھی نہیں کہ مقتدی گھبرا جائیں
- رکوع و سجدہ میں پیٹھ سیدھی ہونی چاہیے۔
- عورت رکوع میں کم جھکے صرف اتنا کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچ جائیں۔
- سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنا سنت ہے اور امام کے لئے پانچ
 مرتبہ۔

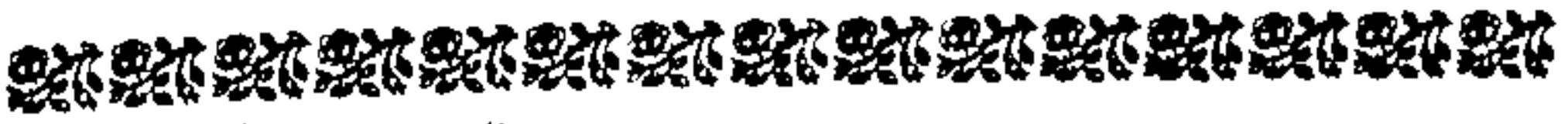
● رکوع سے اٹھنے میں سَمِعَ اللَّهُ مَن مَّحَلَّةٍ اور مقتدی اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَكَتَبَ
 الْحَمْدُ کہے اور منفرد دونوں کلمات ادا کرے۔

● سجدہ میں جائے تڑپن پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے

۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱

ترمذی، غنیہ، ترمذی، ترمذی، ترمذی





اور جب سجدے سے اٹھے تو پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھائے۔^{۱۴}

• مردوں کے لئے سنت ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں پیٹ رانوں سے جدا ہو اور کلائیوں کو زمین پر نہ بچھائے۔ اگر صرف میں جگڑ نہ ہو تو بازو ملا کر رکھے جاسکتے ہیں۔ دونوں ہاتھ کانوں کے قریب ہوں۔

• عورت سمٹ کر سجدہ کرے بازو کروٹوں سے، پیٹ ران اور پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملی رہیں۔^{۱۵}

• دونوں سجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھیں کہ بائیں قدم بچھا ہو دایاں کھڑا ہو ہاتھ رانوں پر ہوں۔

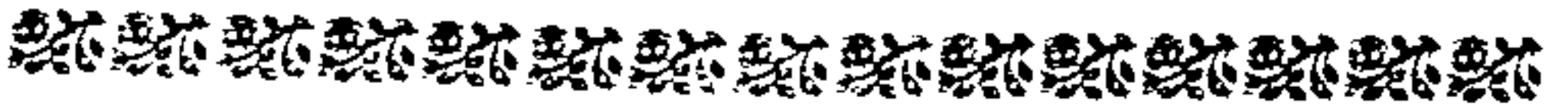
• سجدہ میں دونوں پیروں کی انگلیوں کے پٹیوں کا زمین پر لگنا اور قبلہ رو ہونا سنت ہے۔ جبکہ ہر پیر کی تین انگلیوں کے پٹیوں کا زمین پر لگنا واجب ہے، (فتاویٰ رضویہ)

دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد پنجوں کے بل گھنٹوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا سنت ہے۔ اگر کمزوری کے باعث زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھیں تو حرج نہیں۔ عورت تشہد وغیرہ میں جب بیٹھے تو دونوں پیر داہنی جانب نکال دے۔ جب تشہد میں لا پر پہنچنے تو سیدھے ہاتھ کی چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کر لے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر انگوٹھے کے پاس والی انگلی

۱۴ ترمذی ۱۲۶۶ ۱۵ ترمذی ۱۲۳۵ ترمذی ۱۲۴۵

۱۶ ابو حنیفہ عن نافع عن ابن عمارہ سئل کیف کن انساہ یصلین علی عرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کن یتربعن تم اسرن ان یختمزن۔ مسند امام المسلم ۴۹ طبع محمد سعید انبیڈ سنز کراچی۔ بخاری میں ہے کہ ام درود جو نسبتہ تھیں وہ ایسے ہی بیٹھتی تھیں جیسے مرد بیٹھتے ہیں، بخاری۔ اور عینی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے مرد کی طرح بیٹھنا مستحب ہے اور یہی قول نفعی ابو حنیفہ اور مالک رحمہم اللہ کا ہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ جس طرح آسان ہو اس طرح بیٹھے، عطاء اور شعبی یہی کہتے ہیں۔ عینی ۱۶۱





کو اٹھائے اور الّا پر رکھ دے اور انگلیاں کھول دے۔

فضن کی تیسری اور چوتھی رکعت میں منفرّد کو سورہ فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔

سبحان اللہ بھی کہنا جائز ہے اور خاموش رہنے سے بھی نماز ہو جائیگی۔

تشہد تشہد یہ ہے۔ التحیات لبّیہ والصلوات والطیبات السلام علیک

ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ

الصالحین اشہد ان لا اله الا اللہ و اشہد ان محمداً عبده ورسوله
آخری تشہد کے بعد درود ابراہیمی پڑھنا افضل ہے نوافل کے تعدد اولیٰ میں

بھی پڑھنا افضل ہے۔

درود ابراہیمی یہ ہے۔

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد كما صلیت علیٰ ابراہیم وعلیٰ

آل ابراہیم انک حمیدٌ حمیدٌ

اللہم بارک علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد كما بارکت علیٰ ابراہیم و

علیٰ آل ابراہیم انک حمیدٌ حمیدٌ

درود شریف کے بعد کوئی ماثور دعا پڑھے۔

یہ دعا مستحب ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَانَا

اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدِيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

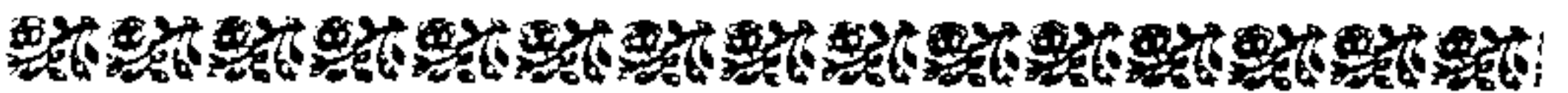
ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میری ذریت کو نماز کا پابند بنا دے،

اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما، اے ہمارے رب! میری والدین

کی اور تمام مومنوں کی قیامت کے دن مغفرت فرما دے۔

مقتدی کے تمام استقالات امام کے ساتھ ہونے چاہئیں۔

۱۵ درختار



نماز میں سلام کے مسائل

۱، دوبارہ السلام علیک ورحمۃ اللہ اس طرح کہا جائے کہ پہلی دفعہ دائیں طرف اور دوسری

دفعہ بائیں طرف منہ پھیر لیا جائے۔

(۲) مقتدی کو چاہیے کہ امام کے ساتھ سلام پھیرے، اگر تشہید پورا نہ کیا ہو تو تشہید پورا کرنے کے بعد سلام پھیرے (در مختار) یعنی درود اور دعا سے پہلے۔

(۳) سلام پھیرتے وقت امام یہ نیت رکھے کہ میں اپنے مقتدیوں، کراٹا کا تبین اور حفاظت کرنے والے فرشتوں کو سلام کر رہا ہوں اور مقتدی اس نیت میں امام کو شامل کرے۔ (در مختار)

(۴) سلام میں امام کے لئے دو طریقوں سے بیٹھا مسنون ہے، دائیں جانب یا بائیں جانب مڑ کر اور مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بھی بیٹھ سکتا ہے۔

(۵) سلام کو زیادہ نہ کھینچا جائے اور اسی طرح تکبیر تحریمہ کو۔

نماز کے مستحبات

۱، قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھنا۔

۲، کوع میں قدموں پر۔

۳، سجدہ میں ناک پر۔

۴، قعدہ میں گود پر۔

رہا سلام میں دائیں یا بائیں جانب کے کاندھے پر۔

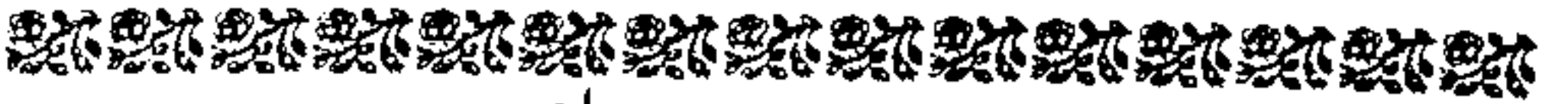
(۲) جماہی آئے تو روکنا، ورنہ حالت قیام میں دائیں ہاتھ کی پیٹھ سے منہ

ڈھانک لیں اور دوسری حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پیٹھ سے۔

(۳) مرد تکبیر کے تحریمہ کے لئے کپڑے سے ہاتھ باہر نکالیں اور عورتیں

اندر رکھیں۔

۲۹ رندی



(۵) حی علی الفلاح پر امام و مقتدی کھڑے ہوں۔^۱

(۶) کھانسی روکنے کی کوشش کی جائے۔

(۷) حالت قیام میں دونوں پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ۔

نماز کے بعد ذکر و دعا

(۱) ظہر و مغرب اور عشاء کے بعد مختصر دعا مانگی جائے۔

(۲) فجر و عصر کے بعد دعا اور اذکار میں طوالت جائز ہے۔ بشرطیکہ مقتدیوں کی

اکثریت بخوشی ایسا کرنے پر راضی ہو۔ بہتر یہ ہوگا کہ پہلے ایک مختصر دعا مانگ

لی جائے تاکہ جو حضرات چلے جانا چاہتے ہوں۔ فارغ ہو کر چلے جائیں۔ بعد

میں دوبارہ دعا مانگ لیں تاکہ اصحاب خشوع و خضوع کو سیری حاصل ہو اس

لئے اکثر مساجد میں دعا ثانیہ کا رواج ہے۔ یہ بلا کر بہت جائز ہے، نماز کے بعد

کئی دعائیں اور اذکار احادیث میں مذکور ہیں۔ کعب بن عجرہ سے روایت

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اذکار نماز کے بعد ہیں جن کا کرنے

والا نامراد نہیں رہتا۔ ہر نماز فرض کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ

اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں ہر نماز کے بعد آیتہ الکرسی پڑھنے کی فضیلت بھی

بہت آئی ہے۔ رَبِّ اَعِزِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحَسْبِ كُفْرِكَ، اے میرے

رب مجھ کو اپنی یاد شکر اور اچھی طرح اطاعت کی توفیق عطا فرما۔

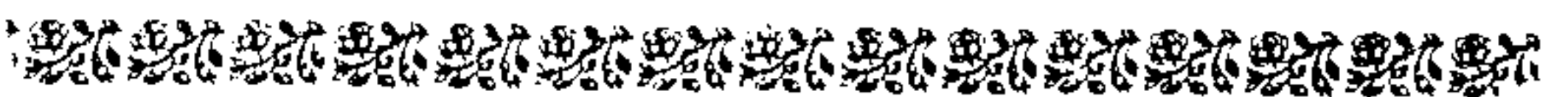
جو چیز عادتاً محال ہے یا شرعاً حرام ہے اس کی دعا جائز نہیں۔

سلام پھرنے کے بعد امام کے لئے مستحب یہ ہے کہ دائیں طرف منہ کر لے اور

بائیں طرف یا مقتدیوں کی طرف بھی منہ کر سکتا ہے فجر و عصر کے بعد طویل اذکار اور

دعاؤں کی اجازت ہے، بشرطیکہ مقتدی نہ گھبرا جائیں۔^۲

۱۔ مالابدمنہ، وعالمگیری، وردالمختار، وفتاویٰ رضویہ، اے مسلم، ۳۳ فتاویٰ رضویہ



جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان فرضوں کے بعد بات چیت نہیں کرنی چاہیے
 ثواب کم ملتا ہے، اسی طرح سنتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے، یہی حکم فرض دست کے
 درمیان ہر اس کام کا ہے جو منافی تحریم کا ہے۔

نماز میں قرأت کے اہم مسائل

- (۱) اگر کوئی شخص اپنی نماز انتہا اہستہ پڑھ رہا تھا۔ درمیان میں مقتدی شامل ہو گیا تو
 جتنی قرأت باقی ہو وہ آواز بلند پڑھے۔
- (۲) اگر ایک بڑی آیت کا کچھ حصہ ایک رکعت میں اور کچھ دوسری رکعت میں پڑھا
 تو اگر ہر رکعت میں تین چھوٹی آیات کی مقدار میں ہو گیا تو جائز ہے۔
- (۳) چار رکعات والی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اگر بھول کر سورہ نہ پڑھی تو آخری
 رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے۔
- (۴) اگر مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں بھول کر سورہ رہ گئی تو تیسری میں پڑھیں،
 اگر جہری نماز ہو تو سورہ فاتحہ اور دوسری سورت جہرے سے پڑھیں ورنہ اہستہ اور
 سجدہ سہو کریں۔
- (۵) اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں اور سنن و نوافل کی کسی رکوت میں جان بوجھ کر
 سورہ فاتحہ چھوڑی تو نماز نہ ہوگی۔
- (۶) اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ رہ گئی تو اس کی قضا نہیں البتہ رکوع
 سے پہلے یاد آگئی۔ تو سورہ فاتحہ پڑھ کر پھر سورہ پڑھی جائے اگر رکوع میں یاد
 آجائے تو قیام کی طرف واپس آکر سورہ فاتحہ اور سورہ پڑھی جائے۔ پھر رکوع
 کر کے سجدہ میں جائیں۔

۱۔ احمد ابوداؤد نسائی، ۲۔ رد المحتار، ۳۔ تنویر الابصار و درمختار، ۴۔ رد المحتار۔

www.marfat.com

- ۱) اگر تلاوت کے درمیان کوئی بات یا کام کیا تو دوبارہ اعوذ اور لبم اللہ پڑھنی چاہیے۔
- ۲) البتہ اگر کوئی دینی کلمہ تسبیح تحمید وغیرہ ادا کیا تو تعوذ اور تسمیہ دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔
- ۳) تراویح میں ختم قرآن کے وقت تین مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنا بہتر ہے۔
- ۴) لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پیر سمٹے ہوں کام کی حالت میں تلاوت کرنا بھی جائز ہے۔
- ۵) جب قرآن بلند آواز سے پڑھا جائے اور اگر لوگ سننے کو جمع ہوں تو سب پر سننا فرض اور اگر کام میں ہوں تو ایک کا سننا کافی ہے۔
- ۶) قرآن خوانی وغیرہ میں بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔
- ۷) لاؤڈ اسپیکر پر جب نماز پڑھائی جائے تو میناروں کے ہارن بند کر دیں تاکہ آواز غیر ضروری طور پر باہر نہ جائے پھر اگر آواز باہر جائے تو سننے والے پر ادب لازم ہے شور مچانا کرنا بیہودہ باتیں کرنا منع ہے۔ لیکن سنا واجب نہیں کیونکہ ان کے سنانے کے لئے نہیں پڑھا گیا ہے۔ یہی حال ریڈیو سے تلاوت کا ہے۔ لیکن محض اس لئے ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت منع نہ ہوگی کہ لوگ ادب نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس طرح نشر و اشاعت کے ذریعہ ختم ہو جائیں گے۔

قرأت میں غلطی کے احکام

- ۱) قرأت میں اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی غلط ہو جائیں خواہ یہ کسی لفظ کی کمی بیشی یا حرکت یا اعراب کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد ہوگی، ورنہ نہیں۔
- ۲) ایک حرف کو دوسرے سے ملانا، یا قطع کر دینا، وقف و ابتداء کلمے موقع کر دینا خواہ وقف لازم ہو، نماز فاسد نہیں اگرچہ یہ چیز بری ہے۔
- ۳) س، ص، ط، تا وغیرہ حروف کو صحیح تلفظ سے ادا کرنا چاہیے، باوجود کوشش کے اگر کوئی حرف درست نہ نکلتا ہو تو نماز ہو جائے گی۔ لاپرواہی سے ایسا ہوتا ہو تو فساد معنی کی صورت میں فاسد ہو جائے گی۔

۱۰ غنیہ، ۱۱ غنیہ

۱۲ غنیہ، ۱۳ غنیہ

﴿۳﴾ مد، غنہ، اظہار، اخٹاکی غلطی سے نماز میں فساد نہیں ہوگا۔

امامت

قرآن کریم میں نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید ہے۔ اس کی تفصیلات احادیث میں ہیں امام کو مقتدیوں سے کم از کم ظاہری تقویٰ اور پرہیزگاری میں ضرور زائد ہونا چاہیے۔ نماز میں امامت کو امامت صغریٰ کہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے تمام معاملات میں پیشوائی امامت کبریٰ یا خلافت ہے۔

۱۱) امام کے لئے چھ شرائط ہیں اسلام، بلوغ، عقل، مرد ہونا، قرأت، معذور نہ ہونا۔

﴿۲﴾ عورت، عورتوں کے لئے اور نابالغوں کے لئے نابالغ امام ہو سکتا ہے۔
 ﴿۳﴾ وہ بد مذہب جسکی بد مذہبی حد کفر کو پہنچ چکی ہو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اگر حد کفر کو نہ پہنچی ہو تو اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً بدعتی یعنی بدعت سنیہ کا مرتکب ہو اور بدعات واجبہ حسنہ تو دین کا جزو ہیں۔

﴿۴﴾ شافعی مالکی، حنبلی، اماموں کی اقتدا میں حنفی کی نماز ہو جائے گی یہ اس صورت میں ہے جبکہ آئمہ مسائل طہارت و نماز میں احناف کے مسلک کی رعایت کرتے ہوں مگر حنفی امام کے ہوتے ہوئے حنفی کی اقتدا بہتر ہے۔

﴿۵﴾ ایسا امام جو مقتدیوں کو مشرک بدعتی وغیرہ جانتا ہو اس کے

۱) عالمگیری ۱/۱۱۱ ترمذی ۱/۱۱۱؛ ابو داؤد ۱/۱۱۱ و دارقطنی ۱/۱۱۱ : حاکم نے روایت کی کہ حضرت عائشہ نے

فرض نماز عورتوں کو پڑھائی تو خود درمیان میں کھڑی ہوئیں اور محمد بن حسن

نے روایت کی کہ حضرت عائشہ رمضان میں عورتوں کو نماز پڑھاتی تھیں اور خود درمیان میں کھڑی

کھڑی ہوتی تھیں : الدرایہ حاشیہ ہدایہ ص ۱۲۳ طبع کلام پبلی کراچی بلیہ ردالمحتار ۱/۱۱۱ ردالمحتار ۱/۱۱۱

﴿۶﴾

پچھے نماز درست نہیں اور یہ ظاہر ہے کیونکہ مقتدی اور امام میں ایک قلبی رابطہ ہوتا ہے۔ جب قلبی رابطہ جگہ نفرت لے لے تو یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور خشوع و خضوع کے بجائے غم و غصہ، ریا کاری اور دکھاوا رہ جاتا ہے۔ جب آپ دل سے ایک شخص کو اچھا نہیں سمجھتے تو اس کے احکام کی پیروی نفاق نہیں تو اور کیا ہے

نیز امام مقتدی کی نماز کا ضامن ہوتا ہے جب امام کی نماز نہ ہوئی تو مقتدیوں کی کیا ہوگی (۱۵)

(۱۶) ایسا شخص جو کھلے عام بڑے بڑے گناہ کرتا ہے۔ اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اس کے پیچھے پڑھی ہوتی نمازوں کا دہرا نافرمانی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو مگر اس کا مقصد یہی ہے کہ جو ظاہر و باطن میں نیک ہو یا باطنی طور پر گناہ گار بھی ہے تو بھی اس کے پیچھے نماز پڑھو ظاہر ہے اگر امامت کے لئے یہ شرط ہوتی کہ ظاہر باطن بے گناہ ہو تو شاید یہ سلسلہ امامت منقطع ہو جاتا لہذا آسان شرط رکھی گئی کہ کم از کم شریعت کا بظاہر متبع ہو۔

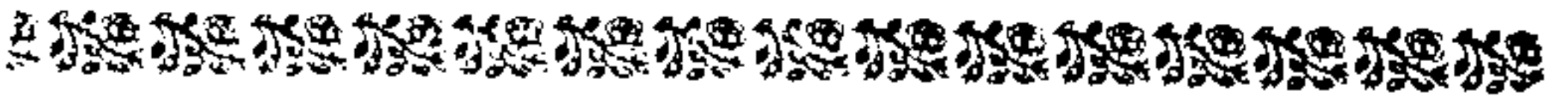
(۱۷) ایسے شخص کو امام بنانا چاہیے جو طہارت اور نماز کے مسائل سے بخوبی واقف ہو اور قرآن مسنون طریقہ پر پڑھ سکتا ہو۔

(۱۸) اگر کسی جگہ ایک مقرر شدہ امام ہے تو اگرچہ حاضرین میں اس سے زیادہ علم والا شخص ہو پھر بھی مقرر شدہ امام ہی نماز پڑھنے کا زیادہ مستحق ہے ہاں اس کی اجازت سے پڑھا سکتا ہے۔

(۱۹) اگر کسی شخص سے لوگ شرعی وجہ سے ناراض ہوں تو اس کا امام بنا مکروہ تحریمی ہے ایک دو آدمیوں کی تارافگی کچھ عینیت نہیں رکھتی۔

۱۵ مصنف ۲۷ ترمذی ۲۷۱ سے ابوداؤد ۲۷۱۱ ترمذی ۷۸

۱۶ مصنف ۲۷ ترمذی ۲۷۱ سے ابوداؤد ۲۷۱۱ ترمذی ۷۸



(۱) نابینا جبکہ کپڑوں کی پاکی کا خیال رکھتا ہو یا اس کا مددگار ہو تو امام ہو سکتا ہے۔

(۱۱) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا (عذر سے) بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتدار کر سکتا ہے۔
(۱۲) نفل نماز پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدار کر سکتا ہے۔

(۱۳) اگر امام یتیم سے اور مقتدی با وضو ہے تو درست ہے۔
(۱۴) اگر کسی وجہ سے امام کی نماز ٹوٹ گئی تو مقتدیوں کی بھی ٹوٹ جائے گی۔

(۱۵) دو دروز تک صفیں ہوں اور متصل ہوں تو اقتدا صحیح ہے۔
(۱۶) اگر دو صفوں کے درمیان تقریباً ۱۰ فٹ کا فاصلہ ہو تو اقتدا درست ہے ورنہ نہیں۔

(۱۷) مسجد میں عام طور پر جو حوض ہیں، اگر ان کے چاروں طرف صفیں ہیں تو اقتدار درست ہے۔ ورنہ نہیں۔

(۱۸) اگر صفوں میں عورت بھی شامل ہو تو اس پاس کے لوگوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

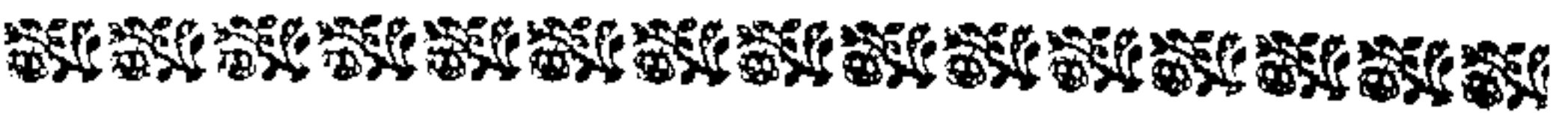
(۱۹) اگر عورتوں نے مسجد کی چھت پر نماز پڑھی اور مردوں نے نیچے تو نماز ہو جائے گی۔

(۲۰) جو شخص داڑھی منڈاتا ہو یا ایک مٹھی سے کم کراتا ہو اس کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲۱) اگر مقتدی چھت پر ہو لہذا ان کو امام سے آگے صف نہیں بنانی چاہیے ورنہ جو آگے ہو گا اس کی نماز نہ ہوگی۔

(۲۲) امام کو نماز مختصر پڑھانی چاہیے۔

لہ فقہانے ایک بیل گاڑی کا فاصلہ لکھا ہے جو کہ اد سناہ فٹ ہوتا ہے لہ مقیمہ ۳ ترمذی ۱۰۷



نماز باجماعت کے فضائل

اسلام ایک ایسا دین ہے جو لوگوں کو اجتماعی اور معاشرتی زندگی کے آداب سکھاتا ہے۔ وہ ایک ایسا معاشرہ پیش کرتا ہے جس میں ہر فرد دوسرے کا ہمدرد، مونس اور غمگسار ہو۔ اس لئے اسلامی عبادات میں اجتماعیت کو بہت اہمیت ہے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کی قرآن و حدیث میں بہت تاکید ہے۔ قرآن میں عام طور پر جہاں نماز کا حکم دیا گیا ہے وہاں جمع کا صیغہ واقیموا استعمال کیا گیا ہے، جو صراحت سے جماعت پر دلالت کرتا ہے ایک جگہ قرآن میں ارشاد باری ہے **وَارکعوا مع الکرکعین** تم رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

- (۱) باجماعت نماز کا ثواب تنہا نماز پر پڑھنے سے تائیس درجہ زیادہ ہے
- (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نماز باجماعت ادا نہ کرنے والوں کے گھروں کو جلا دیتا
- (۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور صفت اہل بیت کی فضیلت ہے تو اگر وہ بلا قہر اندازی کے اس کو بپا سکتے تو ضرور قہر اندازی کرتے

جماعت کے احکام

- (۱) عاقل بالغ، غیر معذور پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔
- (۲) جمعہ و عیدین وغیرہ میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ ہے یعنی کچھ لوگوں نے جماعت قائم کر لی تو باقی سے جماعت ساقط ہو گئی۔
- (۳) اگر محلہ کی مسجد میں جماعت ہو چکی ہو تو دوبارہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعت نکرہ ہے البتہ بلا اذان محراب سے ہٹ کر دوسری جماعت ہو سکتی ہے۔

۱۔ بخاری و مسلم ۲۔ بخاری ۳۔ بخاری و مسلم ۴۔ رد المحتار ۵۔ عالمگیری

تاریخ عام، اسٹیشن وغیرہ کی مساجد جہاں نمازی متعین نہ ہوں انہیں اذان و اقامت کے ساتھ دوسری نماز جائز ہے۔

۳۴ اگر گھر میں عورتیں ہیں تو مردان کا امام بن سکتا ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی مرد یا امام کی نسبی محاسم یا بیوی موجود ہوں۔

۳۵ اگر ایک مقتدی ہو تو امام کے برابر وہ اپنی جانب کھڑا ہو دو مقتدی ہوں تو ان کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے زائد کا کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے اگر تنہا عورت ہو تو پیچھے کھڑی ہو۔

۳۶ اگر ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا ایک اور آگیا تو یہ مقتدی پیچھے ہٹ جائے یا امام آگے بڑھ جائے۔

۳۷ صف میں ملکر کھڑے ہونا چاہیے موندھوں سے موندھے ملکر کھڑے ہوں۔

۳۸ امام کو درمیان میں کھڑا ہونا چاہیے اور بعد میں آنے والے مقتدیوں کو چاہیے کہ اس انداز سے کھڑے ہوں کہ امام بیچ میں ہے صف کے ایک طرف نہ کھڑے ہوں۔

۳۹ امام کو تنوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

۴۰ اگر کسی شخص نے تنہا نماز فرض شروع کی ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کرنے پایا تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی تو نماز توڑ کر جماعت میں شرکت کرنی چاہیے بلکہ فجر و مغرب

میں دوسری رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے تک نماز توڑ کر جماعت میں شرکت کی جائے البتہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو سہا ہی بنا ز پوری کرنی ہوگی۔

۴۱ اگر کسی شخص نے تنہا فجر یا مغرب کی نماز ادا کر لی پھر جماعت قائم ہوتی تو یہ نیت نفل جماعت میں شرکت نہیں کر سکتا کیونکہ فجر کے بعد نفل جائز نہیں اور مغرب میں اس لئے کہ تین رکعت نفل نہیں ہوتی۔

۴۲ چار رکعت والی نماز کی ایک رکعت پڑھنے پایا تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی تو

لہ در مختار، لہ عالمگیری، لہ در مختار، لہ در مختار، لہ بخاری، لہ در مختار

اگر لوگ عورتوں کو فتنہ کے خوف سے مسجد بھیجا بند کر دیں گے تو اس سے سینکڑوں عظیم فتنے پیدا ہونگے اور پیدا ہو گئے، اولاد کے لئے ماں کی تربیت لازمی ہے مگر جو ماں دین کی تعلیم و تربیت سے محروم ہو وہ اولاد کی کیا تربیت کرے گی، مرد دین کی معلومات کچھ نہ کچھ رکھتے ہیں مگر عورتیں اس غیر ضروری پابندی کی وجہ سے جاہلیت کا شکار ہیں، انہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے مرد عورتوں کو بازاروں میں پھرتے ہیں، اور پھرنے کی اجازت دیتے ہیں، اور کسی فتنہ کا خوف محسوس نہیں فرماتے مگر مسجدوں سے روکتے ہیں، حالانکہ ان کے سامنے دنیا کی سب سے محترم مسجد بیت اللہ شریف کی مثال موجود ہے، وہاں عورتیں اور مرد سب یکجا بیٹھتے ہیں، فقیر کی رائے دلائل شرعیہ کی روشنی میں یہی ہے کہ مسجدوں میں عورتوں اور بچوں کے لئے خصوصی مناسب انتظامات کئے جائیں اور ان کو مسجد میں لایا جائے تاکہ وہ دین کی فہم حاصل کریں۔

ضروری مسئلہ | آٹھ نو برس کا لڑکا جو نماز پڑھنی جانتا ہو صنف کے درمیان کھڑا ہو سکتا ہے، اس کو بائیں طرف کھڑا کرنا بھی ضروری نہیں، اگر وہ پہلے سے درمیان صنف میں ہے تو اس کو ہٹا کر خود کھڑا ہونا جائز نہیں۔

صنف سیدھی کرنے کا حکم

صنف سیدھی کرنے کی بہت تاکید ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے بندگانِ خدا تم اپنی صنفوں کو درست کرو ورنہ خدا تمہارے چہرے مسخ کر دے گا۔ آج کل مساجد میں لائیں ہیں، صنف سیدھی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ٹخنے کو ٹخنوں کے برابر رکھا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ صنفیں درست کر کے پہلے سے بیٹھیں تاکہ جب مؤذن صلی علی الصلوٰۃ یا صلی علی السلاخ کہے تو مستحب طریقہ کے مطابق کھڑے ہو سکیں۔ فقہ حنفی کی تمام کتب میں یہی مذکور ہے کہ جب

﴿﴾

مقتدی موجود ہوں اور امام محراب میں ہو تو سب حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں، اقامت اور تکبیر کے درمیان اگر کچھ فاصلہ ہو جائے تو حرج نہیں اب حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا اہلسنت وجماعت کا ایک خاص نشان ہے۔ بہر حال یہ مستحبات میں سے ہے اگر کچھ لوگ پہلے کھڑے ہو جائیں تو ان سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں، فقیر نے اس پر مدلل بحث کی ہے جو چھپ چکی ہے۔

مقتدی کی چار اقسام

۱۔ مدرک = جو شروع سے آخر تک امام کے ساتھ شریک رہے، اگرچہ پہلی

رکعت کے رکوع میں شامل ہوا۔

۲۔ لاحق = جس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت پائی مگر بعد میں کسی وجہ سے اس کی بعض یا سب رکعات فوت ہو گئیں۔

۳۔ مسبوق = جس نے امام کے ساتھ بعض رکعات گزر جانے کے بعد شرکت کی ہو۔

۴۔ لاحق مسبوق = جس نے امام کے ساتھ شروع کی رکعات پائیں پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔

۵۔ لاحق مدرک کے حکم میں ہے، جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا تو اس میں قرأت نہیں کرے گا، نہ سہو کی صورت میں سجدہ سہو کرے گا۔

۶۔ مسبوق اپنی فوت شدہ رکعات میں قرأت کرے گا، اگر سہو ہو تو سجدہ سہو کرے گا۔ اگر ثنا نہیں پڑھی تو ثنا پڑھے، قرأت سے پہلے تعوذ کرے۔

۷۔ مسبوق جب اپنی فوت شدہ رکعات پڑھے گا تو قرأت کے اعتبار سے پہلی رکعت ہوگی اور تشہد میں امام کی رکعات کا اعتبار ہوگا، مثلاً تین

لے انس بن مالک سے روایت ہے کہ اقامت ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں صفیں درست کرنے کا حکم دیا۔ بخاری نے لے ملاحظہ ہو سالانہ روزنامہ دارالعلوم امجدیہ کراچی لے در مختار۔

﴿﴾

رکعت والی نماز میں ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھی، اب امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور ثنا، تعوذ، فاتحہ قرأت کرے یہ اس کی پہلی رکعت ہے، مگر یہ رکعت پوری کر کے تشهد میں بیٹھ جائے کہ امام کے اعتبار سے دوسری ہے، پھر دوسری رکعت میں بھی قرأت کرے اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے،

۷۔ مسبوق کو امام کے دوسرے سلام کے بعد کھڑا ہو نا چاہیے تاکہ اگر امام نے یہ سلام سجدہ سہو کے لئے کیا ہے تو اس میں شریک ہو جائے،^{۱۰}
۸۔ مسبوق اگر امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر بھول کر پھیر دیا تو حرج نہیں ہے۔^{۱۱}

۹۔ اگر مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کر لیا اور سر اٹھانے سے قبل امام نے بھی سجدہ کر لیا تو نماز ہو گئی، مگر قصداً ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔^{۱۲}

پانچ چیزیں اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے

- ۱۔ تکبیراتِ عیدین ۲۔ قعدہ اولیٰ ۳۔ سجدہ سہو۔
- ۴۔ دعائے قنوت ۵۔ سجدہ تلاوت،

چار چیزیں اگر امام کرے تو مقتدی ساتھ نہ دے

- ۱۔ نماز میں زائد سجدہ ۲۔ ناٹو۔ تکبیراتِ عیدین پر زیادہ ۳۔ جنازہ میں پانچویں تکبیر ۴۔ اگر پانچویں رکعت میں امام کھڑا ہو جائے تو مقتدی اس کو بتائے (جو طریقہ بتانے کا ہے اس کے مطابق) اگر وہ نہ لوٹے تو مقتدی نہ لوٹے اور تشهد پڑھ کر سلام پھیر دے مقتدی کی نماز ہو جائے گی لیکن اگر امام قعدہ اخیرہ کے بعد کھڑا ہوا ہے تو مقتدی ساتھ دے، اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے، اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہ کیا اور پانچویں

۱۰۔ در مختار، ۱۱۔ در مختار، ۱۲۔ عالمگیریہ۔

۱۳۔ در مختار، ۱۴۔ در مختار، ۱۵۔ عالمگیریہ۔



رکعت کا سجدہ کر لیا۔ تو سب کی نماز فاسد ہوئی، اس مقتدی کی بھی جس نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا تھا،

نو چیزیں اگر امام نہ کرے تو مقتدی اسکی پیروی نہ کرے

- ۱۔ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا، ۲۔ اگر امام آہستہ قرأت کر رہا ہے تو مقتدی ثنا پڑھ سکتا ہے، ۳۔ رکوع کی تکبیر، ۴۔ سجدہ کی تکبیر، ۵۔ تسبیحات، ۶۔ سمیع اللہ لمن حمدہ کہنا، ۷۔ تشہد، ۸۔ سلام پھیرنا، ۹۔ تکبیرات تشریحی۔

رکعات میں امام اور مقتدیوں کا اختلاف

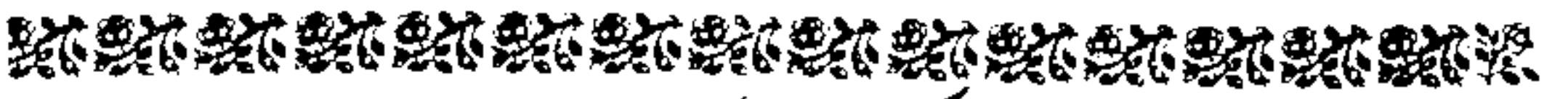
- ۱۔ اگر رکعات کے بارے میں مقتدیوں اور امام میں اختلاف ہو تو امام اپنے یقین پر عمل کرے، ایک شخص کو تین رکعات کا یقین ہے اور ایک کو چار کا، باقی مقتدی اور امام شک میں ہیں، تو جس کو کمی کا یقین ہے صرف وہی نماز دہرائے، اگر دو عادل یقین کے ساتھ کہتے ہوں تو بہر حال اعادہ ہے۔

نماز میں بے وضو ہونے کے احکام

- ۱۔ اگر کسی وجہ سے حالت نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے بعد باقی نماز وہیں سے پڑھ سکتا ہے جہاں سے چھوڑی تھی اس کو بناء کہتے ہیں، مگر پوری نماز دہرانا بہتر ہے اس کو استیناف کہتے ہیں۔
- ۲۔ چونکہ بناء کے لئے بہت شرائط ہیں تو استیناف پر ہی عمل کر لینا چاہیے۔

۱۔ فقہ قادری عالمگیری، ۲۔ عالمگیری، ۳۔ مصنف





خلیفہ کرنے کے احکام

اگر امام بے وضو ہو جائے تو پیچھے ہٹ جائے، پیچھے ہٹنے کا طریقہ امام یا مقتدی کے لئے یہ ہے کہ وہ ترچھا ہو کر اپنی پشت کی جانب سے نکل جائے، صفوں کے سامنے سے نہ گزرے اور اشارہ سے کسی شخص کو مصلیٰ پر کھڑا کر دے، مگر ایسا شخص ہو جو نماز پڑھا سکے، اس لئے امام کے پیچھے ایسے لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیے جو بوقتِ ضرورت امام کی جگہ لے سکیں، امام کی جگہ کھڑے ہونے والے کو دل میں نیتِ امامت کر کے وہیں سے نماز شروع کر دینی چاہیے جہاں سے پہلے امام نے چھوڑی تھی، اور اگر سرِ نو بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ چونکہ ایسا اتفاق بہت کم ہوتا ہے اور لوگوں کے تشویش میں پڑنے کا امکان ہے لہذا دوسرے امام کو ابتداء سے نماز پڑھا دینی چاہیے۔

مفسداتِ نماز

- ۱۔ جان بوجھ کر بات کرنا یا بھول کر یا مجبوراً کرنا بہرِ طرح نماز فاسد ہو جاتی ہے۔
- ۲۔ اللہ کا نام سن کر جل جلالہ یا حضور کا نام سن کر درود پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی، لیکن جواب میں نہ کہا ہو بلکہ خود کہا تو حرج نہیں۔ اسی طرح آیتِ صلوٰۃ سن کر عادتاً درود و رد زبان ہو گیا تو نماز فاسد نہ ہو گی۔
- ۳۔ نمازی نے اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دیا نماز فاسد ہو گئی۔
- ۴۔ امام نے اپنے مقتدی کے سوا کسی دوسرے سے لقمہ لیا تو نماز فاسد ہو گئی۔
- ۵۔ قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا مفسد نماز ہے، محراب پر یا کہیں اور سے پڑھنا بھی مفسد نماز ہے۔
- ۶۔ عملِ کثیر جس کام کے کرنے والے کو دیکھ کر غالب گمان ہو سکے یہ نماز

لہ ترمذی ۱۸۱ = مصنف ۱۸۱، فتاویٰ رضویہ ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳،

میں نہیں ہے) مفسد نماز ہے۔ مثلاً دونوں ہاتھ سے نہ بند باندھا، یا

پانچامہ پہنا یا قمیض پہنی۔

۷۔ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا، یا سجدہ میں گھٹنے یا ہاتھوں کا کھنا مفسد نماز ہے۔

۸۔ ستر کھل گیا اور تین تسبیحات کی تعداد تک کھلا رہا، یا از خود تھوڑی

دیر کیلئے بھی کھولا تو نماز فاسد ہو گئی۔

۹۔ کھانا، پینا مطلقاً نماز کو فاسد کرتا ہے۔

۱۰۔ دانتوں میں کوئی چیز چبنے کے برابر ہے اگر اسے نکل لیا تو نماز فاسد ہو گئی،

اسی طرح اگر خون نکلا اور اس کا مزہ محسوس ہوا پھر نکل لیا تو نماز

فاسد ہو گئی۔

۱۱۔ سینہ کو قبلہ سے پھیر لینا مفسد نماز ہے، یعنی سینہ جہت قبلہ سے ۴۵ درجہ

ہٹ جائے۔

۱۲۔ پے در پے سر یا داڑھی کے تین بال اکھڑے نماز فاسد ہو گئی۔

۱۳۔ تکبیر تحریمہ یا انتقال میں اکبر یا اللہ کے الف کو دراز کیا یا اکبار

پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی۔

نماز کے مکروہات تحریمی کا بیان

واجب ہے

جس نماز میں کوئی مکروہ تحریمی فعل واقع ہو جائے اس کا دوبارہ پڑھنا

۱۔ ہر ایسا کام جو نماز میں اللہ کی طرف سے توجہ کو ہٹا دے مکروہ ہے۔

۲۔ کپڑے، داڑھی یا لباس کے ساتھ کھیلنا، کپڑا سمیٹنا۔

۳۔ لباس کا غیر متعارف طریقہ پر پہن کر نماز پڑھنا، جیسے قمیض میں ہاتھ نہیں ڈالے۔

۴۔ آستین نصف کلائی سے زائد اوپر چڑھانی، یا دامن اوپر اٹھا لیا۔

۵۔ بول و برازیار یا ح کے غلبہ کے وقت نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ اگر درمیان

۱۔ درختار، ۲۔ فتح القدیر، ۳۔ درختار، ۴۔ عالمگیری، ۵۔ بخاری ۱۱۲

میں نہیں ہے) مفسد نماز ہے۔ مثلاً دونوں ہاتھ سے نہ بند باندھا، یا

نماز میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے اور وقت میں مجالس ہو لو نماز پورے دینا واجب ہے۔

- ۶۔ کپڑے جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۷۔ انگلیاں چٹخانا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۸۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا یا چہرہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۹۔ سجدہ میں مرد کا کلائیوں کو زمین سے لگانا۔
- ۱۰۔ کسی کے منہ کی طرف نماز ادا کرنا، اگرچہ صرف حالت قیام میں سامنا،
- ۱۱۔ چادر اوڑھ کر نماز ادا کرنا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں۔
- ۱۲۔ گپڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر کھلا ہو، ناک اور منہ کا چھپانا، اور بلا ضرورت کھنکارنا۔
- ۱۳۔ بلا ضرورت جمہی مکروہ تحریمی ہے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا جائے۔
- ۱۴۔ جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنا یا نمازی کے سر پر ڈائیں، بایں یا سجدہ کی جگہ پر یا پشت کی طرف ہے تو نماز مکروہ ہے۔
- ۱۵۔ الطائر آن مجید پڑھنا، یا کسی واجب کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۱۶۔ صرف پانچ ماہ یا تہ بند سے، کرتا یا قمیض کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۱۷۔ مفضوبہ زمین، یا کسی کے کھیت میں جو جتا ہوا ہے یا جس میں فصل کھڑی ہے بلا اجازت نماز مکروہ تحریمی ہے۔
- ۱۸۔ بلا حائل قبر کے سامنے نماز پڑھنا۔
- ۱۹۔ کفار کے عبادت خانوں میں جانا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
- ۲۰۔ سر یا ہاتھ سے نماز میں ہاں یا نہیں کا اشارہ کرنا۔

۱۔ ردالمحتار، ۲۔ بخاری، ۳۔ مرقی الفلاح، ۴۔ علمگیری، ۵۔ درمختار، ۶۔ کراہی، ۷۔ عالمگیری۔

بَطْوَرِ تَكْبِيرٍ، ثَلُوَارِ بِأَجْمَامِهِ يَأْتُمِنْدُ وَغَيْرَهُ ثُنُونٍ سَعِيْجٍ لُطْكَانًا، يَأْكُرُ

۲۱۔ بطور تکبیر، ثلوار یا جامہ یا تہ بند وغیرہ ثنوں سے نیچے لٹکانا، یا اگر نیت نہ ہو اور اس علاقہ میں ایسا کرنا متکبرین کی عادت ہو تب بھی مکروہ تحریمی ہے، اور اگر اتفاقاً کپڑا لمبا سل گیا ہے اور نیت تکبیر سے نہیں پہنا گیا ہے تو حرج نہیں، ایسی صورت میں کپڑے کا اوپر چڑھانا کف ثواب کی وجہ سے مکروہ ہوگا،^۱

۲۲۔ اگر چادر وغیرہ اوڑھ کر نماز پڑھیں تو چادر سر پر بھی ہونی چاہیے۔^۲
 ۲۳۔ کونٹ پتلون اگر اس قسم کا ہے کہ رکوع وسجود وغیرہ ارکان میں تکلیف نہیں ہوتی تو نماز درست ہے، اب یہ لباس کسی خاص قوم کا شعار نہیں رہا ہے بلکہ دنیا کی تمام اقوام اس کو استعمال کر رہی ہیں،
 ۲۴۔ البتہ ٹائی جو صلیب کا نشان ہے لگا کر نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں،^۳ ویسے بھی باندھنا درست نہیں۔

۲۵۔ جوتے اگر صاف ہوں تو پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں، نماز جنازہ میں عموماً ضرورت پڑتی ہے مگر جوتے اتنے نرم ہوں کہ حالت سجود میں انگلیاں زمین سے لگ جائیں۔

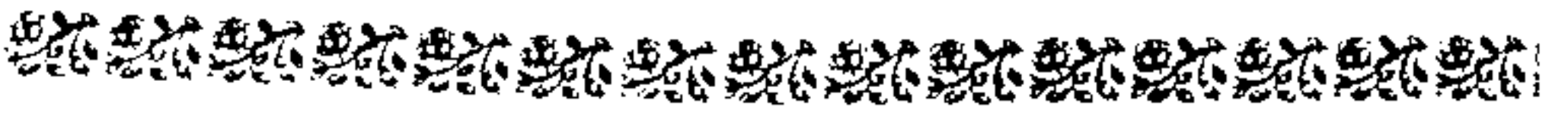
۲۶۔ مردوں کو خالص ریشمی کپڑا، کمر بند، رومال پہن کر یا تانبے، چاندی، سونے کے چھلے ہاتھ، کان، پیر وغیرہ میں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور نماز کے علاوہ بھی ان چیزوں کا پہننا مکروہ ہے۔

۲۷۔ عورتوں کو زیور پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے، مگر لوہے، تانبے، پتیل کا زیور پہننا جائز ہے اور اس زیور میں نماز مکروہ ہے۔

۲۸۔ مردوں کے لئے گھڑی کی چین باندھ کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں کیونکہ یہ زیور نہیں، اسی طرح چشمہ، فونٹین پین، گاڑی کی چابی اور اس کی

^۱ فتاویٰ رضویہ ۲۳۸ بحوالہ ابوالعین عن ابن عباس ^۲ مصنف ^۳ مصنف ^۴ مصنف

فتاویٰ رضویہ ۶۲ ^۱ فتاویٰ رضویہ ۲۲۲ ^۲ فتاویٰ رضویہ ۲۲۲



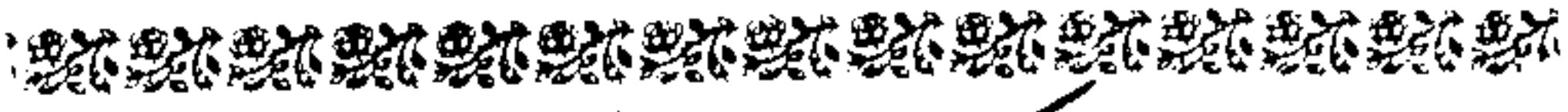
زنجیر کے ساتھ، اگر گھڑی کی چین زلیو رہتی تو زیورات کی دکانوں پر بذلت ہوتی، حقیقت یہ ہے کہ یہ گھڑی کے تابع ہے، جس طرح گھڑی باندھ کر نماز جائز ہے اس طرح چین کے ساتھ جائز ہے۔ ہذا ما عندی والعلم التام عند اللہ۔ کرنا چاہیے۔

۲۹۔ لہسن، پیاز، حنفہ، سگریٹ تمباکو کی بو کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے، منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز کرنا ہے اور ایسی حالت میں مسجد جانا حرام ہے، جب تک منہ صاف نہ کرے، عوام کو عموماً اور علماء کو خصوصاً تمباکو کے پان، حقم، سگریٹ، نسوار وغیرہ سے احتیاط برتنی چاہیے۔ ان اشیاء کے عادی حضرات کے منہ میں عام طور پر پورہ جاتی ہے، جو نماز میں کراہت کی موجب ہے، پھر رمضان شریف میں ان حضرات کی بے بسی قابل رحم ہوتی ہے، اگر ان اشیاء کی قلت ہو جائے تو پھر حالت قابل دید ہوتی ہے، آخر انسان ان علتوں میں اپنے آپ کو کیوں مقید کرے؟ ایک عزیز قوم کے لئے یہ اشیاء فضول خرچی اور اسراف نہیں تو کیا ہیں؟ مجھے ایسے صوفیاء سے مل کر حیرت ہوتی ہے جو ترک حیوانات اور ترک ناکہات وغیرہ کرتے ہیں مگر ترک خرافات کی طرف توجہ نہیں دیتے،

۳۰۔ ایک کن میں بوقت ضرورت دو مرتبہ سے زائد نہ کھانے ورنہ عمل کثیر ہو جائیگا۔ کھانے کے علاوہ اگر دو مرتبہ سے زائد کچھ اور کام کیا مندا کپڑے جھٹے تو یہ بھی عمل کثیر ہے (مصنف)۔
۳۱۔ اگرچہ عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا مستحب ہے، لیکن اگر امام عمامہ نہ باندھے تو نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔ اگر عمامہ اس طرح باندھا کہ اندر سے ٹوپ لظرائی رہی تو بھی نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔

۱۔ مصنف، ۲۔ فتاویٰ رضویہ، ۳۔ مصنف، ۴۔ فتاویٰ رضویہ، ۵۔ فتاویٰ رضویہ، ۶۔ مصنف





نماز کے مکروہات تنزیہی کا بیان

جس نماز میں کوئی مکروہ تنزیہی فعل ہو جائے وہ نماز درست تو ہو جائے گی مگر دوبارہ پڑھ لینا مستحب ہے۔

- ۱۔ رکوع و سجود میں تین تسبیحات سے کم کہنا۔
- ۲۔ صاف ہتھکرے کی پڑے ہوتے ہوئے میلے کچیلے کپڑوں میں نماز پڑھنا۔
- ۳۔ ننگے سر نماز پڑھنا، البتہ اگر خشوع و خضوع کے اظہار کے لئے ننگے سر پڑھی تو مستحب ہے۔

۴۔ اگر نماز میں ٹوپی گر جائے تو اٹھالی جائے، بشرطیکہ زیادہ کوشش نہ کرنی پڑے۔ (در مختار)

- ۵۔ نماز میں ناک سے پانی بہا تو پونچھ لینا چاہیے، مسجد میں نہیں گرنے دینا چاہیے۔
- ۶۔ انگڑائی لینا اور جان بوجھ کر کھانسا کھنکارنا مکروہ ہے،

۔۔ صف میں جگہ ہونے کے باوجود تنہا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، ایک آدمی کو اگلی صف کے کنارے سے پیچھے آتے، یہ آہستگی سے ہونا چاہیے، یہ اس وقت جب اگلی صف کا مقتدی مسئلہ سے واقف ہو اور وہ اس طرح کھینچے جانے سے نماز نہ توڑ دے، یا اڑنے بیٹھے اور نہ تنہا ہی کھڑا ہو جائے۔

۸۔ ایک سورۃ کو بار بار پڑھنا مکروہ ہے۔

۹۔ رکوع میں سر کو پیٹھ سے اونچا یا نیچا کرنا مکروہ ہے۔

۱۰۔ بسم اللہ، تعوذ، ثنا اور آمین زور سے کہنا یا مقررہ اذکار کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا مکروہ ہے۔ مثلاً رکوع میں سبحان ربی الاعلیٰ اور سجود میں سبحان ربی العظیم پڑھنا۔

۱۱۔ رکوع میں گھٹنوں پر اور سجود میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ ہے۔

لے قدری، لے در مختار، لے عالمگیری، لے عالمگیری، لے فتح القدیر، لے عالمگیری، لے غنیم، لے غنیم، لے عالمگیری، لے عالمگیری۔

۱۲۔ نماز میں جھومنا، آٹھنے وقت آگے پیچھے پیر نہ کرنا مکروہ ہے۔

۱۳۔ مسجد و غیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کا پھیرنا۔

۱۴۔ امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا، دروں کے درمیان کھڑا ہونا یا تنہا

بلند جگہ پر کھڑا ہونا، اگر بلندی کم ہو تو مکروہ تنزیہی و نہ تحریمی ہے،

میرا خیال ہے کہ دو تین اونچ کی بلندی معمولی ہے، جیسے عام طور پر سردار کے

ہوتے ہیں۔ اگر مقتدی اوپر ہوں اور امام تنہا نیچے ہو تو بھی مکروہ ہے۔

۱۵۔ مسجد میں اپنے لئے کوئی جگہ مخصوص کر لینا مکروہ ہے بلکہ جہاں جگہ ملے نماز

پڑھ لینی چاہیے۔ البتہ اگر احتراماً از خود کوئی اگلی صف میں جگہ دے دے

تو کراہت نہیں ہے۔

۱۶۔ جلتی ہوئی آگ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر لالٹین یا چراغ میں

حرج نہیں ہے۔

۱۷۔ جس کمرے میں ٹیلیوژن چل رہا ہو یا ریڈیو بج رہا ہو یا اور کوئی چیز

جس سے دھیان بٹتا ہے موجود ہو تو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے،

البتہ دور سے اگر آوازیں آرہی ہوں تو حرج نہیں، مگر ان خرافات کی

طرف ہرگز متوجہ نہ ہونا چاہیے۔

۱۸۔ اگر کئی منتر مسجد ہو تو امام کو مقتدیوں کے ساتھ نیچے کھڑا ہونا چاہیے

پھر اوپر کی منزلوں میں باقی مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں، یہ طریقہ درست

نہیں کہ امام اور مقتدی اوپر کی منزل میں ہوں اور نیچلی منزل میں صرف

مقتدی ہوں۔

۱۹۔ ابو داؤد ۶۲ ۱۷ ہمارے آئمہ مذہب نے کراہت واقع ہونے میں بلندی کی

کوئی حد نہیں بیان کی ہے بلکہ اتنی بلندی جس سے امام ممتاز مقام پر کھڑا معلوم ہو کر کراہت کے

لئے کافی ہے، یہ درست ہے کہ فہرہا کا اس سلسلہ میں اختلاف ہے مگر ظاہر روایت پر عمل زیادہ

بہتر ہے، مولانا شاہ احمد رضا خان نے ۳ گز بلندی پر بھی کھڑے ہونے کو مکروہ کہا ہے۔

۲۰۔ ردالمحتار، ۳ مصنف۔ فتاویٰ رضویہ ۲۳۵

۲۱۔

وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ

اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور
اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ ۝

تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بلاشبہ تیرا عذاب کافروں پر ہوگا۔

۱۔ دعاء قنوت بہر حال آہستہ پڑھی جائیگی۔

۲۔ اگر دعاء قنوت پڑھنا بھول جائیں اور رکوع

دُعَاء قنوت کے مسائل

میں چلے جائیں تو قیام کی طرف نہ لوٹیں اور نہ رکوع میں پڑھیں۔

۳۔ اگر مقتدی دعاء قنوت سے فارغ ہونے نہیں پایا تھا کہ امام رکوع میں
چلا گیا تو مقتدی بھی رکوع میں چلا جائے اور دعائے قنوت پوری نہ کرے۔

۴۔ بھولی کر پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھیں۔

۵۔ اگر مسلمانوں پر کوئی بڑی اجتماعی مصیبت نازل ہو جائے تو نماز فجر میں بھی
قنوت پڑھ سکتے ہیں۔ یہ دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھی جائیگی۔

۶۔ جو تہجد پڑھنے کا عادی ہو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ تہجد کے ساتھ وتر پڑھے

وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے۔ اگر تہجد کی نماز کو کوئی شخص نہ

اٹھ سکا تو یہ دو رکعت تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔

سنن مؤکدہ

سنن مؤکدہ کا چھوڑنا گناہ ہے۔ اور ایسا شخص جو سنت مؤکدہ کو ترک

کرے فاسق و مستحق ملامت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے سنت

کو چھوڑے گا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا۔ سنت غیر مؤکدہ جس کو

مترتب اور مندوب بھی کہتے ہیں اس کے ترک پر ملامت نہیں۔

سنن مؤکدہ کی تعداد | دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔ چار ظہر کے پہنے اور دو

لہ رد المحتار، لہ در مختار و شربنالی۔

۱۷۹

بعد چار جمعہ سے پہلے چار بعد میں، دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد۔

چند مسائل

- ۱۔ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے اور زوال سے پہلے پڑھی جائے تو سنتیں بھی پڑھی جائیں، اور زوال کے بعد قضا پڑھی جائے تو سنتوں کی قضا نہیں۔
- ۲۔ ظہر یا جمعہ کی پہلی سنتیں رہ گئیں تو فرضوں کے بعد پڑھ لی جائیں، بہتر یہ ہے کہ بعد کی سنتوں کے بعد پڑھیں۔
- ۳۔ اگر فجر کے فرض پڑھ لئے اور سنتیں رہ گئیں تو فرض کے بعد ان کی قضاء واجب نہیں، البتہ طلوع آفتاب کے بعد ان کا پڑھ لینا بہتر ہے۔
- ۴۔ فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص کا پڑھنا سنت ہے۔
- ۵۔ اگر جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو کوئی اور سنت پڑھنا شروع نہ کی جائے سوائے سنت فجر کے کہ اگر آخری قعدہ میں بھی امام کے ساتھ شامل ہو جانے کی امید بھی ہو تب بھی پڑھ لی جائیں۔
- ۶۔ جو سنت موکدہ چار رکعت والی ہے اس کے قعدہ اولیٰ میں صرف التحيات پڑھیں اگر بھول کر درود پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ جب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں تو سبحانک اور اعوذ بھی نہ پڑھیں، چار رکعت والے نوافل میں قعدہ اولیٰ میں درود اور تیسری رکعت میں سبحانک اور تعوذ بھی پڑھیں۔

سنت غیر موکدہ | عشاء سے پہلے چار بعد میں چار، اور عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنا مستحب ہیں، عشاء کے بعد دو پڑھنے سے بھی مستحب ادا ہو جائیگا۔

۱۔ ردالمحتار، ۲۔ فتح، ۳۔ ردالمحتار، ۴۔ غنہ

صلوٰۃ اوّابین نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے ہر دو پر سلام پھیرنا افضل ہے۔

نوافل کے مسائل ۱۔ دن میں نوافل پڑھیں یا رات میں بہتر ہے کہ چار چار رکعات کی نیت باندھی جائے۔

۲۔ نفل شروع کر کے تڑدینے سے واجب ہو جاتے ہیں۔
۳۔ کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت کے باوجود نفل بیٹھ کر ادا کئے جاسکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، وتر کے بعد دو رکعت نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہیں۔

۴۔ کھڑے ہو کر شروع کرنا پھر بیٹھ کر پوری کرنا یا بیٹھ کر شروع کرنا پھر کھڑا ہو جانا دونوں سورتیں درست ہیں۔

۵۔ نفل میں تکان کی وجہ سے دیوار یا لاکھی پر ٹیک لگانا جائز ہے۔
۶۔ نفل سواری پر مطلقاً جائز ہیں، نہ شروع کرتے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری ہے اور نہ بعد میں قرآن کریم میں ہے "تم جس طرف بھی رخ کرو گے اللہ کی توجہ اسی طرف ہوگی۔"

۷۔ فرض نماز بھی سواری پر جائز ہے، مگر بلا عذر نہ پڑھنی چاہیے مثلاً مینہ برس رہا ہو، کپڑے ہو، سواری رکتی نہ ہو، وغیرہ تو پڑھ سکتے ہیں۔

ریل گاڑی پر نماز کا حکم جن مجبوریوں کی بنا پر دوسری سواریوں پر فرض و نفل ادا کئے جاسکتے ہیں انہی مجبوریوں کی بنا پر ریل میں بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ جب نماز شروع کریں تو بہتر

ہے قبلہ رخ کھڑے ہوں، اگر کھڑے ہو کر پڑھنا ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لیں، یہی حکم ہوائی جہاز، راکٹ اور ان تمام سواریوں کا ہے جو اب موجود ہیں یا آئندہ بنائی جائیں گی، شریعت نے سواری پر نماز کو اس لئے جائز قرار دیا ہے کہ پابندی وقت کے ساتھ بندہ اللہ کی یاد کر سکے اور یہ علت ہر جگہ

لے درمختار، لے درمختار، لے درمختار، لے درمختار، لے البقرہ، لے درمختار

مشترک ہے، لہذا غیر ضروری باریک بینی میں پڑنے کی ضرورت نہیں، فضیلت و نقت کی اسلام میں بہت اہمیت ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہ ہوگی کہ اونٹ جس کی کوئی کل سیدھی نہیں اس پر آپ نمازیں ادا کرتے رہیں اور ریل گاڑی جو آپ کے گھڑ کی طرح ہے اس میں نماز کو محض اس لئے ناجائز کہہ دیں کہ وہ حضور کے زمانہ میں نہ تھی یا اس کا جو اجا نور کی گردن پر نہیں ہمیں اپنے بزرگوں کی نیک نیتی پر شبہ نہیں مگر ہم ان کے اجتہاد کو حرف آخر سمجھنے پر مجبور نہیں کئے گئے ہیں۔ فتاویٰ شامی کی یہ عبارت ریل پر جواز نماز کا صریح جزئیہ ہے ظاہر ہے کہ ریل تو وجود میں نہیں آئی تھی تاہم علامہ شامی اپنے دور میں رہتے ہوئے آئندہ کے بارے میں جو کچھ کہہ سکتے تھے کہہ دیا ہے، ملاحظہ ہو،

یعنی جب گاڑی زمین پر ہو اور	یعنی اذا كانت العجلة على الارض
اس کا کوئی حصہ جانور پر نہ ہو اور	ولم يكن شئ منها على الدابة
مثلاً کوئی جانور سٹی کے ذریعہ اس کو	واغالها حبل مشد۔ تجرها الذبنة
کھینچ رہا ہو تو اس پر نماز جائز ہے،	ب تصح الصلوة عليها لانها
کیونکہ اس صورت میں یہ گاڑی اس	حينئذ كالسیر الموضوع
تخت کی طرح ہے جو زمین پر رکھا ہو،	على الارض و مقتضى هذا
اس دلیل کا مقتضی یہ ہے کہ اگر گاڑی	القیل انها لو كانت سائرة
اس صورت میں چل رہی ہو تو اس پر	في هذا الحاة لا تصح
بلا عذر نماز درست نہیں، مگر یہ بات	الصلوة عليها بلا عذر وفيه
قابل غور ہے، کیونکہ اسی کے کھینچنے سے	تامل لان جرها بالحبل رهي
وہ زمین پر اٹھ نہیں جائے گی، فتاویٰ	على الارض و يفيد عبارة التار
قاضیخان میں محیط سے منقول ہے کہ	خائبة عن المحيط وهي لوصلي جازت
اگر اس صورت میں بھی نماز پڑھ لی تو	وهو بمنزلة الصلوة على السیر
جائز ہوگی اور یہ ایسا ہے جیسے تخت پر نماز پڑھ لی۔	رد المحتار ص ۵

تختہ المسجد | جو شخص مسجد میں آئے تو وہ دو رکعت یا چار رکعت نماز نفل ادا کرے، اسے تختہ المسجد، یعنی مسجد کی سلامی کی نماز کہتے ہیں، اگر مسجد میں داخل ہوتے ہی فرض نماز کا وقت ہو گیا تو اس میں تختہ المسجد بھی ہو جائے گی، نیت کی بھی ضرورت نہیں، اگر کھڑے وقت سے یا کسی وجہ سے تختہ المسجد نہیں پڑھی تو چار مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہہ لیں۔

تختہ الوضو | وضو یا غسل کے فوراً بعد دو رکعت پڑھنا مستحب ہے اور اگر وضو کے فوراً بعد فرض پڑھے تو تختہ الوضو اس میں ادا ہو جائے گی۔

نماز اشراق | حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز یا جماعت ادا کرنے کے بعد خدا کا ذکر کرتا رہے، اور آفتاب بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی تو اسے پورے حج و عمرہ کا ثواب ملیگا۔ اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے لے کر نصف النہار شرعی تک ہے، بہتر دن کا پہلا چوتھائی حصہ ہے، مستحب کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ رکعات ہیں، احادیث میں ان کی بہت فضیلت ہے۔

نماز سفر | سفر پر جاتے وقت دو رکعت نفل گھر پر ادا کرنا خیر و برکت کا باعث ہے۔ سفر سے واپسی پر دو رکعت نفل مسجد میں ادا کرنا مسنون ہے۔

نماز تہجد | حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو اٹھے اور اپنے اہل و عیال کو جگاٹے اور پھر یہ لوگ دو رکعت تہجد کے لئے

بخاری - در مختار - ترمذی - عالمگیری - طبرانی - مسلم

بجاری - در مختار - ترمذی - عالمگیری - طبرانی - مسلم

نماز پڑھیں تو اللہ کے یہاں ان کو ذاکرین میں لکھا جائے گا، تہجد کے لئے شروع سے کہ کچھ سونے کے بعد اٹھیں ورنہ اگر کوئی شخص مسلسل جاگتا رہے اور نوافل پڑھے تو یہ تہجد میں شمار ہونگے، دو سے آٹھ تک رکعتیں حسنیٰ سلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

شب بیداری | عبیدین، شعبان کی پندرہویں، رمضان کی آخری دسویں راتیں اور ذوالحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے، رات کے اکثر حصہ میں جاگنا شب بیداری ہے، جس نے عشاء اور فجر کی نماز وقت پر پڑھی، اس نے شب بیداری کرنی، مذکورہ راتوں میں سرت جاگنا کافرانہ نہیں بلکہ نوافل پڑھنا، قرآن پڑھنا، درود سلام پڑھنا، محفل و عطف و نصیحت میں شرکت کرنا اور دوسرے اعمال و ظائف کرنا مقصود ہے۔

نمازِ استخارہ | جب کوئی شخص کوئی اہم کام کرنا چاہے تو اسے اللہ سے توفیق طلب کرنی چاہیے، اسی کو استخارہ کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی ہیں خیر طلب کرنا، جا بڑے سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امور میں ہم کو استخارہ کی تعلیم کرتے تھے، جس طرح ہمیں قرآن کی تعلیم دیتے تھے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا کرے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَجِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ
اے اللہ میں تیرے علم سے خیر کا طلبگار ہوں، اور تیری قدرت سے
بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ
قدرت مانگتا ہوں، اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں کیونکہ تو قادر
تَقْدِيرٌ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ
ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، اور تو جانتا ہے جبکہ میں نہیں جانتا،

اللَّهُمَّ إِن كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْمُرْغَبُ
 اررتا پر شیدہ چیزوں کا علم رکھتا ہے، اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام
 فِی دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَتِیْ أَمْرٍی فَاقْدِرْهُ
 میرے لئے دین و دنیا اور آخرت میں بہتر ہے تو اس کو میرا مقدر بنا کر میرے
 فِی وَ لَیْسِرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَ إِن كُنْتَ
 لئے آسان بنا دے اور اس میں مجھے برکت عطا فرما دے اور اگر تیرے علم
 تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْمُرْشَرُّ لِیْ فِی دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ
 میں ہے کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور آخرت میں میرے لئے برا ہے تو مجھے
 وَ عَاقِبَتِیْ أَمْرٍی فَاصْبِرْ فِیْهِ عَنِّیْ وَ اصْرِ لِّیْ عَذْرًا وَ اقْدِرْ
 اس سے بچائے رکھو اور جہاں کہیں بھلائی ہو اس کو میرا مقدر بنا دے اور
 لِی الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثَبَّرْ صَنِیْ بِہِ -
 اس سے مجھ کو خوش کر دے۔

یہ دعا اس رات تک مانگتا رہے جب تک اس کا آسمان غالب کسی ایک
 طرف ہو جائے۔

نماز تسبیح
 حسن و سلی لہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ
 کو یہ نماز بتائی اور فرمایا اس سے تمہارے اگلے پچھلے نئے
 پرانے، قسدا، سہوا، چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہری غرض کے ہر قسم کے
 گناہ معاف ہو جائیں گے، اگر ہوسے تو روزانہ ایک مرتبہ، ورنہ ہر جمعہ میں
 ایک بار ورنہ ہر ماہ ایک مرتبہ، ورنہ سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو اور اگر
 یہ سب نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لیا کرو۔ نماز تسبیح کا طریقہ یہ ہے،
 تکیہ سیریمہ کے بعد اس مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھیں۔ پھر سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کے بعد پندرہ بار پڑھیں،

۱۵ ترمذی

اللَّهُمَّ إِن كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْمُرْغَبُ

بر تَعُوذُ، تَسْمِيَةٌ، فَاتِحَةٌ اور سورۃ کے بعد مذکورہ تسبیح دس بار پڑھیں، پھر رکوع میں دس مرتبہ، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دس مرتبہ، ہر سجدہ میں دس مرتبہ، اس طرح چار رکعت نماز ادا کی جائے، ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ تسبیحات، رکوع و سجدہ میں مقررہ تسبیحات کے بعد یہ تسبیح پڑھی جائے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرزی ہے کہ اس نماز میں سورۃ تکاثر، والعصر، قل یا ایہا الکافرین اور قل هو اللہ پڑھیں۔ مکروہ اوقات کے علاوہ جب چاہیں یہ نماز پڑھ لیں۔

سنت حدیث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو نماز

نماز حاجت

پڑھتے تھے، نماز حاجت دو یا چار رکعت ہے، پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار آیتہ الکرسی اور باقی تین میں فاتحہ کے بعد قل هو اللہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں، پھر یہ دعا کریں (یعنی قعدہ اخیرہ میں)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ وَأَتُوجِّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُصَدِّقُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَىٰ رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذَا لِتَقْضَىٰ لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ لِي

ترجمہ:- اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لاتا ہوں جو رحمت کے نبی ہیں، اے اللہ کے رسول میں نے آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کے حضور اپنی یہ حاجت پیش کی ہے، تاکہ پوری کی جائے، اے اللہ تو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما، خدا نخواستہ کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو نفل نماز ادا کر کے توبہ و استغفار کرے۔

نماز توبہ

ابن ماجہ قال ابو اسحق لانا حدیث صحیح ۶۹ لہ ترمذی لہ ترمذی



نوافل کی جماعت

شعبان کی پندرہویں شب اور شب قدر میں بعض مقامات پر لوگ صلوٰۃ التبیح اور نوافل باجماعت ادا کرتے ہیں، فقہاء اسے مکروہ کہتے ہیں، مگر فقیر یہ خیال کرتا ہے کہ اس طرح بہت سے بے نمازی اللہ کے حضور سجدہ کر لیتے ہیں اور بڑے نشوونما و خضوع سے توبہ و استغفار کرتے ہیں اور ایک روحانی سماں بندھ جاتا ہے لہذا اگر تھوڑی سی فتیہا نہ کراہت بھی ہو تب بھی اس خیر کثیر کو نہ چھوڑنا چاہیے، قوت القلوب میں ہے کہ بسا اوقات پندرہ شعبان کی رات کو باجماعت نماز پڑھی جاتی تھی، لقمان بن عامر، خالد بن معدان اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

نماز تراویح

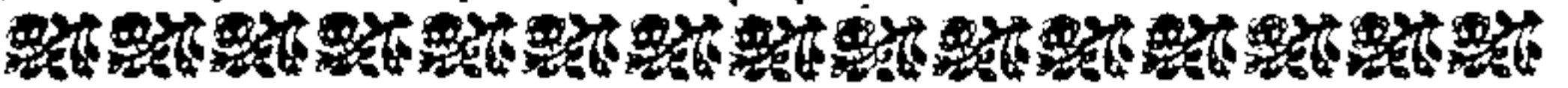
مردوں اور عورتوں سب پر تراویح سنت موكده ہے، اس کا چھوڑنا جائز نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تراویح پڑھی اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے پابندی سے پڑھی۔

وقت | عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر تک تراویح کا وقت ہے۔

تعداد رکعات | بیہقی نے سند صحیح حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

تراویح کی بیس رکعات پڑھی جاتی تھیں، یہی حال عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے زمانے میں تھا، جن روایات میں ۸ کا ذکر ہے وہ دراصل تہجد کی رکعات کا ذکر ہے جس کو لوگوں نے غلطی سے تراویح سمجھ لیا، یوں بھی زیادہ رکعات

۱۸۶ = و ما ثبت من السنۃ = صحیح الاسرار، نیز بخاری میں عائشہ سے روایت ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات نماز پڑھی تو صحابہ نے آپ کے پیچھے نیت باندھ کر نماز پڑھی۔ یہ نقل نماز ہی تھی۔ بخاری ۱۸۶،



والی ساریوں پر عمل محتاط طریقہ ہے، بیس رکعت اس طرح پڑھیں کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیریں،

- ۱۔ تراویح نماز وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد میں بھی۔
- ۲۔ تراویح میں ایک بار قرآن ختم کرنا سنت موکدہ ہے، بہتر یہ ہے کہ آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں ختم کریں ۲۷ ویں شب افضل ہے۔
- ۳۔ ہر چار رکعت پر بیٹھیں اس کو ترویج کہتے ہیں اور اسی لئے یہ نماز تراویح کہلاتی ہے، اس نام میں یہ تسبیح پڑھیں :-

تسبیح ترویجیہ

سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ

بے عیب ہے ملک و ملکوت والا، بے عیب ہے عزت

ذِي الْعِزَّةِ وَالْعُظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ
عظمت، ہیبت، قدرت، بڑائی اور جبروت والا، بے عیب ہے زندہ
وَالْجَبْرُوتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَكَأ
بادشاہ جو نہ سوتا ہے اور نہ مرے گا، بے عیب ہے، مقدس ہے،
يَمُوتُ سُبُوْحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَسَيِّدُنَا الْمَلِكُ وَالرُّوحِ لَا إِلَهَ
ہمارا اور فرشتوں، درجوں کا پروردگار اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم
إِلَّا اللَّهُ نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ
اللہ سے بخشش طلب کرتے ہیں، ہم تجھ سے جنت مانگتے ہیں اور جہنم

۲ لَنَّا رِ غَنِيہ

سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

- ۴۔ تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے یعنی اگر مسجد کے تمام لوگ نہ پڑھیں تو گناہگار ہو گئے اور اگر کچھ لوگ گھر میں ادا کر لیں تو گناہ نہیں، تاہم ایسے لوگوں کو مسجد ہی میں ادا کرنی چاہئیں جن کو ذیکہ کر لوگ اثر لیتے ہیں۔

۱۔ غنیہ، ۲۔ عالمگیری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



۵۔ نابالغ کے پیچھے نماز تراویح نہیں ہوگی۔

۶۔ وتر کی جماعت | رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا افضل ہے، خواہ تراویح والا امام ہو یا دوسرا امام ہو۔ اگر نماز عشاء جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شرکت کی جاسکتی ہے اور اگر عشاء کی جماعت نہیں مل سکی تو وتر بھی جماعت سے نہ پڑھیں۔ ہمارے بعض علماء نے اجازت دی ہے اس میں بھی ایسی صورت میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنے کو بلا کراہت درست سمجھتا ہوں۔

۷۔ اگر دو رکعت پر بیٹھنا بھول جائیں تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائیں، اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو چار پوری کر لیں مگر یہ دو شام ہوں گی البتہ اگر دو رکعت پر قعدہ کرنے کے بعد یہ صورت پیش آئی تو چار رکعت پوری شمار ہوں گی۔

۸۔ اگر تعداد رکعات میں اختلاف ہو گیا تو امام کا قول معتبر ہوگا۔

۹۔ اگر کسی وجہ سے نماز تراویح فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن فاسد شدہ رکعات میں پڑھا گیا ہے اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔

۱۰۔ اگر حافظ قرآن کا انتظام نہ ہو سکے تو چھوٹی چھوٹی سورتوں سے ہی بیس رکعت تراویح باجماعت ادا کی جائیں، آسان یہ ہے کہ الحمد للہ سے آخر تک دو مرتبہ بیس رکعتوں میں بیس سورتیں پڑھ لی جائیں۔

۱۱۔ پورے قرآن میں ایک یا بسم اللہ شریف جہر سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتداء میں آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

۱۲۔ ختم قرآن میں تین مرتبہ قل هو اللہ احد اور آخری رکعت میں الحمد سے مغلون تک پڑھیں۔

نہ، الیگری س در مختار





شبیرہ ایک رات میں پورا قرآن شریف ختم کرنا جائز ہے، مگر اس میں سمجھتا ہوں کہ بہتر یہ ہے کہ تین راتوں میں ختم کریں تاکہ سامعین پر بوجھ نہ ہو، لاؤڈ اسپیکر اس طرح لگانے کی کوشش کی جائے کہ دو مسجدوں کی آوازیں باہم نہ ٹکرائیں، سامعین خواہ گھروں میں ہوں یا بازاروں میں باادب رہیں، شور و شغب اور کلام گلوچ نہ کریں، ہمیں ان لوگوں کی فکر نہ کرنی چاہیے جو آیات الہیہ کا مذاق اڑاتے اور بے ادبی کرتے ہیں، ہمیں ان کی رعایت کرنی چاہیے جو قرآن کی آواز سن کر روحانی چین و سکون حاصل کرتے ہیں، حفاظ کرام کو چاہیے کہ قرآن اس طرح پڑھیں کہ تمام الفاظ صاف آواز ہوں،

نماز کی قضا کے مسائل

- ۱۔ جان بوجھ کر نماز قضا کرنا سخت گناہ ہے، توبہ فرض ہے۔
- ۲۔ کسی وقت کی نماز بھول گیا، یا بے خبر سو گیا، یا دشمن نے پڑھنے کی مہلت نہ دی یا اتنا شدید بیمار ہوا کہ اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکا، یا عورت ایام حیض و نفاس میں تھی اس لئے نہ پڑھ سکی، ان تمام صورتوں میں نماز کی قضا تو ہوگی، مگر وقت پر نہ پڑھنے کا کوئی گناہ نہ ہوگا۔
- ۳۔ قضا کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں اوقات ممنوعہ کے علاوہ جب بھی پڑھیگا ادا ہو جائے گی، مگر بہتر ہے کہ پہلی فرصت میں پڑھ لی جائے۔
- ۴۔ جنوں یا مرض (جس میں اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھی جاسکتی ہو) مسلسل چھ نمازوں کے وقت میں رہا تو ان نمازوں کی صحت کے بعد بھی قضا نہ ہوگی، نماز نہیں۔
- ۵۔ مقیم کی چار رکعت والی نماز قضا ہوئی تو حالت سفر میں بھی چار ہی قضا پڑھے گا اور مسافر کی قصر نماز قضا ہوئی، تو حالت اقامت میں بھی قصر۔

۱۔ تفصیل فتاویٰ رضویہ ۵ پر ملاحظہ ہو، درمختار ۳ عام کتب فقہ مکہ عالمگیری

کرے گا۔

۶ - قضاء نماز پڑھتے وقت نوافل میں اور فرض میں وتر میں ترتیب کا لحاظ ضروری ہے۔ یعنی پہلے فجر کی نماز ادا کرے پھر ظہر کی وغیرہ۔

۷ - جس کی چند نمازیں مسلسل یا الگ الگ قضا ہو گئیں اس پر سے ترتیب ساقط ہو گئی۔ جب یہ تمام نمازیں قضاء پڑھ لے گا تو پھر صاحب ترتیب ہو جائیگا۔

اگر کسی شخص کی بہت سی نمازیں قضا ہو چکی ہیں اور اس کو علم **قضاء عمری** نہیں کہ کس وقت کی نمازیں زیادہ قضا ہوئیں اور کس وقت کی کم

تو اسے چاہیے کہ ادوات ممنوعہ کے علاوہ اوقات میں جب بھی موقع ملے ان نمازوں کو ادا کرے اس کے لئے نوافل و سنن غیر موکودہ کے بجائے ان نمازوں کی ادائیگی ضروری ہے۔ اسی کو قضاء عمری کہتے ہیں۔ ہر دن کی بیس رکعت نماز ادا کی جائے۔ دو فرض فجر، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار عشاء اور تین وتر۔

اس طرح نیت کرنی ضروری ہے۔ نیت کی میں نے پہلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی۔ اسی طرح ہر نماز کے

لئے نیت کی جائے۔ ان نمازوں کی ادائیگی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ رکوع میں ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم۔ سجدے میں ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ نیز فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بجائے سورۃ فاتحہ کے تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ کر رکوع کریں وتر کی تینوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سوت پڑھنی ضروری ہے۔ آخری التحیات کی بجائے صرف اللہم صلی علیٰ محمد کبیر سلام پھیر سکتے ہیں اور دعائے قنوت کی جگہ صرف ایک مرتبہ رب اغفر لی کہنا کافی ہے۔

۱۰ عالمگیری ۲ در مختار ۳۱۳۸ فتاویٰ رضویہ ۳/۶۲۲ -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ وَسَلِّمْ

نماز کا فدیہ
اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ذمے کچھ نمازیں باقی ہوں تو ورثہ کو چاہیے کہ فی نماز نصف صاع

گیہوں کا آٹا یا اس کی قیمت صدقہ کریں، اللہ تعالیٰ سے قبول کی امید ہے۔ فقہانے اس کا ایک طریقہ یہ لکھا ہے کہ کچھ روپیہ یا آٹا ایک فقیہ کو دیدیں، وہ مالک بن جائے کے بعد دینے والے کو ہبہ کر دے۔ اسی طرح کرتے رہیں حتیٰ کہ تمام فدیہ ادا ہو جائے۔ اللہ کی رحمت مغفرت کا بہانہ تلاش کرتی ہے۔ اگر چند مسلمان مل کر اپنے بھائی کی مغفرت کی امید پر ایسا کریں تو وہ خود بھی اجر کے مستحق ہوں گے اور مسلمان بھائی کی مغفرت بھی ہو سکتی ہے۔ اس کو حیلہ استقاط کہتے ہیں۔

سجدہ سہو کے مسائل

۱۔ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھول کر رہ جائے، یا واجب میں تاخیر، یا رکن میں تقدیم یا تاخیر، یا تکرار، یا واجب میں تبدیلی ہو جائے تو ان سب صورتوں میں، آخری تشبہ کے بعد داینبی طرف سلام پھیر کر جو دو سجدے کئے جاتے ہیں ان کو سجدہ سہو کہتے ہیں۔

۲۔ اگر قصد کسی واجب کو ترک کیا، یا سہواً واجب ترک ہو اور سجدہ سہو نہ کیا تو دونوں صورتوں میں نماز کا دہرانا واجب ہے۔

۳۔ فرض چھوٹ جانے سے نماز ختم ہو جائے گی۔ اور سنتوں کے ترک سے سجدہ سہو نہیں ہے۔

رضویہ ۳/۶۴۶، تصنیف ۳۰ درمختار۔ ترمذی ۳۰۰ درمختار وغیرہ شد نئیہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ وَسَلِّمْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ وَسَلِّمْ

اور سجدہ سہو حسب قاعدہ کر لیں۔ اور اگر سجدہ کر لیا تو یہ فرض نفل میں تبدیل ہو جائے گا۔ لہذا مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں ایک رکعت اور ملائیں تاکہ طاق رکعت نہ رہے۔
 ۱۱۔ اگر بقدر تشہد قعدہ اخیرہ میں بیٹھ کر کھڑے ہو گئے تو جب تک سجدہ نہ کریں واپس آجائیں اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیں، اگر امام کے ساتھ ہوں تو اس کو لقمہ دیں۔ اگر امام واپس نہ لوٹے تو تشہد کے بعد سلام پھیر دیں اور امام ایک رکعت اور ملا کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے۔

۱۲۔ قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اگر اتنا کہہ لیا جائے اللھم صل علی محمد تو سجدہ سہو واجب ہے۔ کیونکہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہوں۔

۱۳۔ اگر کسی رکعت میں تشہد کا کچھ حصہ رہ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔

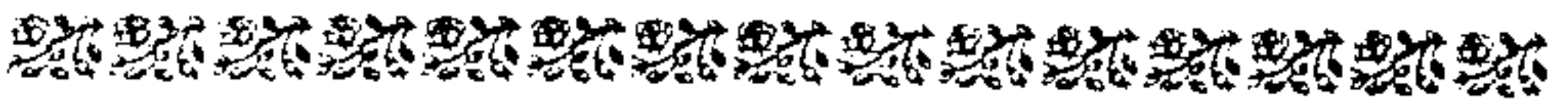
۱۴۔ قنوت یا تکبیر قنوت بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔

۱۵۔ عیدین کی تمام تکبیریں یا بعض بھول جانے یا بے محل تکبیریں کہنے کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔

۱۶۔ جمعہ اور عیدین میں اگر سہو ہو گیا اور مجمع کثیر ہے تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کریں۔ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ لوگوں میں نظم و ضبط باقی نہ

۱۔ ردالمحتار ۲۔ درمختار ۳۔ ردالمحتار ۴۔ ردالمحتار ۵۔ عالمگیری ۶۔ عالمگیری ۷۔ ردالمحتار۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ وَسَلِّمْ



رہے گا۔ اسی طرح اگر دوسرے اوقات میں بھی جمعہ اور عیدین کا مسئلہ ہو جائے تو سجدہ سہو نہ کرنا چاہیے۔^{۱۷}

۱۷۔ جہری نماز میں امام نے آہستہ پڑھا یا سری میں با آواز بلند تو سجدہ سہو واجب ہے۔^{۱۸}

۱۸۔ منفرد نے سری میں جہر کیا تو سجدہ سہو واجب ہے اور جہر میں آہستہ پڑھا تو نہیں ہے۔^{۱۹}

۱۹۔ قرأت وغیرہ میں کسی موقع پر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار میں وقفہ ہوا تو سجدہ سہو واجب ہے۔^{۲۰}

۲۰۔ مقتدی سے کوئی بہو واقع ہو تو اسپر نہ سجدہ سہو ہے اور نماز کا اعادہ کرنا ہے۔^{۲۱}

۲۱۔ نماز کی رکعات میں شک ہو تو گمان غالب جس طرف ہو اس پر عمل کریں اور اس صورت میں سجدہ سہو نہیں ورنہ کم کو معتبر جانیں اور آخر میں سجدہ سہو کر لیں۔ ایسی صورت میں تیسری اور چوتھی دونوں رکعتوں پر قعدہ کریں۔^{۲۲}

حالتِ مرض میں نماز

نماز کتنی اہم عبادت ہے اس کا اندازہ یوں ہو سکتا ہے کہ سخت ترین امراض میں بھی نماز کو معاف نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ اسکی ادائیگی کے طریقوں کو جہت انگیر حد تک آسان کر دیا ہے، معاف نہ کرنا اس لئے ہے کہ مریض کا تعلق اللہ سے منقطع نہ ہونے پائے۔ بلکہ حالت مرض میں تو اس

لے مصنف لے غنیہ لے در مختار لے رد المحتار لے عالمگیری۔



شافی مطلق اور طبیب حقیقی سے لو لگانے کی کہیں زائد ضرورت ہے۔ اور

آسان اس لئے ہے کہ ہمارا دین آسان ہے۔ چند مسائل ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مرض کی وجہ سے کھڑے ہونا مشکل ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیں۔ اور بیٹھ کر نہ پڑھ سکیں تو لیٹ کر پڑھ لیں۔ بیٹھنے میں کسی خاص حالت پر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ جیسے بھی بن پڑے خواہ دیوار سے ٹیک لگا کر ہی ہو۔

۲۔ اگر رکوع و سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اشارہ سے کرے۔ اشارہ سے مراد یہ ہے کہ رکوع کے لئے کم سر جھکائے اور سجدہ کے لئے زیادہ۔ ستہ میز کسی پر بیٹھ کر اس صورت میں نماز ادا کر سکتا ہے، رکوع کے لئے تھوڑا سا جھک جائے اور سجدہ میز پر کر لے۔ مگر یہ درست نہیں کہ بغیر سر جھکانے کوئی دوسرا شخص کوئی تختہ وغیرہ اٹھا کر اس کے ماتھے سے لگا دے۔

۳۔ اگر پیشانی پر زخم ہے تو اشارہ سے سجدہ کافی نہیں ہے بلکہ ناک پر سجدہ کرنا ضروری ہے۔

۴۔ لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں پیر قبلہ کی طرف نہ کریں بلکہ گھٹنے کھڑے کر لیں اور تکیہ رکھ کر سر قدرے اونچا کر لیں تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔ کر وٹ پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۵۔ جب اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکے تو نماز معاف ہے۔ اگر چھ نمازوں کا وقت مسلسل اسی حالت میں گزرا تو ان نمازوں کی قضا صحت

۱۔ درختار ۲۔ عالمگیری ۳۔ مصنف ۴۔ عالمگیری ۵۔ درختار۔

.....

لازم نہیں ہے۔

۶۔ اگر زبان بند ہوگئی تو دل ہی میں نماز پڑھیں اور ارکان نماز حسب معمول بجلائیں۔

۷۔ اگر کوئی شخص بے ہوش ہوگیا یا دیوانہ ہوگیا اور چھ نمازوں کا وقت گزر گیا تو صحت کے بعد نمازوں کی قضا نہیں ہے۔ معمولی نزلہ زکام کو بہانہ بنا کر نماز کو چھوڑنا اور وقت کی فضیلت سے محروم رہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ بہر اپنی اس کوتاہی پر توجہ دینی چاہیے۔

سجدہ تلاوت کے احکام

قرآن کریم میں بعض آیات ایسی ہیں جنہیں تلاوت کرنے کے فوراً بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سجدہ میں چلے گئے تھے۔ لہذا ایسی آیات پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ اس کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ پورے قرآن میں ایسے چودہ مقامات ہیں۔ قرآن کریم میں حاشیہ پر پڑھنے والوں کے لئے سجدوں کے نشانات موجود ہیں۔ اب سجدہ تلاوت کے چند احکام ملاحظہ ہوں۔

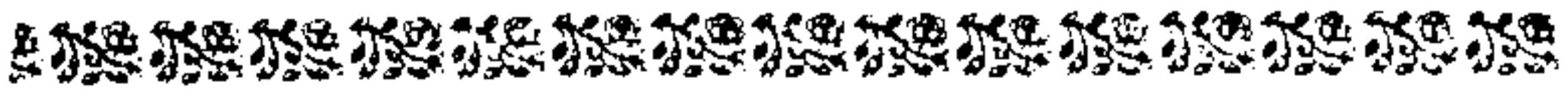
۱۔ اگر امام نماز میں آیت سجدہ پڑھے تو اس کو فوراً سجدہ میں چلے جانا چاہیے۔ اور مقتدیوں کو بھی۔

۲۔ منفرد بھی اگر آیت سجدہ تلاوت کرے تو فوراً سجدہ کر لینا چاہیے۔

۳۔ اگر نماز سے خارج قرآن کی تلاوت کی تو فوراً سجدہ کرنا چاہیے۔ تاخیر

۱۔ درمختار ۲۔ درمختار ۳۔ درمختار ۴۔ بخاری۔

لازم نہیں ہے۔



مکر وہ تنزیہی ہے۔

۴۔ سجدہ کے لئے با وضو ہونا ضروری ہے۔ سجدے کے بعد تشہد اور سلام نہیں۔

۵۔ آیت سجدہ اگر نماز میں پڑھی تو نماز کے باہر سجدہ نہیں ہو سکتا نماز ہی میں ہوگا۔

۶۔ آیت سجدہ پڑھی گئی مگر کام میں مشغولیت کے باعث نہ سن سکا تو سجدہ واجب نہیں ہے۔ آجکل لاؤڈ اسپیکر پر تراویح اور شبینہ ہوتا ہے جسکی آواز دور دور جاتی ہے۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۷۔ آیات سجدہ کی خاصیت بتائی گئی ہے کہ اگر ان سب کو پڑھ لیا جائے اور سجدہ کر لیا جائے خواہ ہر ایک کا سجدہ اس کے ساتھ یا آخر میں تو جس مقصد کے لئے پڑھی جائیں گی وہ پورا ہوگا۔

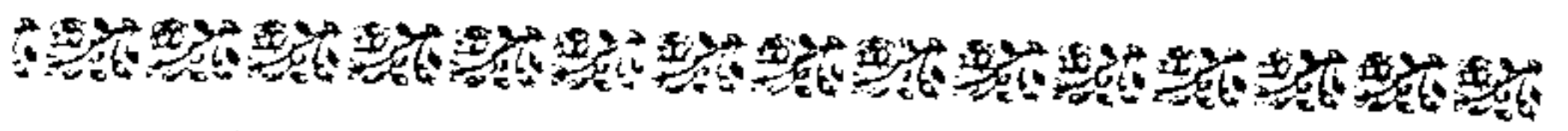
۸۔ سجدہ تلاوت پڑھنے والے پر اس وقت واجب ہوگا جبکہ وہ بقصد تلاوت پڑھے۔ اسی طرح سننے والے کا حال ہے۔ اگر تقریریں۔ یا دوران تدریس آیت سجدہ آگئی تو سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

حالت سفر میں نماز

سفر کی حالت چونکہ عام طور پر مصروفیت، عجلت اور گھبراہٹ کی ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حالت سفر میں نماز ہلکی رکھی ہے۔ قرآن کریم میں ہے ”جب تم سفر کی حالت میں ہو اور کافروں سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو نمازوں

لہ ردالمحتار ۳ مصنف ۳ غنیہ ۴ بخاری ۱۲۶۔





کے قصر کر لینے میں تمیر کوئی گناہ نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ نماز قصر کا حکم تو حالت خوف میں تھا۔ اب خوف کی حالت باقی نہ رہی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے۔ اسکو تم قبول کر دو۔ اسی لفظ سے فقہانے یہ استدلال قائم کیا ہے کہ حالت سفر میں پوری نماز ادا کرنا گناہ ہے کیونکہ اس صورت میں اللہ کے صدقہ کا رد کرنا ہے۔

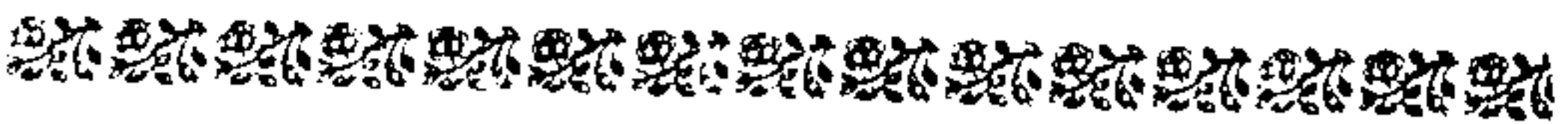
اتین منزل تک سفر کے ارادے سے نکلنے والا مسافر ہے

مسافت سفر

جب وہ اپنی بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے یا آج کل

۱۲۶ھ/ ۱۲۶ھ مسلم ۳ھ ردالمحتار ص ۵۴۹ میں ہے کہ اگر کسی ولی نے سفر شرعی کی مقدار کو کرامت کے طور پر بہت ہی کم مدت میں طے کر لیا تو وہ نماز قصر نہیں کرے گا کیونکہ علت قصر، مشقت ہے جو یہاں نہیں پائی گئی۔ یہ بات اب سے کچھ پہلے عجیب سی معلوم ہوتی تھی مگر اب جبکہ ہوائی جہاز اور دوسری سواریاں نکل آئی ہیں اس پر غور و خوض ضروری ہو گیا ہے کہ آیا ہوائی جہاز کے مسافر کے لئے بھی سفر شرعی کی مقدار وہی رہے گی جو اڈنٹ کے سوار کیلئے ہے یا نہیں؟ ریل اور ہوائی جہاز جیسی تیز رفتار سواریوں کے اس دور میں بجا طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا جو شخص آدھ گھنٹے میں سیکڑوں میل کا سفر طے کرے وہ بھی شرعاً مسافر ہے۔ نماز قصر کرے، روزہ قضا کرے اور اگر عورت ہے تو بلا محرم سفر نہ کرے۔ اس کا جواب عام طور پر یہ دیا جاتا ہے کہ جی ہاں وہ شخص مسافر ہے اور اس پر مسافر کے شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں۔ مگر کتب فقہ کے متون میں یہ عبارت موجود ہے۔

رہا تو لگے صفحہ پہ



میں سے باہر، تو نماز قصر کرے گا۔ ایک منزل ۱.۸ میل کی ہوتی ہے تو تین منزلیں

۵۴ میل کی ہوتیں۔

جبکہ ایک میل ۱.۶۰۹۳۴۸۸ کیلومیٹر کے مساوی ہے۔ اس طرح ۵۴
انگریزی میل ۸۶.۹۰۴۸۳۵ کیلومیٹر کے مساوی ہوتے۔

(حاشیہ گذشتہ سے پوستہ)

”میسرة ثلاثة ايام وليالها ولا اعتبار بالندرا سخ
على المذهب“ (تنویر ۵۴۹)

علیہ اور ہدایہ میں اس کو صحیح کہا ہے۔

پھر فتح القدر میں ہے کہ اگر کوئی شخص مسافت سفر کو بطریق کرامت
بہت کم مدت میں طے کرے تو وہ قصر نہیں کرے گا، اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے۔
بانتفاء مظنة المشقة وهي العلة في القصر۔

یعنی اس لئے کہ اس نے سفر کی تکالیف برداشت نہیں کیں جو قصر کی علت ہے۔

(ردالمحتار ۵۴۹)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی تین دن کے سفر سے کم میں ہو تو اس پر

مسافر شرعی کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ اور اس صورت نہ قرآن کی کسی نص کی
خلاف درزی ہوگی اور نہ کسی حدیث کی۔ بلکہ فقہ حنفی سے بھی انحراف نہ ہوگا۔ البتہ بعض
فقہاء کی رائے سے انحراف ہوگا۔ جس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ چند سطور میں نے صرف اس
نیت سے لکھی ہیں کہ علماء مزید اس مسئلہ پر توجہ دیں۔

۱۰ ردالمختار ۲۸۰/۳۳ فتاویٰ رضویہ ۶۸۰



سفر کے چند مسائل

۱۔ ایک جگہ پہنچنے کے کئی راستے ہیں۔ تو جس

راستے سے سفر ہوگا اسی کا اعتبار ہوگا۔

۲۔ مسافر اس وقت ہوگا جب بستی سے باہر ہو جائے۔ آج کل شہروں

کی حدود مقرر ہیں۔ ان حدود کا اعتبار ہوگا۔ اور دیہاتوں وغیرہ میں

جہاں یہ حدود نہ ہوں تو آبادی کے اختتام پر قصر نماز کی جاسکتی ہے۔

۳۔ تین منزلوں کا سفر مسلسل ہونا مسافر ہونے کے لئے شرط ہے اگر مذکورہ

مسافت سفر گزرنے سے پہلے کہیں قیام کیا جیسے سیاح کرتے ہیں تو اگرچہ

ساری دنیا میں گھومیں مسافر نہیں یہ یعنی پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی صورت

میں یہ مسئلہ ہے۔

۴۔ چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔ حالت سفر میں

پوری چار رکعت نماز پڑھنا گناہ ہے۔

۵۔ سنتوں میں قصر نہیں پوری پڑھیں۔ لیکن سنتیں حالت سفر میں نفل کی حیثیت

اختیار کر لیتی ہیں نہ پڑھنے کی صورت میں کوئی گناہ نہیں۔

۶۔ جو شخص کسی جگہ پندرہ دن سے کم قیام کا ارادہ کرے وہ مسافر ہے

اور پندرہ دن سے زائد قیام کا ارادہ ہو تو مقیم ہے اور اگر ارادہ ۱۵

دن سے کم کا تھا مگر کسی وجہ سے مزید قیام کرنا پڑا تو مسافر ہی شمار ہوگا

خواہ کتنے ہی عرصہ قیام کیوں نہ کرنا پڑے۔ بشرطیکہ ہر مرتبہ پندرہ دن

سے کم کا ارادہ ہو۔

۷۔ مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے۔ جب امام سلام پھیرے تو مقیم کو اپنی

باقی ماندہ دو رکعتیں پوری کر لینی چاہئیں۔ مگر اپنی دو رکعتوں میں قرأت

نہ کرے، سورۃ فاتحہ کی مقدار میں چپ چاپ کھڑا رہے۔ امام کو

۱۔ عالمگیری ۲۔ مصنف ۳۔ بدایہ ۴۔ عالمگیری ۵۔ درمختار ۶۔ درمختار



پہلے اور بعد میں لوگوں کو بتا دینا چاہیے کہ میں مسافر ہوں

۸- مسافر جب مقیم کی اقتدا کرے تو پوری چار پڑھے۔

وطن اصلی | وطن وہ جگہ جہاں کوئی شخص پیدا ہوا یا اس کے اہل و عیال وہاں

رہتے ہوں یا اس نے وہاں مستقل رہنے کا ارادہ کر لیا ہو۔ دوسرے وطن

اصلی سے پہلا وطن اصلی باطل ہو جاتا ہے، مثلاً ایک شخص نے کسی دوسرے شہر میں ملازمت

اختیار کر لی اور وہیں اہل و عیال کو بسالیا تو اب اس کا پہلا وطن ختم ہو گیا وہاں جائیگا

تو مسافروں والے احکام جاری ہوں گے۔ لیکن اگر پہلے وطن میں اس کا مکان یا غیر

منقولہ جائیداد ہے تو وہ بھی وطن اصلی رہے گا اور دونوں جگہ پر نمازیں پوری پڑھیں گے۔

وطن اقامت | جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا ہو۔

۹- ایک شخص کی دو بیویاں دو شہروں میں رہتی ہوں وہ شخص ان میں سے جس

شہر میں ہو گا مقیم ہو گا۔

۱۰- ایک وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کر دیتا ہے۔

۱۱- جب لڑکی شادی کے بعد سسرال چلی جائے یا اپنے شوہر کے گھر آجائے تو میکہ وطن نہ رہا۔

نماز جمعہ

نماز پنجگانہ محلے کے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کا ذریعہ ہے اور ہفتہ

میں ایک دن مختلف محلوں کے افراد کو یکجا کرنے کا ذریعہ نماز جمعہ ہے جو

عام طور پر علاقہ کی بڑی مساجد میں ادا کی جاتی ہے۔ جمعہ سے قبل لوگوں کو

اسلامی تعلیمات سے واقف کرنے کا ذریعہ وعظ و نصیحت رکھا گیا ہے۔ خطبہ

جمعہ اسی مقصد کے لئے ہے۔ اس کی اتنی اہمیت ہے کہ دوران خطبہ گفتگو

۱۲۳ (۱۲۳) ۲۲ رد مختار ۳ سورہ جمعہ



اور نفل نماز تک منع ہے۔ وہ نالک جہاں عربی نہیں بولی جاتی ہے۔ وہاں خطیب خطبہ جمعہ (جس کا عربی میں ہونا مسنون ہے) سے قبل حاضرین کی زبان میں وعظ و تقریر کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے عام کرنے میں جمعہ کی تقریر کا بہت بڑا دخل ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر جمعہ تقریر شروع ہونے سے پہلے ہی مسجد میں آئیں تاکہ علم دین حاصل کرنے کا یہ زہین موقع ہاتھ سے نہ جائے۔ نماز جمعہ کے سلسلے میں جو احکام ہیں ان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام طہارت اور پاکیزگی کا دین ہے۔ وہ ظاہری یا باطنی کسی قسم کی نجاست کا مستعمل نہیں۔ قرآن کریم میں بطور خاص نماز جمعہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ فرمان الہی ہے۔

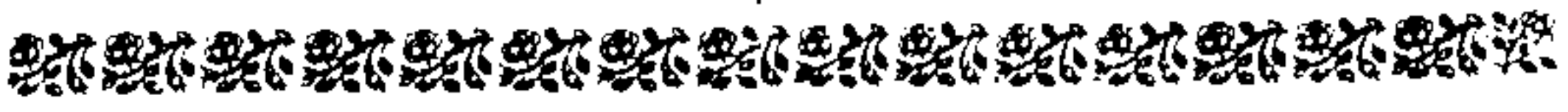
”جب نماز جمعہ کے لئے بلا یا جائے تو یاد الہی کا اہتمام کرو اور تجارت بند کر دو، اگر تم جانو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے بہتر دن جس میں آفتاب نکلا جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ اسی میں جنت میں داخل کئے گئے اور اسی میں ان کو جنت سے اترنے کا حکم ہوا۔ اور قیامت بھی جمعہ کو ہی آئے گی۔

جمعہ کے دن عمر سے مغرب تک درمیانی وقفہ مقبولیت کی گھڑی ایسا ہے کہ اس میں دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک

۱۔ سورہ جمعہ ۱۰۰ مسلم - ابوداؤد - ترمذی ۱۰۰ ترمذی - موطا مالک -

۲۔



روایت میں یہ مبارک وقت امام کے خطبہ کے لئے منبر پر آنے سے ختم نماز تک ہے۔

جمعہ کے دن مرنے والا | جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں انتقال کر جائے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور شہیدوں کے زمرے میں ہوگا۔

نماز ترک کرنے پر وعید | ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تین جمعے کستی کی وجہ سے چھوڑ دے اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ ایک روایت میں ہے وہ منافق ہو جائے گا۔

غسل جمعہ | سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے تیل لگائے اور اگر خوشبو میسر ہو تو وہ استعمال کرے پھر امام کا خطبہ خاموشی سے سنے اور نماز جمعہ ادا کرے تو دو جمعوں کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے۔ درنہ وضو بھی کافی ہے۔

نماز جمعہ کو جلد آنے کی فضیلت | جمعہ کی پہلی اذان سنتے ہی مسجد میں آجانا چاہیے۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت ہے۔ جمعہ کے دن فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر پہلے آنے والوں کا اندراج اپنے نورانی صحیفوں میں کرتے ہیں، جب امام خطبہ کے لئے آجاتا ہے تو یہ صحیفے لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ فرشتے بھی ذکر سننے میں مصروف

۱۔ مسلم ۲۔ ترمذی ۳۔ ابوداؤد ۴۔ طبرانی ۵۔ بخاری ۶۔ ترمذی ۷۔ ابوداؤد ۸۔ بخاری



ہو جاتے ہیں۔

گردن پھلانگنے کی ممانعت | نمازیوں کی گردنیں پھلانگ کر اگلی صفوں میں آنا ممنوع ہے۔ جب لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو جہاں جگہ ملے کھڑے ہو جائیں۔

خطبے کے وقت کلام کی ممانعت | جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے۔ تو گفتگو نہ کریں۔ بلکہ اگر کوئی بات

کر رہا ہو تو اس کو بھی اشارے سے منع کریں، سلام کا جواب نہ دیں درود کی آیت اگر امام پڑھے تو مقتدی باواز بلند درود نہ پڑھیں، بلکہ آہستہ پڑھیں۔ سنتیں بھی نہ پڑھیں دعا بھی دل میں مانگیں۔ البتہ خطیب دعا مانگ سکتا ہے جس شخص تک خطبہ کی آواز نہ پہنچی ہو وہ بھی خاموش رہے، پہلا خطبہ دوزانو بیٹھ کر ہاتھ باندھ کر سنیں اور دوسرے میں تشہد کی طرح بیٹھیں۔

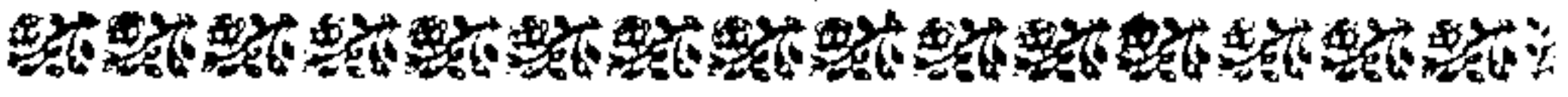
جمعہ کی نماز کہاں ہو سکتی ہے؟

ہر چھوٹی موٹی جگہ نماز جمعہ نہیں ہو سکتی۔ فقہانے اس کے لئے چند شرائط رکھی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پہلی شرط | ۱۔ شہر ہو یا اس کی چھاؤنی، یہاں شہر سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں بازار ہوں، تھانہ کچھری وغیرہ اجتماعی مفادات کے ادارے قائم ہوں، یہ تعریف، شہر، قصبہ، تحصیل اور بہت سے دیہاتوں پر بھی صادق آتی ہے۔ دیہاتی لوگوں کو شہر میں آکر جمعہ پڑھ لینا چاہیے۔

۱۔ ترمذی ۲۔ بخاری ۳۔ غنیہ۔ ۴۔ بحر و خانہ میں ۱۶۷ جلد ۱

۵۔



بشرطیکہ وہ ایسا کر سکتے ہوں۔ یعنی اس پر جمعہ واجب نہیں۔

ایک ہی شہر کی متعدد مساجد میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے۔ مگر محلہ محلہ جمعہ کرنا مستحسن نہیں۔ کیونکہ اس طرح مسلمانوں کی اجتماعی شان متاثر ہوتی ہے فقہانے متعدد مقامات پر جمعات کا قول اس لئے کیا ہے کہ آجکل لوگ نماز پڑھنے میں سستی کرتے ہیں اگر دور دراز مقامات پر جمعہ ہوگا تو اکثر لوگ سرے سے نماز جمعہ ہی نہیں پڑھیں گے۔

نماز جمعہ فرض عین ہے اس کے
نماز جمعہ پہلی شرط
 وجوب کی شرائط درج ذیل ہیں۔

۱۔ آزاد ہو ۲۔ مرد ہو ۳۔ مقیم ہو ۴۔ تندرست ہو ۵۔ چل سکتا ہو ۶۔ دیکھ سکتا ہو
 اگر چلنے سے معذور شخص یا نابینا کو کوئی جمعہ کے لئے لے جانے والا ہو تب بھی ان لوگوں پر جمعہ واجب نہیں ہے البتہ اگر پڑھ لیں تو ادا ہو جائے گا۔ یہی حال مسافر کا ہے۔

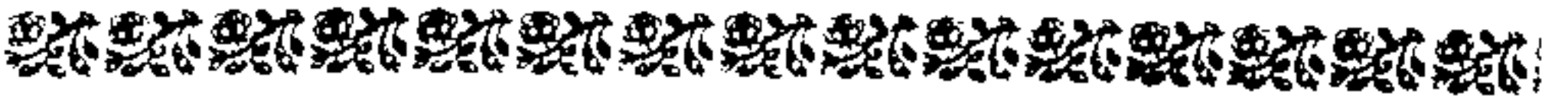
سخت بارش کی وجہ سے اگر جمعہ کو نہ جاسکیں تو معاف ہے ظہر پڑھ لیں۔

بادشاہ یا بادشاہ کی طرف سے مقرر کردہ حاکم ہو
جمعہ کی دوسری شرط
 مثلاً امیر، قاضی یا خطیب۔ اگر کسی ملک پر مسلمانوں

کی حکومت نہ ہو تو مسلمان جس کو اپنا خطیب بنالیں اس کی اقتداء میں جمعہ درست ہوگا۔ یہی صورت مسلمانوں کے ایسے ممالک میں ہوگی جہاں مسلمان حاکم باقاعدہ جمعہ قائم کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ ایسے ممالک میں شہر یا محلے کے

۱۔ مصنف ۲۔ عالمگیری ۱۵۳ ۳۔ کنز ۴۔ فتح القدیر ۵۔ عینی ۶۔ عالمگیری ۱۵۵





لوگ اپنا اپنا خطیب مقرر کر لیں۔

خطبہ کے وقت میں ادا کرنا۔

جمعہ کی تیسری شرط

جمعہ سے پہلے خطبہ کا ہونا، اگر بلا خطبہ نماز پڑھی یا خطبہ قبل از وقت پڑھ لیا تو جمعہ

جمعہ کی چوتھی شرط

ادانہ ہوگا۔

جمعہ کا خطبہ

- ۱۔ جمعہ کے خطبہ میں دو فرض ہیں۔ ۱۔ وقت کا ہونا۔ یعنی زوال کے بعد نماز سے پہلے ہونا۔ ۲۔ اللہ کا ذکر ہونا۔ خطبہ کی پندرہ سنتیں ہیں۔
- ۱۔ خطیب کا پاک ہونا۔ ۲۔ کھڑے ہونا۔ ۳۔ حاضرین کی طرف منہ کرنا۔ ۴۔ آہستہ سے اعوذ پڑھنا۔ ۵۔ لوگوں کو سنانا۔ ۶۔ اللہ کی حمد سے شروع کرنا۔ ۷۔ اللہ کی ثنا۔ ۸۔ شہادتین ادا کرنا۔ ۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔ ۱۰۔ پسند و نصیحت۔ ۱۱۔ قرأت قرآن۔ ۱۲۔ دوسرے خطبہ میں حمد و ثنا اور درود کا اعادہ کرنا۔ ۱۳۔ مسلمانوں کے لئے دعا۔ ۱۴۔ خطبہ کا متحقر ہونا۔ ۱۵۔ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔

۱۔ خطیب کا منبر پر ہونا۔ ۲۔ آواز بلند خطبہ دینا۔ ۳۔ دوسرے خطبہ الحمد للہ حمدہ و نستعینہ سے شروع کرنا چاہیے۔

مستحبات خطبہ

۱۔ مصنف ۲۔ عالمگیری ۱۵۵ کانی ۳۔ عالمگیری ۵۶ ۴۔ عالمگیری ۵۷ بخاری ۱۲۵



اور خلفائے راشدین کا ذکر کرنا ۴۔ جو خطیب ہو اسی کو نماز جمعہ پڑھانی چاہئے۔

آداب خطبہ | جب خطیب خطبہ کے لئے کھڑا ہو جائے تو ہر قسم کا کلام نماز اور اذکار کی ممانعت ہے۔ جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا۔ سلام اور جواب۔ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی منع ہیں۔ اگر خطیب آیت درود پڑھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے تو سامعین دل میں درود پڑھ سکتے ہیں زبان سے ادا نہ کریں۔

بعد میں آنے والوں کو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آنا منع ہے۔ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیں۔

جن لوگوں تک آواز نہ پہنچے انکو بھی خاموش بیٹھنا ضروری ہے۔

خطبہ سننے کے وقت اس طرح بیٹھنا مستحب ہے کہ جس طرح نماز میں بیٹھتے ہیں۔

گمان یا لاشی پر ٹیک لگا کر خطبہ دینا مکروہ ہے۔ آج کل بعض حضرات خطبہ جمعہ کے وقت ایک یمنی سے لاشی ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ یہ غیر ضروری ہے۔

جمعہ کی پانچویں شرط | کم از کم تین مقتدی ہوں۔

جمعہ کی چھٹی شرط | اذن عام، یعنی ہر خاص و عام اس جگہ شرکت نماز کر سکتا ہو، بعض فیکریوں میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ اگر نماز جمعہ کے وقت فیکری کا دروازہ کھولا جائے اور باہر والوں کو بھی نماز میں شرکت کی اجازت ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں ہے۔

جیل خانہ میں قیدی پر نماز جمعہ نہیں۔ وہاں جمعہ کی جماعت بھی صحیح نہیں ہے۔

لے در مختار لے معراج الدرایہ لے محیط لے تبیین لے مصنف لے مصنف۔



ایک اذان جمعہ کا وقت شروع ہونے کے بعد دی جائے، دوسری اذان خطیب کے سامنے جب وہ

جمعہ کی اذانیں

منبر پر بیٹھ جائے دی جائے، فقیر نے جو کچھ کتب فقہ سے سمجھا ہے وہ یہی ہے کہ دوسری اذان مسجد میں خطیب کے سامنے دی جائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ^۱ واذ جلس علی المنبر اذن بین یدیه۔ اور جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے تو اس کے سامنے اذان دی جائے گی۔

پہلی اذان کے بعد بیع و شراختم کر کے جمعہ کی تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ جمعہ کی دو رکعتیں ہیں جنہیں امام جہری قرأت کرے گا۔

خطیب کو خطبہ میں درود شریف پڑھنا چاہیے مگر ان اللہ وملائکتہ الخ

نہ پڑھے کیونکہ اس طرح سامعین با آواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کر دیتے ہیں جو صحیح نہیں۔ مگر اس کا مفہوم یہ نہیں کہ اس آیت کی پڑھنے کی شرعی ممانعت ہے بلکہ لوگوں کو مغالطے سے محفوظ رکھنا مقصود ہے اور اگر خطیب نے یہ آیت پڑھ لی تو سامعین دل سے درود پڑھیں خطبہ کو جمعہ کے خطبات زبان یاد کر لینے چاہئیں کیونکہ خطبہ کی کتاب نہ ہونے کی صورت میں سنت دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے۔

خطبہ شہ کو اہل عرب کی تقاریر کے انداز میں پڑھیں کیونکہ یہ تقریر ہے، افسوس

کہ ہمارے یہاں عام طور پر خطبات عجیب و غریب لہجوں میں پڑھے جاتے ہیں۔

جمعتہ الوداع کا کوئی خطبہ احادیث صحیحہ میں منقول نہیں اور نہ ہی جمعتہ الوداع

کی کوئی شرعی حیثیت ہے۔ البتہ شعبان کے آخری جمعہ کا خطبہ احادیث میں مذکور

ہے جو رمضان کے لئے استقبالیہ کلمات پر مشتمل ہے اسے یاد کر لینا چاہیے اور

شعبان کے آخری جمعہ میں پڑھنا چاہیے۔

^۱ عالمگیری ۱۵۸ ^۲ عالمگیری ۱۵۸ ^۳ مصنف ^۴ مصنف ^۵ مصنف ^۶ مصنف۔





جمع کے دن بعض خطیب منبر سے اترنے کے بعد کھڑے رہتے ہیں اور تکبیر کھڑے ہو کر سنتے ہیں اور لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں، یہ خلاف ادب ہے، اگرچہ جائز ہے، بہتر ہے کہ سب بیٹھے رہیں اور حنی الصلوٰہ پر اٹھیں۔

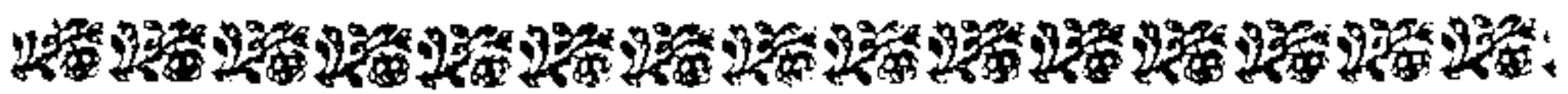
عیدین کا بیان

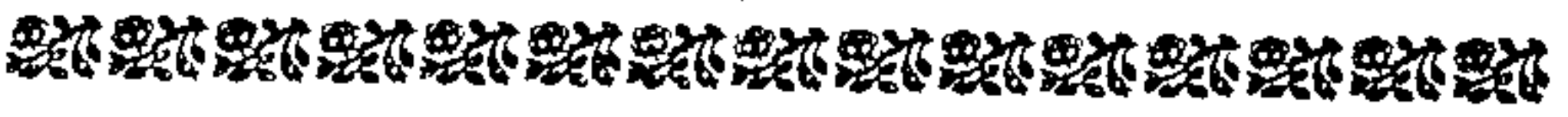
۱۔ عیدین کی نماز واجب ہے۔

عیدین کے مستحبات

۱۔ مسواک کرنا ۲۔ اچھے کپڑے پہننا، نئے ہوں تو نئے
 ۳۔ غسل کرنا ۴۔ انگوٹھی پہننا
 ۵۔ مردوں کو چاندی کی ایک انگوٹھی جو ساڑھے چار ماشے سے کم ہو پہننا مستحب ہے۔
 ۶۔ صبح سویرے اٹھ کر عید گاہ جانے کی تیاری کرنا۔ نماز عید سے پہلے
 ۷۔ صدقہ فطر ادا کرنا ۸۔ محلہ کی مسجد میں نماز فجر ادا کرنا ۹۔ پیدل عید گاہ جانا ۱۰۔ ایک
 راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا ۱۱۔ نماز عید الفطر کو جانے سے پہلے
 طاق عدد کھجوروں یا جھواروں کا کھانا یا کوئی اور میٹھی چیز کھالیں، ہمارے ملک میں
 سونیاں پکائی جاتی ہیں ۱۲۔ عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے، اگر قربانی
 کا گوشت میسر ہو تو نماز عید کے بعد اس کا کھانا مستحب ہے، کیونکہ یہ اللہ کی طرف
 سے اس کے بندوں کی ضیافت ہے، اگر کچھ کھالیا تب بھی حرج نہیں ہے۔ جیسے ہم لوگ
 عام طور پر چائے اور ناشتہ کر لیتے ہیں ۱۳۔ عیدین کی نماز کسی بڑے میدان میں ادا
 کرنا سنت ہے۔ لیکن بڑے شہر میں یا اس جگہ جہاں آبادی زائد ہو ایک سے زائد
 مقامات پر عیدین کے اجتماعات بھی درست ہیں۔ اور پھر میدان کی بھی شرط نہیں۔
 بڑی مساجد میں بھی یہ اجتماعات صحیح ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے، اسکی ایک وجہ

۱۔ مصنف ۲۔ محیط سرخسی۔ قنیہ۔ کنز ۳۔ مصنف ۴۔ تارخانہ
 ۵۔ محیط سرخسی۔





یہ بھی ہے کہ اگر کسی ایک میدان میں اجتماع ہوگا تو بہت سے لوگ نماز عید سے محروم رہ جائیں گے۔ کچھ تو حقیقی مشکلات کی وجہ سے اور کچھ اپنی سستی کے باعث۔

۱۴۔ عید گاہ جاتے وقت تکبیر کہی جائے۔ عید الاضحیٰ میں آواز بلند اور عید الفطر میں آہستہ۔

۱۵۔ جس شخص پر نماز جمعہ واجب ہے اس پر نماز عیدین بھی واجب ہے۔

۱۶۔ عیدین کا خطبہ سنت ہے۔ یہ خطبہ نماز کے بعد ہوگا۔

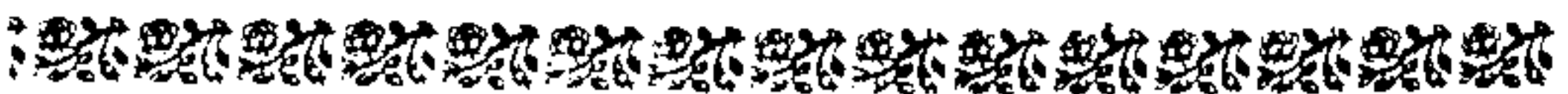
۱۷۔ اگر خطبہ نماز عید سے پہلے دیا تو کافی ہے۔ اگرچہ مکروہ ہے۔ بعد میں اعادہ نہیں کیا جائے گا۔

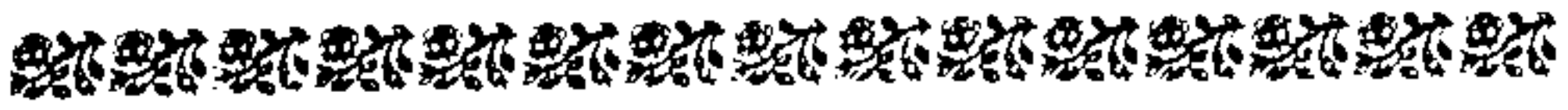
۱۸۔ بہتر یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز جلد پڑھی جائے اور عید فطر قدرے تاخیر سے پڑھی جائے۔

نماز عیدین کی ترکیب

عیدین کی دو رکعت نماز ہے! امام و مقتدی تکبیر تحریر کے بعد سبحان اللہ پڑھیں۔ پھر امام ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہے گا۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے جائیں گے۔ پھر امام تعوذ و تسمیہ کے بعد چہرے قرأت کرے گا۔ قرأت کے بعد حسب معمول رکوع و سجود کیا جائے گا۔ پھر دوسری رکعت شروع ہوگی۔ امام قرأت کرے گا۔ قرأت کے بعد امام تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہے گا مقتدی بھی ایسا ہی کریں گے اور چوتھی مرتبہ امام ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر رکوع کہے گا مقتدی بھی کہیں۔ اور اس طرح نماز مکمل کی جائے گی۔

..مصنف نے جوہرہ نیرہ سے قاضیخان کے خلاصہ۔



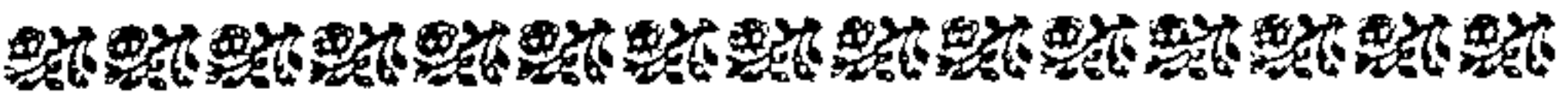


- ۱۹۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیحات کی مقدار میں سکتے کیا جائے۔
- ۲۰۔ اگر کسی نے امام کو نماز عید کے رکوع میں پایا تو تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر ادا کرے۔ اگر یہ امید ہو کہ تکبیرات عید کھڑے ہو کر کہنے کے بعد امام کو رکوع میں پائے گا تو کھڑے ہو کر کہے ورنہ رکوع میں کہہ لے مگر رکوع میں رفع یدین نہ کرے۔ مقتدی کے تکبیرات عید ادا کرنے سے پہلے ہی اگر امام رکوع سے اٹھ جائے تو اس پر سے تکبیرات عید ساقط ہو جائیں گی۔
- ۲۱۔ اگر امام کو قومہ میں پایا تو تکبیرات اس وقت نہ کہے۔ بلکہ جب اپنی رکعت علیحدہ ادا کرے تو اس میں تکبیرات کہے۔
- ۲۲۔ اگر امام کو تشہد میں پایا تو نماز عید پوری کرے۔
- ۲۳۔ اگر امام تکبیرات عید بھول جائے تو قرأت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں کہہ لے یا رکوع میں کہہ لے۔
- ۲۴۔ اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے نماز عید الفطر نہ ہو سکے تو دوسرے دن پڑھ لیں، تیسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔
- ۲۵۔ اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے عید اضحیٰ نہ ہو سکے تو دوسرے اور تیسرے دن پڑھ سکتے ہیں اس کے بعد نہیں۔

(۱) ہر نماز باجماعت کے بعد امام اور مقتدی ایک بار باواز
تکبیرات تشریح بلند اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ
 اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد کہے۔ ایک مرتبہ یہ تکبیر واجب اور تین مرتبہ
 مستحب ہے (۲) یہ تکبیرات عرفہ کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن عصر تک

لے سراج الوہاج لے ظہیر یہ لے جوہرہ نیرہ۔





رقت آمیز اور ہیجان خیز موقع پر ہر مذہب و ملت کے لوگ بلکہ وہ لوگ بھی جو مذہب و ملت کے تصور سے نا آشنا ہیں کچھ نہ کچھ رسوم بجالاتے ہیں، مگر اسلام نے جو رسوم اس موقع کے لئے مقرر کی ہیں وہ عظمت انسان کی بہترین ترجمان ہیں۔

سکرات کے وقت

(۱) جب انسان قریب المرگ ہو تو اس کو دائیں کروٹ پرٹا کر قبلہ رخ کر دیں۔ بشرطیکہ ایسا کرنے میں کچھ دقت نہ ہو۔

۲ - مرنے والے کو تلقین کی جائے یعنی اس کے سامنے باواز بلند اَشْهَدُ اَنْ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ - پڑھیں۔

۳ - مرنے والے کے پاس بیٹھ کر سورہ یسین تلاوت کی جائے۔

۴ - مرنے والے کے پاس خوشبو رکھنی چاہیے۔

۵ - جب مر جائے تو اس کے جڑے باندھ دیئے جائیں۔ کپڑے کی ایک

پٹی ٹھوڑی کے نیچے سے لے جائیں اور سر پر باندھ دیں اور آنکھیں

بند کر دی جائیں۔ ہاتھ سیدھے کر کے بغلوں کے برابر ملا دیئے جائیں۔

۶ - پیر سیدھے کر دیئے جائیں اور لاش کو کسی بڑے کپڑے سے ڈھانپ

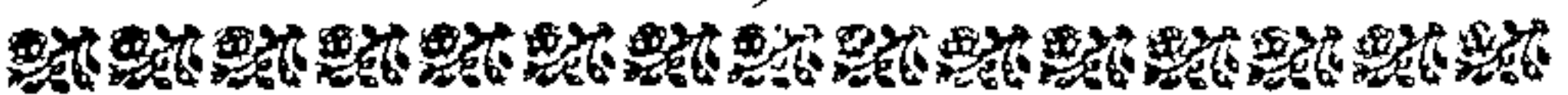
دیا جائے۔

۷ - پڑوسیوں اور دوستوں کو اطلاع کی جائے تاکہ وہ نماز جنازہ میں

شرکت کر کے اس کا حق ادا کریں۔

۱۔ زابدی ۲۔ جوہرہ نیترہ ۳۔ شرح منیہ ۴۔ زابدی -

۵۔ جوہرہ نیترہ ۶۔ جوہرہ نیترہ -





۸۔ جب تک میت کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن گھر کے دوسرے حصوں میں یا میت سے ہٹ کر کہیں اور تلاوت کلام پاک میں حرج نہیں ہے۔

۱۔ میت کو غسل دینا واجب ہے یہ اگرچہ غسل کا ایک مخصوص طریقہ ہے۔ لیکن اگر کسی کو معلوم نہ ہو یا مسنون طریقے میں کوئی غلطی واقع ہو جائے تو بھی غسل ہو جائے گا۔

میت کا غسل

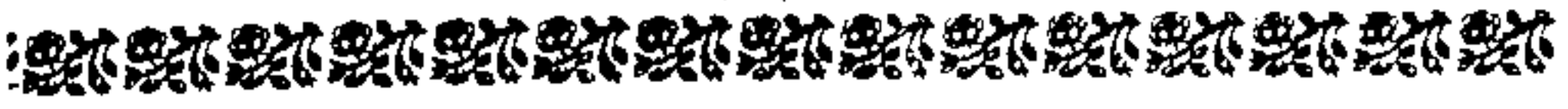
۲۔ میت کو تخت پر لٹا کر لباس اتار دیا جائے اور صرف شرمگاہ کو کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔ پھر استنجا کرایا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا پیٹ لے اور اس سے استنجا کرادے اگر میت بالغ ہو تو اس کو وضو کرایا جائے۔ ناک میں اور منہ میں پانی نہ ڈالیں۔ البتہ روئی یا کپڑا پانی میں تر کر کے دانت، آنکھوں کے پلک ناک کے نتھنے وغیرہ صاف کر دیں۔

۳۔ بیری کے پتے پانی میں ابال کر مناسب گرم پانی سے غسل کرائیں۔ اگر بیری کے پتے میسر نہ ہوں تو سادہ پانی بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ پرانے لوگ مہر کو خطمی وغیرہ سے دھوتے تھے مگر یہ ضروری نہیں ہے۔ صابون سے منہلائیں جیسے زندگی میں نہاتے ہیں۔

۴۔ میت کو بائیں طرف کر وٹ دلا کر دائیں حصہ پر پہلے پانی بہائیں۔ پھر دائیں طرف کر وٹ دلا کر بائیں طرف کا حصہ دھوئیں۔ پھر میت کو

۱۔ تبیین الحقائق ۲۔ مصنف ۳۔ نہایہ ۴۔ بدائع ۵۔ ہدایہ۔
۶۔ ظہیر یہ ۷۔ شرح طحاوی۔





سہارا دے کر بٹھائیں اور پیٹ کو آہستہ سے ملیں۔ اگر کوئی نجاست نکلے تو اس کو دھو دیا جائے۔ وضو یا غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں پھر تولیہ سے بدن صاف کر دیں۔

۵۔ میت کے جسم سے بال نہ کاٹے جائیں اور نہ ناخن تراشے جائیں۔

۶۔ ناک، کان، آنکھ وغیرہ پر روئی رکھ دینے میں حرج نہیں۔

۷۔ اگر میت کا نہلانا کسی وجہ سے مشکل ہو، مثلاً جسم پھٹ چکا ہے تو صرف پانی بہا دینا کافی ہوگا۔

۸۔ اگر بچہ زندہ پیدا ہو اور پھر مر جائے تو اسے غسل، کفن اور دفن سب کچھ کیا جائے گا اور اگر زندہ پیدا نہ ہو تو غسل دیکر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

۹۔ میت کے تحت کو طاق مرتبہ دھونی دے لینا مستحب ہے۔

۱۰۔ کوئی شخص اگر مردہ حالت میں ہے اور معلوم نہیں کہ مسلمان ہے یا کافر تو اگر کوئی علامت مسلمانوں کی پائی یا مسلمانوں کے علاقے میں ہو تو اس کی تجہیز و تکفین اسلامی طریقہ کے مطابق ہوگی ورنہ نہیں۔

۱۱۔ اگر پانی کے جہاز وغیرہ میں کوئی شخص مر جائے تو اس کو غسل و کفن دیا جائے

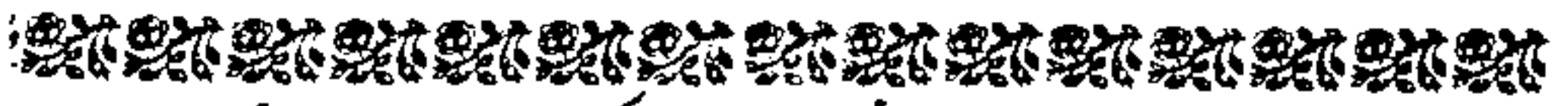
نماز پڑھی جائے اور پھر کوئی بھاری چیز ڈال کر سمندر میں ڈال دیں۔

۱۲۔ غسل دینے والا پاک ہو۔ اگر جنب یا حائض ہے تو کراہت ہوگی۔ بے وضو میں کراہت بھی نہیں۔

۱۔ محیط سرخسی ۲۔ تبیین ۳۔ تارخانیہ ۴۔ عینی شرح کنز ۵۔ معراج الدرایہ

۶۔ قاضی خان ۷۔ معراج ۸۔ قنیہ۔





۱۳۔ میت کا قریبی رشتہ دار غسل دے۔ اگر وہ اچھی طرح غسل نہ دے

پھر کوئی پرہیزگار شخص غسل دے۔

۱۴۔ غسل دینے والا اگر میت میں کسی خرابی کو دیکھے تو لوگوں سے بیان نہ کرے

اور اگر اچھی علامت دیکھے تو بیان کرے۔

۱۵۔ غسل کے وقت بھی آس پاس خوشبو اور دھون دیں، بلکہ جس گھر میں

میت ہو وہاں زائد سے زائد خوشبوئیں استعمال کی جائیں تاکہ اگر میت

میں بدبو ہو تو ناظرین اس کو محسوس نہ کریں۔

۱۶۔ بہتر یہی ہے کہ میت کو مفت غسل دیا جائے، لیکن اجرت کا لینا بھی جائز

ہے۔ بالخصوص اس دور میں جبکہ کوئی شخص اپنے قریبی رشتہ دار تک کو

غسل دینے کے لئے تیار نہیں تو سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ بعض

لوگ اس نیک کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں، اور بہتر تو یہ ہے

کہ حکومت وقت ان لوگوں کی معاشی کفالت کرے ورنہ عوام انکی خدمت

کریں۔ ایسے حضرات کو بڑی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیے، کیونکہ یہ کوئی

براکام نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ خدمت خلق کر رہے ہیں۔

۱۷۔ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورت غسل دے، عورت اپنے شوہر کو

غسل دے سکتی ہے، اور شوہر بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔

۱۸۔ عورت کا محرم اس کے جسم کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔ مگر اجنبی ہاتھ پر کپڑا باندھ

کر چھو سکتا ہے۔ یہی حال شوہر کا ہے۔ اجنبی کو عورت کے چہرہ اور جسم پر

نگاہ کرنا جائز نہیں مگر شوہر دیکھ سکتا ہے۔

لے زایدی لے جوہرہ نیرہ لے مصنف لے مصنف لے السراج الوہاج لے قاضیخان





۱۹۔ اگر مرد مر جائے اور اسکو نہلانے کے لئے مرد میسر نہ ہو تو اسکی عورت تیمم کرادے اور اگر یہی صورت عورت کے ساتھ ہو تو اس کو بھی کوئی مرد ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرادے۔ تیمم کا طریقہ وہی ہے جو زندہ شخص کے لئے ہے۔ اگر پاک پانی میسر نہ ہو تب بھی تیمم کرادیا جائے۔ اس صورت میں اگر نماز جنازہ پڑھ لی گئی پھر کچھ دیر بعد پانی مل گیا تو میت کو غسل دے کر دوبارہ نماز جنازہ ادا کی جائے۔

۱۔ مردہ کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔

کفن کا بیان

۲۔ ایک چادر جو سر تا بقدم ہو۔ پھر اس پر ایک اور ایسی ہی،

اور قمیص گردن سے قدم تک، یہ تین کپڑے دنیا سنت ہے۔ ورنہ دو

یعنی ازار اور لفافہ، ورنہ جو بھی میسر ہو۔

۳۔ قمیص سے مراد یہ ہے کہ ایک لمبی چادر میں درمیان میں سر ڈالنے کے لئے سوراخ کر لیا جائے۔

۴۔ متاخرین نے میت کے عالم ہونے کی صورت میں عمامہ کو بھی مستحسن قرار دیا ہے۔ مگر عمامہ کا شملہ مردے کے منہ پر ڈالا جائے۔ زندہ کی طرح پشت پر نہ لٹکایا جائے۔

۵۔ عورت کے کفن میں یہ چیزیں سنت ہیں، کرتہ، ازار، دوپٹہ، لفافہ، اور ایک چھوٹا کپڑا جو سینہ باندھنے کے لئے ہو۔ یہ کپڑا سینے سے نات تک چوڑا ہونا چاہیے۔

۱۔ معراج الدرایہ ۲۔ مصنف ۳۔ قاضیخان ۴۔ فتح القدر ۵۔ ہدایہ ۶۔ کافی ۷۔ جوہرہ نیرہ ۸۔ کنز ۹۔ عینی شرح کنز۔





۶۔ عورتوں کے کفن میں ریشمی کپڑے اور رنگین کپڑے کا استعمال جائز ہے

مردوں کے لئے مکروہ ہے۔ سب سے بہتر کفن سفید ہے۔ کفن کے

کپڑوں کو بھی دھونی دینی چاہیے۔ عطر وغیرہ بھی مل سکتے ہیں۔

۷۔ جو کپڑے زندگی میں پہنا مباح ہیں وہی موت کے بعد مباح ہیں۔

۸۔ نیا اور پرانا کپڑا کفن میں یکساں حیثیت رکھتا ہے۔

۹۔ کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد کے لئے پہلے لفافہ بچھائیں۔ پھر اس پر

ازار، پھر میت کو ازار پر رکھ کر قمیص پہنائیں، میت کے سر اور تمام

جسم پر کا فور دھنوا لیں۔ یا کوئی اور خوشبو لگا دیں۔ مردوں کے

لئے زعفران استعمال نہ کریں۔

۱۰۔ عورت کو کفن اس طرح پہنائیں کہ پہلے لفافہ، پھر ازار بچھا کر عورت کو

اس پر لٹائیں پھر کرتہ پہنائیں اور بالوں کو دو حصوں میں منقسم کر کے سینہ

پر ڈال دیں پھر دوپٹہ اڑھائیں پھر پوری طرح کفن میں لپیٹ دیں پھر سینہ

بندان تمام کپڑوں کے اوپر باندھ دیا جائے۔

۱۔ چار آدمی جنازہ اٹھائیں اور چار پائی کے چاروں

پایوں کو ایک شخص تھامے، ہر دس قدم بعد پایہ بدل

جنازہ اٹھانے کا بیان

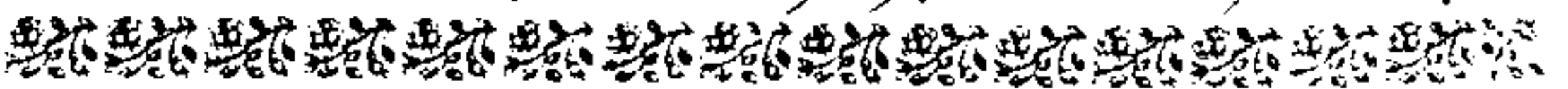
لیں، پایہ بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سر ہانہ کا دایاں پایہ اپنے دائیں کاندھے پر

رکھیں ہر پانچٹی کا دایاں پایہ اپنے دائیں کاندھے پر رکھیں پھر سر ہانے کا بائیں پایہ

اپنے بائیں کاندھے پر پھر پانچٹی کا بائیں پایہ بائیں کاندھے پر۔

۲۔ چھوٹے بچے کو ہاتھوں پر اٹھایا جاسکتا ہے، تھوڑی تھوڑی دور پر لوگ

لے نہایہ لے شرح مخادی لے جو ہر منیرہ لے محیط لے محیط لے تبیین۔



بدلتے رہیں۔

- ۳۔ جنازہ کو تیزی سے لے کر چلیں مگر دوڑنا نہیں چاہیے۔
- ۴۔ جنازہ کے پیچھے چلنا نوافل سے افضل ہے۔
- ۵۔ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نہیں جانا چاہیے۔
- ۶۔ جنازہ لے جاتے وقت خاموشی سے چلیں۔ قرآن، کلمہ درود وغیرہ آہستہ پڑھتے چلیں۔

۷۔ اگر قبرستان دور ہو تو کسی گاڑی میں جنازہ لے جایا جاسکتا ہے۔

۱۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی جب بعض مسلمانوں نے پڑھ لی تو تمام پر سے یہ ذمہ داری پوری ہو گئی۔

۲۔ نماز جنازہ کی شرط میت کا مسلمان ہونا ہے، اور غسل ہے، بشرطیکہ غسل ممکن ہو،

۳۔ ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ البتہ ڈاکوؤں اور حاکم برحق کے خلاف مرنے والوں کی نہ پڑھی جائے اور جو شخص اپنے باپ یا اپنی ماں کو قتل کر دے اسکی نماز بھی اسکی اہانت کے پیش نظر نہ پڑھی جائے۔

۴۔ ابوحنیفہؒ اور محمدؐ کے نزدیک خودکشی کرنے والے کی نماز پڑھی جائے گی۔

۵۔ جو شخص کسی حق کی وجہ سے قتل کیا جائے، جیسے قصاص وغیرہ۔ اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو عام مسلمان کی میت سے ہوتا ہے۔

۱۔ بحر الرانی ۲۔ تبیین ۳۔ عالمگیری ۴۔ عالمگیری۔
۵۔ عالمگیری ۶۔ مصنف ۷۔ تارخانیہ ۸۔ بدائع
۹۔ تبیین ۱۰۔ تبیین ۱۱۔ عالمگیری۔

Marfat.com

نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے

۱۔ نماز جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حق بادشاہ وقت کو ہے پھر قاضی کو پھر محلہ کے امام کو پھر ولی کو جب پہلا حق باپ کا ہے، پھر بیٹے کا۔

ہاں اگر ولی دوسرے شخص کو اجازت دے دے تو جائز ہے۔ جیسے آج کل ائمہ مسجد نماز پڑھاتے ہیں، البتہ امام صاحب کو ولی میت سے اجازت لے لینی چاہیے۔

۲۔ اگر مرنے والا کسی خاص شخص کے بارے میں وصیت کر جائے کہ میری نماز جنازہ فلاں شخص پڑھائے تو یہ وصیت باطل ہے۔ البتہ اس کی صورت

یہ ہو سکتی ہے کہ یہ شخص میت کے ولی سے اجازت لے لے اور نماز پڑھا دے تاکہ میت کی خواہش بھی پوری ہو جائے اور ولی کا حق بھی باطل نہ ہو۔

۳۔ اگر عورت مر جائے تو شوہر اس کا ولی نہیں ہے کیونکہ رشتہ نکاح منقطع ہو چکا ہے۔ البتہ اجنبی لوگوں کی بہ نسبت یہ زیادہ حقدار ہے کہ جنازہ

پڑھائے۔

۴۔ اگر شوہر اور بیٹا دونوں ہیں تو بیٹا ولی ہے۔ مگر یہ مکر وہ ہے کہ باپ کی موجودگی میں بیٹا نماز پڑھائے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ اپنے باپ کو آگے

بڑھا دے۔

۵۔ جب تک ولی نماز نہ پڑھے تو جتنی مرتبہ بھی میت پر نماز پڑھی جائے جائز ہے۔ مگر ولی کے پڑھ لینے کے بعد پھر کسی کے لئے جائز نہیں کہ میت پر نماز پڑھے۔ اگر میت کوئی محترم شخصیت ہے جس پر کئی مرتبہ نماز کا امکان ہے یا وطن سے دور کہیں انتقال ہو گیا تو وہاں دوست احباب نماز پڑھ لیں

۶۔

۷۔

۸۔

۹۔

۱۰۔

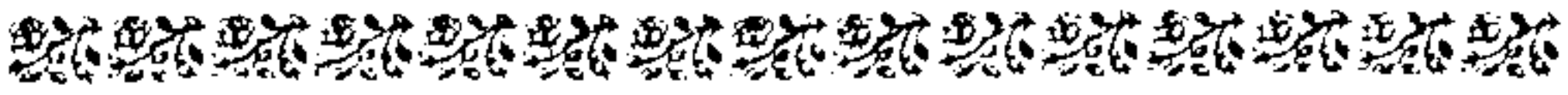
۱۱۔

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔ فتح القدير ۱۲ مصنف ۱۳ عالمگیری ۱۴ مصنف ۱۵ عالمگیری ۱۶ بدائع ۱۷ عالمگیری۔

۱۸۔



اور ولی آخر میں نماز ادا کرے۔

۶۔ تمام وہ شرائط جو دوسری نمازوں کے لئے ہیں وہی نماز جنازہ کیلئے ہیں۔

نماز جنازہ کی ترکیب

نماز جنازہ کی نیت | میں نیت کرتا ہوں اس فرض کی ادائیگی کی۔ میرا منہ کعبہ کی طرف ہے، اس امام کی اقتداء میں، صرف دل سے ارادہ کر لینا بھی کافی ہے۔

۱۔ جنازہ امام کے سامنے ہو جیسا کہ معمول ہے میت کسی سواری پر یا بلند جگہ پر نہ رکھی ہو۔

۲۔ نماز جنازہ غائبانہ جائز نہیں ہے۔ مرد ہو یا عورت امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو۔

۳۔ بہتر یہ ہے کہ تین صفیں بنالی جائیں۔ اگر کل سات اشخاص ہیں تو ایک امام ہو جائے تین پہلی صف میں دو دوسری میں اور ایک پیچھے۔

۴۔ نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں، اگر ایک بھی چھوڑ دی تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔

۵۔ ہاتھ اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہیں۔ پھر ہاتھ باندھ کر امام اور مقتدی یہ پڑھیں:-

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ
وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔

(ترجمہ) اے اللہ تو بے عیب ہے اور تیری حمد، تیرا نام بابرکت اور

تیرا نعت بلند ہے اور تیری ثنا عظیم ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

نہ مصنف نے بدائع مکہ عالمگیری نہ مصنف نے عالمگیری نہ تارخانیہ نہ نجاشی کی نماز جنازہ میں آپ نے چار ہی تکبیریں کہیں بخاری ۱۶۷۱ و بخاری ۱۶۷۲، شہ عالمگیری۔



پھر دوسری تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے جیسے تشہد میں پڑھتے ہیں۔ پھر تیسری تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہی جائے اور میت کے لئے دعا مانگی جائے۔ احادیث شریفہ میں مختلف دعائیں مذکور ہیں کوئی بھی مانگی جاسکتی ہے۔ اگر ان ادعیہ میں سے کوئی دعا یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو مانگ لے۔ ایک دعا یہ ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَاۙ اے اللہ تو ہمارے زندوں، مردوں
مَيِّتِنَاۙ وَ شَاهِدِنَاۙ وَ غَائِبِنَاۙ حاضرو غائب، چھوٹوں، بڑوں، مردوں
وَ صَغِيرِنَاۙ وَ كَبِيرِنَاۙ وَ ذَكَرِنَاۙ اور عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ
وَ اُنْتِنَاۙ اَللَّهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ تو ہم میں سے جس کو زندگی دے اسلام
مِنَّاۙ فَ اَحْيِهِ عَلٰى الْاِسْلَامِ پر دے اور جس کو وفات دے ایمان
وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهُۥ مِنْ اُمَّتِنَاۙ پر دے۔
عَلٰى الْاِيْمَانِ -

اگر میت بچہ ہو تو مذکورہ دعا کے بعد اتنا اور

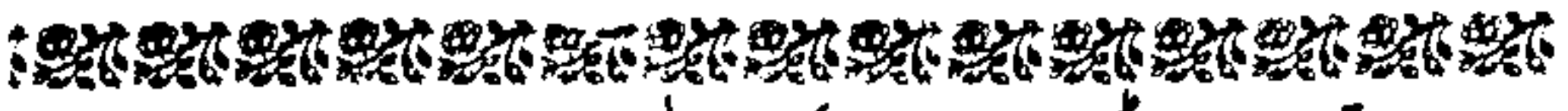
بچہ کے لئے دعا اضافہ کریں۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًاۙ اے اللہ تو اس کو ہماری بخشش
اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًاۙ وَ اَجْرًاۙ کا ذریعہ بنا دے۔ اے اللہ تو اس کو
اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًاۙ وَ مُشَفَّعًاۙ ہمارے لئے ذخیرہ اور اجر بنا دے۔ لے
اللہ! تو اس کو ہمارا شفیع بنا دے اور اسکی شفاعت قبول فرما۔

پھر جو تھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیا جائے۔

• اگر کوئی شخص اس وقت نماز میں شامل ہو جبکہ امام بعض تکبیرات کہہ چکا تھا تو جو تکبیرات اسکو امام کے ساتھ ملیں وہ کہہ لے اور

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًاۙ



باقی جنازہ اٹھنے پہلے سے ادا کرے۔

- اگر امام بھول کر تیسری تکبیر پر ہی سلام پھیر دے تو اسے چوتھی تکبیر کہہ لینی چاہیے اور پھر سلام پھیر دے۔
- اگر کئی جنازے ایک ساتھ آجائیں تو امام کو اختیار ہے، خواہ ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھے یا سب پر ایک دم پڑھے۔ جنازوں کو خواہ ایک لائن میں رکھ لیں اور اس صورت میں جو افضل ہو امام اس کو سامنے رکھے۔ خواہ ایک کے بعد دوسرا رکھیں اور جو افضل ہو امام اس کو اپنے قریب رکھے۔
- اگر میت غسل سے پہلے یا نماز سے پہلے دفن کر دی گئی تو جب تک اسکے پھٹ جانے کا یقین نہ ہو اسکی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔
- نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے خواہ میت اور تمام لوگ مسجد میں ہوں یا میت مسجد سے باہر اور لوگ اندر ہوں یا میت، امام، اور بعض لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی اندر، یا میت مسجد میں اور امام اور مقتدی باہر ہوں۔
- بارش یا اور کوئی مناسب عذر ہو تو مسجد میں پڑھ سکتے ہیں۔
- جو مسجد نماز جنازہ ہی کے لئے بنائی گئی ہو اس میں نماز جنازہ مکروہ نہیں۔
- جب تک میت دفن نہ کر دی جائے اس وقت تک شرکار جنازہ کو واپس نہ آنا چاہیے اور اگر ضرورت ہو تو اجازت لے کر واپس آئیں، البتہ دفن کے بعد بلا اجازت بھی آ سکتے ہیں۔

۱۔ عالمگیری ۲۔ تارخانہ ۳۔ معراج الدراہم ۴۔ عالمگیری ۵۔ خلاصہ عالمگیری ۶۔ کافی ۷۔ تبیین ۸۔ محیط۔





(۱) میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔
قبر اور دفن کا بیان

(۲) قبریں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ زمین میں سیدھا گڑھا کھود دیا جائے اسکو عربی میں شق کہتے ہیں۔ اور دوسری لمحہ۔ یعنی پہلے گڑھا کھودا جائے پھر قبلہ کی طرف اندر سے ایک گڑھا کھودا جائے مسنون طریقہ یہی ہے۔ مگر جن علاقوں میں زمین نرم ہو تو وہاں شق پر ہی اکتفا کریں میت کے سینے تک گہری قبر کھودی جائے اور اس کے دونوں اطراف کچی اینٹیں لگادی جائیں پھر چھت ڈال دی جائے اور چھت پر مٹی ڈال دی جائے، قبر کی چوڑائی انسان کے نصف قد کے برابر ہونی چاہیے۔

جہاں زمین نرم ہو وہاں لوہے کے تابوت میں دفن کرنا جائز ہے۔ مگر اس کا طریقہ یہ ہے کہ تابوت کے اندر مٹی بچھادی جائے اور دائیں بائیں کچی اینٹیں لگادی جائیں تاکہ تابوت کی شکل ہو جائے۔

پختہ اینٹ میت سے ملا کر لگانا مکروہ ہے۔ لیکن اگر میت کے جسم سے دور ہو تو حرج نہیں۔ دراصل پختہ اینٹ لگانے میں کراہت کی وجہ یہ ہے کہ قبر کو آگ اور اس کے آثار سے دور رکھنا مقصود ہے، ہمارے یہاں بھری اور سیمنٹ کی اینٹیں مستعمل ہیں، ظاہر ہے سیمنٹ پر بھی آگ کا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ قبر کے اندرونی حصہ میں یا تو کچی اینٹیں استعمال کی جائیں یا پتھر استعمال کیا جائے اور یا کچھ استعمال نہ کریں۔ قبر کے بیرونی حصہ پر اینٹیں استعمال کی جاسکتی ہیں۔

میت کو قبر میں اتارنے کے لئے قریبی رشتہ دار اتریں، اگر قریبی نہ ہو تو جو بھی میسر ہوں اتریں اور عورت قبر میں نہ اترے۔

میت کی چار پائی قبلہ کی طرف رکھی جائے اور اتارنے والا قبر کے دوسری

۱۔ سراج الوہاب ۲۔ عالمگیری ۳۔ عالمگیری ۴۔ قاضی خان ۵۔ مصنف ۶۔ محیط خسی

طرف قبلہ رو ہو کر میت کو قبر میں اتارے۔ اتارنے وقت بسم اللہ وعلی ملہ رسول اللہ کہے۔ پھر میت کو دائیں پہلو پر قبلہ رو لٹا دیں اور کفن کی گرہیں کھول دیں۔

حاضرین کو چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ میت کے سر کی طرف مٹی ڈالیں۔ پہلی مرتبہ یہ کہیں، مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ دوسری مرتبہ وَفِيهَا نَعْبُدُكُمْ اور تیسری مرتبہ مِنْهَا نُنْخِرُ جُجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى تہ مستحب یہ ہے کہ جس جگہ نیک لوگوں کی قبریں ہوں وہاں مردہ کو دفن کیا جائے۔ تہ

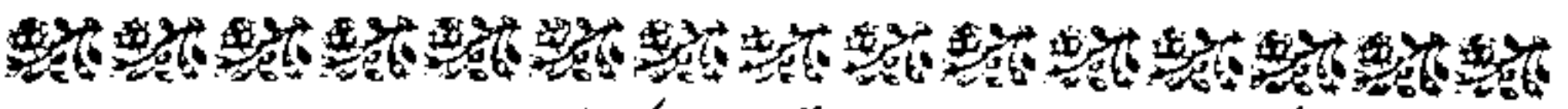
میت کو دفن کرنے کے بعد کچھ دیر تک لوگ قبر کے پاس بیٹھیں تلاوت قرآن کریں اور میت کے حق میں دعا کریں کیونکہ اس سے مردے کو نفع ہوتا ہے۔ تہ جب مردہ قبر میں مٹی ہو جائے تو اس میں دوسرے مردے کو دفن کر سکتے ہیں۔ وہاں کاشت بھی کر سکتے ہیں اور اس پر عمارت بھی بنا سکتے ہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ جس شخص کا جہاں انتقال ہو وہیں اسکو دفن کریں۔ لیکن اگر کسی دوسرے شہر میں لے جا کر دفن کرنا چاہیں تو بھی حرج نہیں ہے۔ اگر کسی کی مملو کہ زمین میں میت کو دفن کر دیا گیا تو مالک کو اختیار ہے کہ رہنے دے یا میت کو نکالنے کا حکم دے اور زمین کو اپنے استعمال میں لائے۔ تہ

متفرق مسائل

۱۔ قبرستان میں جو تاپہن کر چلتا ممنوع نہیں ہے تاہم قبروں کا روندنا یا اپر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

تہ عالمگیری تہ جوہرہ منیرہ تہ عالمگیری تہ عالمگیری تہ تبیین۔
تہ قاضی خان تہ تجنیس تہ سراج الوہاب۔





۲۔ میت کے رشتہ داروں سے تعزیت کرنی چاہیے۔ یہ سلسلہ تین دن سے زائد نہیں چلنا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی رشتہ دار غیر موجود ہو تو اسکے آجانے کے بعد تعزیت کریں۔ تعزیت میں ایسے کلمات کہیں جن سے صبر آئے، نہ کہ ایسے کلمات جن سے انہیں مزید بے صبری پیدا ہو، یہ کلمات کہیں، خدا اس کی مغفرت کرے، اس کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، آپ کو صبر و اجر دے وغیرہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کے موقع پر یہ کلمات کہتے تھے۔ جو دیا اللہ نے دیا اور جس نے دیا اسی نے واپس لے لیا۔ اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک وقت مقرر ہے لہ

۳۔ غیر مسلموں کو بھی نامناسب الفاظ میں تعزیت کرنا جائز ہے، جس میں مغفرت وغیرہ کا ذکر نہ ہو لہ

۴۔ کسی گھر یا مسجد میں تین دن تک لوگوں کی تعزیت قبول کرنے کے لئے میت کے رشتہ دار بیٹھ سکتے ہیں لہ

۵۔ کپڑے پھاڑنا، سر نوحنا، دھاڑیں مار کر رونا، گریبان پھاڑنا وغیرہ ممنوع ہے، ہاں بے اختیار رونا انسان کا فطری تقاضا ہے جسکی ممانعت نہیں لہ

۶۔ تین دن تک رشتہ داروں اور دوستوں کو میت کے گھر والوں کے لئے

کھانا بھیجنے میں حرج نہیں بلکہ بھیجا جائیے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر

اہل خانہ کے علاوہ کچھ دوست اور رشتہ دار کھانے کے وقت موجود

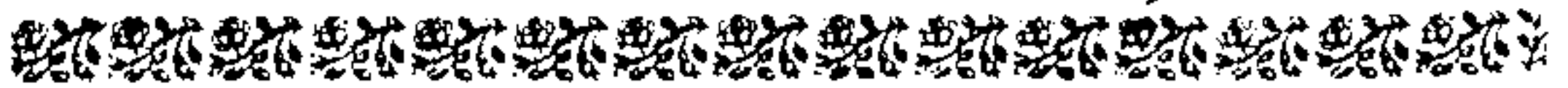
ہوں تو ان کا اس کھانے میں شامل ہونا جائز ہے بلکہ شامل ہو جانا چاہیے

جسکی وجہ نفسیاتی لحاظ سے بالکل ظاہر ہے کہ وہ لوگ اتنے غمزدہ ہوتے

ہیں کہ اگر ان کو تنہا چھوڑ دیا جائے تو شاید ایک لقمہ بھی نہ کھا سکیں البتہ

اگر دوسرے لوگ بھی شامل ہو جائیں تو کچھ نہ کچھ کھا لیتے ہیں، اس صورت

لے عالمگیری لے سراج الوہاب لے ظہیر یہ لے عالمگیری۔



حال گو دعوت سمجھنا غلط ہوگا، بلکہ یہ غم غلط کرنے کی ایک شکل ہے۔

پختہ قبر بنانا اور کتبہ لکھنا | اس سلسلہ میں مختصر بات یہ ہے کہ آگ سے پختہ اینٹ قبر کے اندر میت سے متصل لگانے کی ممانعت ہے۔ تاکہ بد حالی سے بچا جائے ورنہ تو لوہے اور لکڑی وغیرہ کے تابوت میں میت کو رکھ کر دفن کرنے کی اجازت ہے۔ مگر قبر بنانے کے بعد اور کسی چیز کے استعمال کی ممانعت نہیں، چنانچہ فقہ حنفی کی مستند کتاب کے الفاظ یہ ہیں۔

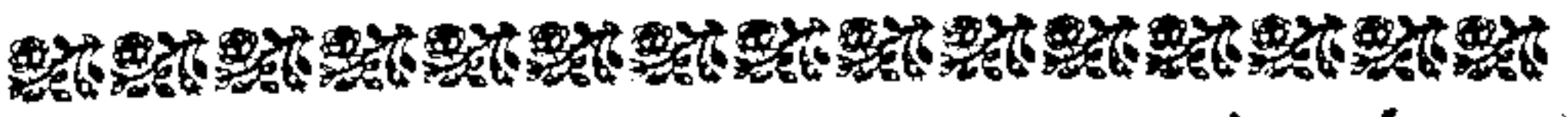
اور قبر نہ تو پختہ کی جائے اور نہ ہی اس پر کوئی عمارت بلند کی جائے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں اور یہی مختار ہے۔ جیسا کہ مراجعہ کے باب الکراہت اور باب الخبازہ میں ہے، اور اگر ضرورت ہو تو قبر پر

وَلَا يَجْصَصُ وَلَا يُطَيَّنُ وَلَا يُرْفَعُ عَلَيْهِ بِنَاءٌ وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِهِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ كَمَا فِي كِرَاهَةِ السَّرَّاجِيَةِ وَفِي جَنَائِزِهَا وَلَا بَأْسَ بِالْكَتَابَةِ إِنْ أَحْتَجَّ إِلَيْهَا حَتَّى لَا يَذْهَبَ الْأَشْرُ وَلَا أُعْتِهِنَّ لِيَه

لکھنے میں حرج نہیں تاکہ نشان نہ مٹے اور قبر کی بے حرمتی نہ کی جائے۔

البتہ صرف زینت کے اظہار کے لئے منع ہے۔ جب میت کسی بزرگ کی ہو تو اسپر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں ہے۔ قبروں پر قبے بنانا اور ان پر کتبہ لکھنا سلف و خلف سب کا معمول ہے اور یہ امت مسلمہ کا عملی اجماع ہے۔ لہذا اس کو غلط کہنا سراسر غلط ہے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کے سرہانے ایک پتھر بطور نشان قائم فرمایا تھا۔ تاکہ اپنے دوسرے حضرات کو وہاں دفن کریں۔ بعض روایات میں قبروں کو توڑ دینے کا جو حکم آیا ہے اس سے مراد مشرکین کی قبریں ہیں۔ اگر ایسا کوئی حکم مسلمانوں کی قبروں کے بارے

لے مصنف نے در مختار سے ابو داؤد سے حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کا ذکر بخاری میں



میں ہوتا تو ضرور فقہاء اربعہ، سلاطین اسلام اور بزرگان دین اس نیک کام میں حصہ لیتے۔ مگر ہم اس کے برعکس دیکھتے ہیں کہ وہ حضرات جن کے زہد و تقویٰ میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے قبروں پر قبے بنائے ہیں

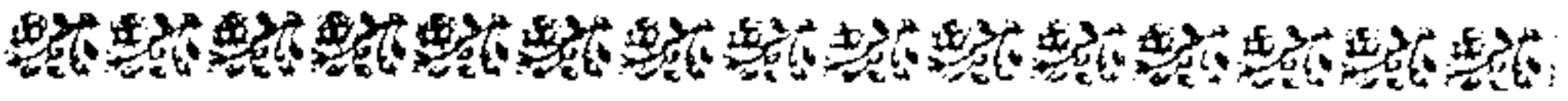
شہید کے احکام | شریعت کی اصطلاح میں شہید سے مراد وہ شخص ہے جس کو دشمن نے قتل کیا ہو یا باغیوں نے، ڈاکوؤں نے یا میدان جنگ میں زخمی حالت میں ملا ہو، یا دشمنوں نے پانی یا آگ میں ڈال دیا ہو یا اس کو دیوار سے پھینک دیا ہو یا دیوار اس پر گر گئی ہو وغیرہ، جو شخص اپنی جان اپنے مال یا مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت میں مارا جائے تو وہ بھی شہید ہے۔

۲۔ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ البتہ کپڑوں پر اگر نجاست ہو تو اس کو دھو دیا جائے گا۔ اسکو خون والے کپڑوں ہی میں غسل دے کر دفن کر دیا جائے۔ ہتھیار وغیرہ اتار لئے جائیں۔

۳۔ اگر وہ شخص حالت جنابت میں شہید ہوا تو اسکو غسل دیا جائے۔

۴۔ اگر زخمی ہونے کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہا۔ کھایا پیا، یا دوا استعمال کی پھر مرا تو مذکورہ احکام اس کے لئے نہیں ہے۔

۱۷۹۱ء عالمگیری ۳ء محیط ۴ء تبیین ۵ء ہدایہ



موت کے بعد شرعی رسوم

دنیا کے تمام ادیان و مذاہب میں انسان کے مرنے کے بعد کچھ نہ کچھ رسوم ہوتی ہیں، اسلام نے بھی اس سلسلہ میں انسان کے فطری تقاضوں کی تکمیل کے احکام دیئے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے اہم چیز ایصالِ ثواب ہے۔

ایصالِ ثواب

مرنے کے بعد ہی سے مسلمان قرآنِ خوالی اور صدقہ و خیرات کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں، مگر انتظامی سہولتوں کی پیش نظر ایصالِ ثواب کے لئے کچھ خاص ایام اور کچھ خاص طریقے وضع کر لئے ہیں مثلاً تیجہ، دسواں بیسواں، چالیسواں، سی بزرگ کی چھٹی، کسی کی گیارہویں، کسی کی سترہویں وغیرہ، تو ان تمام چیزوں پر الگ الگ گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں، صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ ان تمام کی اصل ایصالِ ثواب ہے یعنی مردہ کی روح کو ثواب پہنچانا اور ایصالِ ثواب قرآنِ حدیث کی رو سے درست ہے، یہاں مختصراً چند دلائل تحریر کئے جاتے ہیں۔

عبادت خواہ بدنی ہو یا مالی یا دلوں کا مرکب، اس کا ثواب مردے کی روح کو پہنچایا جا سکتا ہے۔

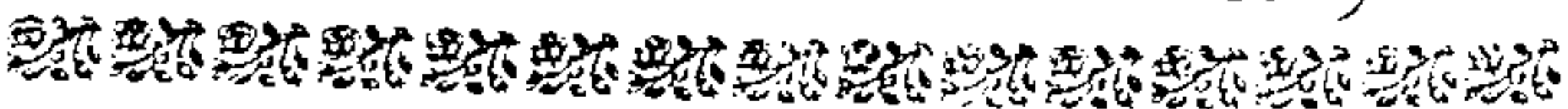
قرآن کریم میں ہے،
وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ

بدنی عبادات کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے

يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ -

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے، کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو بحالت ایمان ہم سے پہلے گزر گئے ہیں۔

سۃ الحشر - آیت ۱۰



اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والوں کی تعریف کی ہے اور ان کا قابل تعریف کا رنامہ یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائیوں کی بخشش کے لئے دعائے کرتے ہیں۔ اب دعا جو ایک عبادت ہے بلکہ عادت کا مغز ہے اگر اس سے مردے کو فائدہ نہ پہنچتا تو زندوں کا مردوں کے لئے دعا کرنا لغو قرار پاتا اور اللہ تعالیٰ لغویات پر کبھی انکی تعریف نہ فرماتا۔ معلوم ہوا کہ دعا مفید امر ہے۔ اور یہی ایصالِ ثواب ہے۔

۲۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ جب تک میرے والدین زندہ تھے اس وقت تک میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا اب ان کے مرجانے کے بعد میں کیا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا، اب تو انکے ساتھ یہ نیکی کر سکتا ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھو اور اپنے روزوں کے ان کے لئے بھی روزے رکھو۔

۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرحلے اور اس کے ذمہ روزے باقی ہوں تو اسکی طرف سے اس کا دلی روزے رکھو۔

۴۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اس نے آپ سے عرض کی میری ماں مر گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ فرمایا ہاں، تو اس کی طرف سے روزے رکھو۔ اس نے کہا میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا تھا۔ میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا اس کی طرف سے حج بھی کر لیں۔

اس حدیث میں نماز روزہ تو بدنی عبادات ہیں اور حج بدنی اور مالی عبادت کا مجموعہ ہے اور ان دونوں اقسام کی عبادات کا ثواب مردہ کو پہنچانا اس روایت سے ثابت ہے۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر تسبیح و تکبیر پڑھی۔ پھر فرمایا اس کی وجہ سے اللہ نے اسکی قبر کو فراخ کر دیا ہے۔ مردے کی قبر پر اذان بھی غالباً اسی

۱۔ مشکوٰۃ ۱۷ طبرانی۔ دارقطنی ۱۷ مسلم ۲۷ مسلم۔ ابوداؤد ۷۷ مشکوٰۃ ۱۷

مومنوں کی قبور کی زیارت کے لئے جانا اور ان کے حق میں

زیارت قبور کا بیان دعا کرنا سنت ہے، زیارت قبور سے دل نرم ہوتا ہے

ہر ہفتے میں ایک دن زیارت مستحب ہے، سب سے بہتر جمعہ کی صبح ہے، شب برابر ذوالحجہ کے دس دن، عیدین اور عشرہ محرم میں بھی قبور کی زیارت افضل ہے، ایک روایت ہے جب کوئی شخص اپنی جان پہچان والے مسلمان کی قبر پر جاتا ہے اور سلام کرتا ہے تو مردہ اس کے سلام کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور عورتیں بھی قبروں پر جا سکتی ہیں مگر پورے پردے کے ساتھ۔ غلط رسوم اور بیہودہ باتوں سے اجتناب کریں قبر کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرنا حرام ہے اور بہ نیت عبادت شکر ہے۔

قبرستان میں جو تاپہن کر بھی جاسکتے ہیں مگر تنگے پر جانا بہتر

زیارت قبور کا طریقہ ہے اندر جا کر دوں کو اس طرح سلام کرے۔ اَلسَّلَامُ

عَلَيْكُمْ دَا اِسْ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ پھر میت کے پائنتی سے آکر میت کے منہ کے سامنے قبلہ کو پشت کر کے کھڑا ہو جائے۔

اور اگر ایسا موقع نہ ہو تو جس طرف بھی کھڑا ہو گا جائز ہے، بیٹھنا بھی جائز ہے، پھر جو اوراد و اذکار چاہے پڑھے اور مستحب یہ ہے کہ سورہ فاتحہ الحمد سے مغلحون تک، آیت

الکرسی، آمن الرسول سے آخر سورہ بقرہ تک، سورہ یسین، سورہ ملک الیکہ التکاثر اور چاروں قل جن میں تین مرتبہ قل ہو اللہ شامل ہے، اول آخر درود شریف اور جو

میسر ہو اس کا ثواب تمام مردوں کو بوسلیہ حضور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم و تمام انبیاء و مرسلین و صدیقین و شہداء و صالحین، بھیجے۔

اوراد و وظائف

چند دعائیں، وظائف اور تعویذات ہیں، جو عوام کے نفع کے لئے درج کئے جاتے ہیں میں تمام قارئین کو انکی اجازت دیتا ہوں تاکہ وہ خود بھی ان سے نفع حاصل کریں اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿﴾

روکنے کے باوجود ان کا کوئی نعم البدل عطا نہ ہو، اعداد اللہ جنت منہ کے ذریعے لوگوں پر دیوسی دبتاؤں کا رعب قائم کریں جبکہ موحدین کے پاس انسانیت کو اس کے مہربان رب کی طرف رجوع کرانے کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ پس اللہ نے اپنے نیک بندوں کو غیر مسلح نہیں رکھا اس نے ہر سطح پر اپنے دشمنوں کی کاٹ کے لئے اپنے ادلیا کر قوت عطا فرمائی ہے، ہر میدان میں غلبہ اور فتح خدا پرستوں کا مقدر ہے۔

یہ چند کلمات رجوع تمہید کے لئے عرض کئے گئے۔ اب چند عملیات پیش کرتا ہوں۔

حاکم کی ناراضگی سے نجات :- فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (پ ۱۷)

ترجمہ :- عنقریب اللہ ان کو کافی ہوگا اور وہی سننے اور جاننے والا ہے۔ جس سے حاکم ناراض ہو یا جسکو کسی سے کسی قسم کا خطرہ ہو وہ اس آیت کو کثرت سے پڑھے یا لکھ کر بازو پر باندھے۔
امراض قلب کے لئے :- لِيَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهَا الْقَدْ اٰدَ۔ ترجمہ :- تاکہ وہ تمہارے دلوں کو سکون عطا کرے اور اس کے ذریعے قدموں کو ثابت کرے۔ اس کا تعویذ بنا کر مریض کے گلے میں اس طرح ڈالیں کہ دل پر رہے۔ دل کی گھبراہٹ، اور دوسری بیماریوں کے لئے مفید ہے۔

بد خوابی کے لئے :- جس شخص کو ڈراؤنے خواب نظر آتے ہوں وہ اس آیت کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے۔ لَسَمُ الْبَشْرِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلُ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْقُوْرُ الْعَظِيْمُ۔ ترجمہ :- انکے لئے دنیا اور آخرت کی زندگی میں بشارت ہے، اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

دفع سحر کے لئے :- جس کسی پر جادو کا اثر ہو اس کے گلے میں درج ذیل آیات کا تعویذ ڈالیں یا زعفران سے کسی طشتری پر لکھ کر پلائیں۔ فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوسٰى مَا جِئْتُمْ بِهٖ السِّحْرَ۔ اِنَّ اللّٰهَ سَيَبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْلِحُ عَمَلُ الْمُفْسِدِيْنَ وَبِحَقِّ اَللّٰهِ الْحَقِّ بِكَلِمَاتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ترجمہ :- جب انھوں نے اپنی لادھیلاں اور سبائیں پھینکیں تو موسیٰ نے فرمایا، جو تم نے پیش کیا ہے، جادو ہے۔ اللہ اس کو یقیناً باطل فرمائے گا۔ بیشک اللہ مفسدین کے عمل کو ٹھیکاً نہیں کرتا اور مجرم خواہ،

﴿﴾

کتابت ناپسند کیوں نہ کریں۔ اللہ حق کو اپنے کلمات سے ثابت کرے گا۔

عام امراض کے لیے ۱۔ ہر مرض اور ہر درد کے لئے ، درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر ان آیتوں کو پڑھ کر تین مرتبہ دم کریں۔ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاكَ وَبِالْحَقِّ نَزَّلْنَا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔ اور ہم نے حق کے ساتھ اس کو نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا، اور ہم نے آپ کو بشارت دینے والا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

علم میں ترقی اور ذہن میں کشادگی کے لئے { رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَكَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي }۔
ترجمہ :- اے میرے رب میرے سینے کو کشادہ فرما، اے اور میرے معاملہ کو آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں۔ نیز رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا بکثرت پڑھیں۔

ہر مصیبت کے لیے :- لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ
ترجمہ :- کوئی معبود نہیں مگر تو ہی ہے، بے عیب ہے تو، بلاشبہ میں ظالموں میں سے تھا۔ اس کا نام آیت کریمہ مشہور ہے۔ اسم اعظم ہے دفع مصائب کے لیے بہت مجرب ہے۔ مَلَكُودَةَ کے لیے :- اگر کوئی شخص گم ہو گیا ہو یا بھاگ گیا ہو۔ تو اس کے لئے یہ آیت دو رکعت نفل ادا کرنے کے بعد چالیس دن تک ایک سو انیس مرتبہ روزانہ پڑھیں۔ إِنشأ اللہ واپس آجائے گا۔ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ۔ ترجمہ :- بیشک وہ کہ جس نے آپ کو قرآن عطا کیا ہے۔ آپ کو ٹھکانے پر لوٹانے والا ہے۔

ادائے قرض، خوشحالی [ادا کرنے قرض کے لئے صبح و شام سات بار اول و آخر اور حصول عزت کے لیے] درد و شریف کے ساتھ یہ پڑھ لیا کریں، انشاء اللہ قرض ادا ہو جائے گا، قُلِ اللَّهُمَّ مَا لَكَ الْمَلِكُ تُوْتِي الْمَلِكُ مِنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمَلِكُ مَعْنُ تَشَاءُ وَ تَعْرِضُ تَشَاءُ تَذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ ترجمہ :- فرماد کیجئے اے اللہ، بادشاہت کے مالک، تو جس کو چاہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بادشاہت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لیتا ہے اور جسے چاہے عزت بختا ہے اور جسے چاہے رسوا کر دیتا ہے۔ بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

برائے اولاد صالح :- جس کے اولاد نہ ہو وہ یہ دعا بکثرت پڑھے۔ انشاء اللہ اولاد ملے گی۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ۔
ترجمہ :- اے میرے رب! تو مجھے اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بلاشبہ تو دعا کا سنتے والا ہے۔

کشاہت رزق کے لیے :- اسلامی مہینے کے پہلے جمعہ سے چالیس جمعہ تک درج ذیل آیت مغرب کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھے اور ایک کاغذ پر لکھ کر کسی کنوئیں میں ڈال دیا جائے انشاء اللہ مالدار ہو جائے گا۔ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ہ۔ ترجمہ :- اور بلاشبہ ہم نے تم کو زمین میں قوت عطا کی، اور ہم نے تمہارے لئے اس زمین میں روزی مقرر کی، تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔
گم شدہ چیز کی بازیابی :- اگر کوئی چیز گم ہو جائے یا کوئی حادثہ درپیش آئے تو یہ پڑھیں، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مَصِيْبَتِيْ وَ اَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا۔ ترجمہ :- بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بیشک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں یا اللہ مجھے میری مصیبت کا اجر عطا فرما، اور اس سے (فوت شدہ) بہتر عطا فرما۔

اگر ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھ لی جائے تو شیطان دور رہے گا۔

شیطان اور چور کو دور رکھنے کا وظیفہ :- اگر ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر تین مرتبہ تالیاں بجا دی جائیں تو جہاں تک آواز جائے گی انشاء اللہ وہ مقامات چوروں سے محفوظ رہیں گے۔

آیت الکرسی :- اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ سے آخر تک۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہ

